1139

Acc. No = 1139

شاعر بیمثال سخنور نازک خیال جناب مولوی منشی فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ
واسطی مصنف دیوان ہذا تعلقہ دار خیر خواہ سرکار



به عون صناع بیکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

عجیب و دلپذیر تصنیف شاعر عربی نظم مولوی سید فضل حسن خان بہادر تعلقہ دار شاگرد رشید امیر المشتهر

دیوان وسطی

حسب فرمایش مصنف موصوف الصدر باہتمام تمام بار دوم

مطبع منشی نولکشور میں طبع پر مقبول جہان ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کیا ہے یعنی بسم اللہ سے آغاز دیوان کا
جو وہ چاہے گدا کو ہفت کشور کا کرے سلطان
نشان لطف ہے آتش کا ابراہیم پر بجھنا
میانِ چاہ یوسفؑ کی کبھی اوسنے حفاظت کی
نہ دکھلاتا اگر وہ کافرون کو شانِ قہاری
ذرا کی سرکشی جسنے جہنم مین ہوا داخل
اوسیکا کام ہے یہ کب کسی سے اور ممکن ہے
جو جہل احکام سے ہوتا ہدایت کسطرح ہوتی
نسیم لطف اوسکی ہے نشاط افزا گلستان مین
نہ چمکے برق اگر اوسکو چمکنے کا نہ ہو ایما
ہوا جب دن کھلا خورشید کا گل اوسکی فرمانسے
عجب جتنا عیان ہین عقل کو حیران کرتا ہے
یہی طغرا سبب ہو جائیگا اجرای فرمان کا
جو وہ چاہے تو بخشے مور کو رتبہ سلیمان کا
دلیل قہر آنا نوح کی امت پہ طوفان کا
مصیبت مین ہوا مونس کبھی وہ پیر کنعان کا
عصای دستِ موسیٰ سے نہوتا کام ثعبان کا
ذرا کی بندگی جسنے ملا باغ اوسکو رضوان کا
ملانا چار عنصر کا بنانا جسم انسان کا
دلیل رحمتِ رب ہے نزول آیات قرآن کا
نہین بیوجہ ہنسنا ہر سحر گلہای خندان کا
نہ برسے ابر اگر اوسکو اشارہ ہو نہ باران کا
ہوئی شب قمقمہ روشن کیا مہتاب تابان کا
نظارہ چشم و گوش و خط و خال و زلفِ پیچان کا

نہین لازم سیہ بختی مین بھی قطع امید اوس سے
ملا ہے خضر کو ظلمت مین چشمہ آبحیوان کا

نفس کی آمد و شد مین ہون جب دو نعمتین حاصل
زبان کھولی ادای شکر مین کیا موںہہ ہے انسان کا

جو کانٹا ہے بیابان مین زبانِ شکر منعم ہے
دہانِ حمد خالق ہے ہر اک غنچہ گلستان کا

اوسی کے شوق مین آنکھین کھلی ہین واسطی لاکھون
نگاہِ غور سے دیکھا تماشا نرگستان کا

جہان مین کون ہے جسپر نہین احسان احمدؐ کا
سرِ ملک و ملک پر تاج ہے میم محمدؐ کا

زمانہ ہے غلام اوس واقفِ اسرارِ سرمد کا
کہ گوشِ دو جہان مین حلقہ ہے میمِ محمدؐ کا

سلیمان ہو عوض کہ یوسف ہون مسیحا ہون کہ موسیٰ ہون
دبا سکتا ہے انمین کون گوشہ اوسکی مسند کا

مبارکبادِ باہم حاملانِ عرش دیتی تھے
شبِ معراج مژدہ سُنکے اوسکی آمد آمد کا

نہ کیون یاجوج و ماجوجِ ضلال و کفر پس پا ہون
کہ حدِ شرع مین عالم ہے ذوالقرنین کی سد کا

بہت روتی اگر بے مقتدی اہل علم ہوتے
عدم مین رہگیا اسواسطے سایہ محمدؐ کا

بجا ہین ساکنِ ارض و سما محفوظ آفت سے
کہ حرزِ دو جہان تعویذ ہے حضرت کے مرقد کا

خمیرِ خاکِ آدم کا بہت دشوار تھا اوٹھنا
خمیرِ کیا و سمین اگر ہوتا نہ پرتو نور احمدؐ کا

بلندی آسمان سے ہی زمینِ کوہی مولا کو
پڑی جو نقش پا بنجائے افسر فرق فرقد کا

وجوب و امکان کا مجمع ہو گیا ہی ذاتِ اقدس مین
اشارہ ہی یہ نام پاک مین میم مشدد کا

نہ بنتا علمِ مولا وقتِ کشفِ راز اگر سوہان
نہ ہوتا تیز دندانہ کلیدِ قفلِ ابجد کا

بیان واضح مولا کا جھوکا چل گیا ایسا
کہ پردہ اوٹھہ گیا دروازۂ اسرارِ سرمد کا

عجب انگشتری ہے دستِ اقدس مین حکومت کے
نگینہ ہے یہہ چرخِ نیلگون جسمین زبرجد کا

ثنای جرأتِ شہ اپنی طبعِ تیز سے ہوگی
کھلیگا معرکہ مین جوہر اس تیغِ مہند کا

جدائی احمدؐ و حیدرؑ مین کوئی کر نہین سکتا
عروض آیا ہے کسکو یا تقطیع اس بیت مقعد کا

اگر انصاف سے دیکھو سوای مہدیِ ہادی
محافظ کون ہے اس کشورِ ہستی کی سرحد کا

ای جنون میری گریبان کا تو ہے مذکور کیا — چاک تیری ہاتھ سے دامانِ صحرا ہو گیا

خواب ہین تجھے ہم بغل اوس سے جو جاگی کچھ نہ تھا — واہ ای گردون ابھی کیا تھا ابھی کیا ہو گیا

دل سے ایسی اپنی صورت آگئی اوسکو پسند — آئینہ کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا

ایک دم مین زندہ جاوید کشتون کو کیا — خنجرِ قاتل سے اعجازِ مسیحا ہو گیا

ایک آنسو سے ہمارے آگیا طوفانِ نوح — ایک نالے سے ہمارے حشر برپا ہو گیا

سوزِ عشقِ قدِ جانان نے کیا کسکو نہ خشک — سوکھ کر گلزار مین ہر سرو کانٹا ہو گیا

کی جو مئخواری فراقِ یار مین ای واسطی
آتشِ مَی سے کباب اپنا کلیجا ہو گیا

حائل ہی زیست وصل ہو اوس جانِ جان سے کیا — پردہ بغیرِ مرگ اوٹھی درمیان سے کیا

آزاد مثلِ سرو ہین باغِ جہان مین ہم — نفع و ضرر ہے ہمکو بہار و خزان سے کیا

مجمع ہی وہ پسندِ جہان ہو کوئی حسین — یوسف نہ جسمین ہو غرض اوس کاروان سے کیا

ممکن نہین کہ یار کرے وعدۂ وصال — دل مین نہ ہو جو بات وہ نکلے زبان سے کیا

رندون کا ہے یہ واعظِ منبر نشین سی قول — ناقص ہے جنس فایدہ اونچی دکان سے کیا

رونے نی میرے بند کیا کاروبارِ دہر — ساون کی ہے جھڑی کوئی نکلی مکان سے کیا

پچھتا رہا ہون کرکے کبوتر کو نامہ بر — نامہ تو پیچلا ہے کہیگا زبان سے کیا

مونہہ ڈالتے نہین کبھی آکر سگ و ہما — ڈرتے ہین میری جلتی ہوئی استخوان سے کیا

پروازِ مرغِ دل کی نقاہت سے اوڑ گئی — ورنہ زمین کا فاصلہ ہے آسمان سے کیا

تیغِ زبانِ خلق کی پروا نہین رہے — ہاتھ آئی ہے سپر مجھے گوشِ گران سے کیا

ہم مست مَی ہین ہمکو دبائیگا کیا فلک — گتھتے لڑے جو پیر تو جیتے جوان سے کیا

اعلی جو ہین وہ مائلِ پستی نہین کبھی — اوترین زمین پہ حور و ملک آسمان سے کیا

غم کے لیے ہی خونِ جگر ہو کہ لختِ دل — نعمت کوئی عزیز کر دن میہمان سے کیا

ہم اس چمن مین طایر نکہت ہین واسطی
ہمکو نشیمن و قفس و آشیان سے کیا

شناور جانتا ہے بحر معنے آشنائی کا
حباب موج مین پردہ ہی صورت کی جدائی کا

عناصر زیر تربت جاکی آپس ہین جدا ہونگے
بھروسا کیا جہان مین چار دن کے آشنائی کا

کہا یہ عالمون سے جب چڑہا منصور سولی پر
حجاب علم مین جلوہ کہان نور خدائی کا

درست اس سے نہ کیونکر ہو شکست بال پروانہ
اثر کی شبہہ موم شمع مین ہے مومیائی کا

حسینون کا محلہ بھی دیار کوفہ ہے شاید
پسند طبع ہے سبکو طریقہ بیوفائی کا

ڈبوئی دیتے ہی ناواقفون کو موج موج اسکے
شناور ہو تو دریا پیر جائے آشنائی کا

ہماری آہ کو نادان ہین جو برباد سمجھے ہین
نشانہ طایر سدرہ ہی اس تیر ہوائی کا

شہادت ایکدن ہوگی پھرینگے تیغ گردن پر
سمجھتا ہون اشارہ اوسکے انگشت حنائی کا

اگر ہے شوق دل تا منزل مقصود پہنچونگا
نہین محتاج مین ای خضر تیری رہنمائی کا

ادا حق بندگی کا بھی کسی سے ہو نہین سکتا
بڑی نافہم ہین کرتے ہین جو دعوی خدائی کا

میری پہلو سے اوٹھنی کا اگر وہ قصد کرتی ہین
ارادہ روح بھی رکھتی ہی قالب سے جدائی کا

حسین جو ہی تیری رخ سے ہی نقد حسن کا سائل
چمن مین گل ہی دست شاخ پر کاسہ گدائی کا

خموشی مین ہی جانبازی مناسب ہے بہت بازونکو
انا الحق گو میری نزدیک جھوٹا ہی خدائی کا

بھلا دون آستین کو کسطرح فانوس سے نسبت
کہان ہی شمع مین جلوہ تیری گوری کلائی کا

جلا دین کہکے قم کشتی کو تیری آئین مقتل مین
جو دعوی حضرت عیسے کو ہی معجز نمائی کا

گریبان پھاڑ سکتا ہون نہ جا سکتا ہون صحرا کو
کرون شکوہ نہ کیونکر ای جنون بیدست و پائی کا

ہوا ثابت ہی ایما میری خونریزی کا ای قاصد
لفافہ خط جانان پر ہے قرطاس حنائی کا

کہون کیا اپنی حالت محو ہون ایسا مرا پا مین
نہ اب ہی وصل کی شادی نہ اب غم ہی جدائی کا

مین چھٹکر کاروان اہل دنیا سے وہان پہنچا
پتا ملتا نہین جسجا جرس کی رہنمائی کا

یہ بیداری کی حالت ہی مجھے یا خواب غفلت ہے
جو بھولا واسطی دل سے میری نقشہ خدائی کا

حضور یار ہمارا وقار تک نہ رہا
وقار کیا کہ ذرا اعتبار تک نہ رہا

یہ ہوش جا کے سر کوی یار تک نہ رہا
مراجعت مین ہمین اختیار تک نہ رہا

غم فراق نے مردہ بنا دیا ایسا
قرار کیا کہ یہان اضطرار تک نہ رہا

مٹا دیا مجھے سوز جگر نے صورت شمع
گھلا ہیہ مین کہ میرا جسم زار تک نہ رہا

اوڑائی پرزی یہ ٹکڑون کے دشت وحشت نے
کہ آستین و گریبان مین تار تک نہ رہا

فلک شکوہ بناتی تھے یہان جو قصر بلند
یہ مٹ گئی کہ نشان مزار تک نہ رہا

کیا تھا عہد یہین سے گئے نہ اٹھے اب کبھی
قیام پر اوسے فصل بہار تک نہ رہا

غم فراق نے ہمکو تو بے اجل مارا
اسی تو موت کا اب انتظار تک نہ رہا

تمہارا غم تو ہے ہمراہ میری کیا پروا
جو بیکسی ہین کوئی غمگسار تک نہ رہا

غرور حسن کہان تھا جو رخ یہ خط نکلا
ہوئی یہ صاف کہ دل مین غبار تک نہ رہا

تری خدنگ نگہ نے کئی یہ خالی دشت
کہ منزلون کہین باقی شکار تک نہ رہا

یہہ روز وصل ہوا واسطی مین عیش سے مست
کہ یاد رنج شب انتظار تک نہ رہا

یہ اہل کبر مٹی یادگار تک نہ رہا
مکان کیسے کسیکا مزار تک نہ رہا

ہوای تند نے کیسا غضب کیا بس گھر
کہ اوس گلی مین ہمارا غبار تک نہ رہا

جنون نکلے ہاتھسے کیونکر نہ تنگ ہون مر کر
کفن کا زیب لحد ایک تار تک نہ رہا

تمہاری آنکھہ کی الفت نے یہ کیا بیخود
خیال گردش لیل و نہار تک نہ رہا

وہ باغ دہر مین ہون بلبل خزان دیدہ
کہ آشیان مین میرے کوئی خار تک نہ رہا

ثمر نخ قافلہ رفتہ اب ملے ہمین کیا
کہین نشان قدم کیا غبار تک نہ رہا

خزان سے آگئی کیا کیا بہار کو بے برگ
کہ باغ مین شجرِ سایہ دار تک نرہا

کیا ہے جسم کو بی حس یہ ضعفِ پیری نے
کہ دست و پا یہ ہمین اختیار تک نرہا

لیئے یہ وصل مین رخسارِ یار کے بوسے
کہ یاد اوسکو بھی اونکا شمار تک نرہا

لحد پہ ہمسے غریبون کا شامیانہ کہان
کہ سایہ کرنے کو نخلِ مزار تک نرہا

بھری جو اوسکی طبیعت تو پھر گیا عالم
کوئی رفیق کوئی غمگسار تک نرہا

جنون کی جوش مین دستار کا تو ذکر ہی کیا
بدن کے کپڑون مین جب ایک تار تک نرہا

شراب پی کے ہوا نشہ اسقدر غالب
کہ واسطی ہمین خوفِ خمار تک نرہا

تیرا عاشق ہون سلیمان سے ہے مقابل میرا
اے پری حق ہے یہ دعوےٰ نہین باطل میرا

کھینچ لائیگا تجھے جذبۂ کامل میرا
رگِ مجذوب کی رکھتا ہی کششِ دل میرا

ناتوانی کی سبب قتل سے محروم رہا
نملا جسم تھکا ڈہونڈہ کے قاتل میرا

بے سبب شوخ نہین رنگ تیری مہندی کا
کچھ نہ کچھ یار لہو اس مین ہی شامل میرا

ہو میری طرح اگر تو بھی کسی پر عاشق
کیا تعجب ہی کہ اللہ ہے عادل میرا

کٹ گئی راہِ سفر چشم زدن مین ہر چند
شہرِ ہستی سے وطن تھا کئی منزل میرا

ناخنِ خنجرِ قاتل سے ہے اگر عقدہ کشا
حل ہے اک روز ہر اک عقدۂ مشکل میرا

ناخدا ہون وہ تہی بخت کہ مانند حباب
ٹوٹ جاتا ہی سفینہ لبِ ساحل میرا

تنگدستی مین نہین جان عزیز ونسی عزیز
ہاتھ ہے تنگ مگر تنگ نہین دل میرا

شمع سوزان جو زبان کٹتی ہی شعلہ ہی بلند
کہ رہی ہے یہ فسانہ سرِ محفل میرا

خود وہ کہتے ہین کہ اس بزم مین بلتا ہی نہین
عکسِ آئینہ ہے البتہ مقابل میرا

مہربان سب پہ ہی پر رکھتا ہی عداوت مجھ سے
جو زمانی کا ہی عیسیٰ وہ ہی قاتل میرا

دل محبوب کو قابو مین مین لاؤن کیونکر
واسطی خود مرے قابو مین نہین دل میرا

کیون نہ سامان کرون بی سروسامانی کا
جمع اسباب ہی باعث ہی پریشانے کا

حسن رخ دیکھ کے اوس یوسف لاثانی کا
چاک ہی مثل کتان دل مہ کنعانی کا

نہ مٹی گا نہ مٹی گا یہ ہے تیجھر کے لکیر
وہی پیش آئے گا لکھا ہی جو پیشانی کا

آسمان سے یہ کہو دیدۂ انجم سے ذرا
حال دیکھے مری داغون کی فراوانی کا

موت سبکی ہے محافظ جو یہ ہی قول صحیح
کیون مین بیفائدہ خواہان ہون نگہبانی کا

حال آیندہ جو کرتے ہین بیان کاذب ہین
پڑہنے والا نہین کوئی خط پیشانی کا

منجر ہوا سکے سبب سی ہوئے سب جرم معاف
ماننا چاہیے احسان پشیمانے کا

پوچھتے کیا ہو میرا حال کہ آئینہ ہے
عاشق زلف ہون عالم ہے پریشانی کا

کسکو پروا ہے جو موذی ہون ناقی ہن تباہ
غم ہو کیا خانۂ زنبور کے ویرانی کا

شوق دیدار رخ یار مین کیا آنکھ ہو بند
صورت آئینہ پتلا ہون مین حیرانی کا

رونی روتی کبھے ہو جائے گی دلکو تسکین
ناخدا خود ہی خدا کشتی طوفانی کا

سے ہے جو بنیاد وہ سمجھتا ہی کہ انجام ہی خاک
ترجمہ نقش قدم ہے خط پیشانے کا

ہے جو ہر درد وہ ہر درد کا ہوتا ہی تریک
درد ہے دل مین میری قلبین بیابانی کا

داغ کو کیا ہے گنہ بندۂ بت ہو جانا
جب ملک سجدہ کئے ہین بکیر انسانے کا

صدمہ کو دالم سے نہین کچہ رنج مجھے
ظرف عالی ہے بہت میری گران جانی کا

جبسے دیکھا مجھے ای یار ہوا وہ حیران
آئینہ حال ہے سب پر میری حیرانی کا

سرمگین چشم کا عاشق مین ہوا ہون جب سے
ناطقہ بند ہوا میری سخندانے کا

واسطی کیون نہ ہو روشن میرا کاشانۂ دل
دہیان رہتا ہے کسی چہرۂ نورانے کا

دل دام زلف مین جو پہنسا تھا پھنسا رہا
دل پر شب وصال بھی صدمہ بڑا رہا

عاشق تمام عمر اسیر بلا رہا
صبح سیاہ بخت کا کھٹکا لگا رہا

کب ازار دل جہان مین کسی سے چھپا رہا
روز ازل سے عشق میرا برملا رہا

حیران ہو کے یار کی صورت دم وصال
مین صورت آئینہ کی طرح دیکھتا رہا

شکر خدا کہ کھائی سگ کوی یار نے
محروم ہڈیون سے نہ ہی ہما رہا

کاٹی شب فراق بڑی اضطراب مین
تم رات بھر نہ آئے تھے میرا دل لگا رہا

بیداد سے نہ ہاتھ اوٹھایا کسی طرح
مجھ سے تمام عمر وہ ظالم خفا رہا

کیا جانے ہائے کس کے لگی بد دعا مجھے
مین عمر بھر کہین نہ کہین مبتلا رہا

اک بوسہ لعل لب کا دیت مین دیا نہ ہائے
دعویٰ تو ہمارے خون کا ای بیوفا رہا

جب تک رہا جہان مین رہی رزق کی تلاش
گردش مین رات دن صفت آسیا رہا

نکلا غلط اب حساب ہے عشاق کا عجب
جانی وہ جو گیا وہ گیا جو رہا رہا

زندہ ہون لاغری کے سبب اب مین ناتوان
پھر پھر گئی ہے موت بھی آ آ کے بارہا

بیٹھے جو سایہ یار کی دیوار کے تلے
سر پہ ہمارے سایہ بال ہما رہا

دم بھر کا ہے قیام یہان صورت حباب
بحر جہان مین کوئی رہا بھی تو کیا رہا

قاتل کی کھنچ گئی سر میدان جو تیغ ناز
ثابت قدم نہ کوئی ہمارے سوا رہا

اندھا ہے جو کہے کہ نہین جلوہ گر حبیب
مین ہر روز ہر مکان مین اوسے دیکھتا رہا

آزادگی سے شکل نہ دیکھی تمام عمر
میرا تو دل کسی نہ کسی سے پھنسا رہا

کیا واسطی کو مشکل لاحل سے دغدغہ
وہ تو غلام حضرت مشکل کشا رہا

دل عکس رخ یار کی جا ہو نہین سکتا
یہہ آئینہ خورشید نما ہو نہین سکتا

ہر چند جو قیدی ہے رہا ہوتا ہے اک روز
قیدی تیری گیسو کا رہا ہو نہین سکتا

کیا آگئی دل مین کہ تم آئی میرے گھر مین
حق بندہ نوازی کا ادا ہو نہین سکتا

پوچھے گا کسی روز کوئی تیغ زنون سے
ضائع کبھی خون شہدا ہو نہین سکتا

کمبخت ہی کیا ضعف کہ ناخن سی شب وصل
وا اوسکا کوئی بند قبا ہو نہین سکتا

موی مژۂ یار سے کسطرح ہٹے دل
ناخن سے کبھی گوشت جدا ہو نہین سکتا

ہو حسنِ خدا داد پہ مغرور نہ اتنا
بندہ جو خدا کا ہے خدا ہو نہین سکتا

غیبت مین رہتا ہی بہت قصد شکایت
جب سامنی جاتا ہون گلا ہو نہین سکتا

کر خط کے پہونچنے مین نہ جلدی بہت اے دل
قاصد تو کسی طور رہا ہو نہین سکتا

پلوائے تو ساقی مجھے ماہِ رمضان مین
روزہ کوئی کیا مجھ سے قضا ہو نہین سکتا

جیسے کہ مری خون سی سرخ اوسکی ہین ہاتھ
ایسا تو کبھی رنگ حنا ہو نہین سکتا

اوٹھ جائین اگر ساری جو ہین بیچ کی پردے
ہمکو وہ یقین ہے کہ سوا ہو نہین سکتا

وحشت مین خوشی ہے مجھی عریان بدنی کی
جامہ ہے یہ ایسا کہ قبا ہو نہین سکتا

پہونچا دی مری ہاتھ کو اوس زلف رسا تک
اتنا بھی تو اے بخت رسا ہو نہین سکتا

فارغ ہین دوئی سے جو ہین یک جان و دو قالب
جو حرفِ مشدّد ہے جدا ہو نہین سکتا

وہ بیت ترا مطلع ابرو ہے کہ جس مین
استاد سے بھی دخل بجا ہو نہین سکتا

تقلید نہ کر پیر خرابات کی واعظ
گمراہ کبھی راہ نما ہو نہین سکتا

سمجھاتا ہے کیا واسطی زار کو اتنا
صبر اے صنم ماہ لقا ہو نہین سکتا

قلت غم سے دلِ مشتاق کو غم ہوا
کی شکایت چرخ سے جب روز صدمہ کم ہوا

مر گیا غم سے جو مین ساری جہان کو غم ہوا
ایک غم اپنا تھا مجھکو اب غمِ عالم ہوا

وہ پری انسان مین کسطرح ہو امید وصل
حرف ہم جنسی کی باعث حرف سی توام ہوا

ہو گئی آنکھون کو روشن بے ثباتی دہر کی
جو حباب آیا نظر انکو وہ جامِ جم ہوا

شام کر دی صبح اولٹ کر اوسنی چہرے سے نقاب
ماہِ تابان پر گمانِ نیّرِ اعظم ہوا

بوسہ دو تم بھی مجھے چاہو اگر اپنی نمود
کیا سخاوت سی جہان مین شہرۂ حاتم ہوا

کشتے جو ہوتے ہین اب وہ زندۂ جاوید ہین
میرے دم سے خنجرِ جلاد عیسیٰ دم ہوا

واجب التعظیم تو وہ ہے جو آیا باغ مین
سایہ مثل سرو استادہ قدِ آدم ہوا

کھل گیا ہے رنجِ عاشق سی خوشی معشوق کو
خندۂ گل کا سبب جب گریۂ شبنم ہوا

نور کا عالم نظر آیا جو تُل بیٹھا وہ بھر
پلۂ میزان بھی برجِ نیّرِ اعظم ہوا

کی تواضع ہمنے اربابِ تواضع کی حضور
دیکھہ کر محراب سجدے مین سر اپنا خم ہوا

اشکباری نے کیا افزون گرفتہ اپنا دل
ہوکے تر پانی مین عقدہ اور بھی محکم ہوا

نانِ نعمت مین کہان جو نان جو مین ہے مزا
مین قناعت پیشہ کب منّت کشِ حاتم ہوا

بوسۂ لب ہی ملے صحت دلِ مجروح کو
واہ کیا حلوا ہمارے زخم کو مرہم ہوا

مل گئی جبن ورز اوسکی آنکھہ میرے آنکھہ سے
دل نے یہ پھبتے کہی بادام اب توام ہوا

مجھسا دنیا مین نہوگا کوئی محرومِ وصال
رشک آیا حرف سے بھی حرف اگر توام ہوا

باغ مین شاید کہ صرصر آہِ بلبل کے چلے
دفتر اوراقِ گل جو درہم و برہم ہوا

بنگیا میخانہ غم خانہ فراقِ یار مین
دورِ ساغر پر گمان حلقۂ ماتم ہوا

سیرِ گلشن کو گیا جب واسطی بے یار مین
سبزۂ نوخیز کا نظارہ مجکو سم ہوا

عمر بھر مجکو جو شغلِ مے سے سر جوش رہا
قبر بھی مجمعِ رندان قدح نوش رہا

یاد آئی جو تیری نرگسِ مے گون سلقے
مین تو کیا ہون نہ فرشتونکو بھی ہوش رہا

ایک اپنی نہ کہی پینے زمانے کی سنے
مثلِ گل باغِ جہان مین ہمہ تن گوش رہا

عمر بھر آنکھہ نہ غفلت ہی کھلے وای نصیب
وعدۂ روزِ ازل مجکو فراموش رہا

ہجر کی شب یہ اوٹھا دودِ جگر صبح تلک
گھر ہمارا صفتِ کعبہ سیہ پوش رہا

گھر کے کسدن نہ مری آنکھہ کا بادل برسا
مدتون اشک کی طوفان کا اک جوش رہا

مر گیا کون یہ بلبل چمن ہنستے ہین
گل جو سوسن کی روش غم سے سیہ پوش رہا

تم جو وعدہ پہ نہ آئے تو ہمارا دل اپنا
شب کو معشوق تصور سے ہم آغوش رہا

شب فرقت کی مصیبت کا نہ پوچھو کچھ حال
کبھی رویا کبھی تڑپا کبھی بیہوش رہا

غم کے خم ہمنے چڑھائے شب وصل ہی سے
میکشی مین نہ کسے بات کا کچھ ہوش رہا

آب دین مجھے دیکھا تو گیا یار کا خشم
صفت آتش خاموش وہ خاموش رہا

اکثر آیا تری کشتے کی جلانے کو مسیح
لفظ قم منہہ سے نہ نکلا کبھی خاموش رہا

مشرق نور بجا ہے جو کہے اسکو فلک
دل مین کسدن نہ سر صبح بناگوش رہا

کبھی وہ رخ نظر آیا نہ کبھی بات سنی
ہمہ تن چشم رہا مین ہمہ تن گوش رہا

واسطی سنکے تری نالہ موزون شب وصل
بلبل نغمہ سرا باغ مین خاموش رہا

بوسہ دیا نہ عارض روشن دکھا دیا
دل لیکے تمنے عاشق شیدا کو کیا دیا

مجھ مردہ دل کو آکے کب اوسنے جلا دیا
کس روز بوسہ لب معجز نما دیا *

آنکھون کا کچھ قصور نہ دل کی ہی کچھ خطا
قسمت نے دام عشق مین ہمکو پھنسا دیا

ہمراہ یار غیر جو آیا مزار پر
دل کی تڑپ نے خواب سے مجکو جگا دیا

سودائے عشق سے کبھی آیا جو ہوش مین
بک بک کی ناصحون نے مرا سر پھرا دیا

مدت سے خط کا یار نے لکھا نہین جواب
کیا جانے کیا رقیب نے اوسکو پڑھا دیا

عزلت نشین ہون مردمک چشم کی طرح
آنکھون کے عشق نے مجھے انسان بنا دیا

کیا سو رہے تھے چین سے گنج لحد مین ہم
خواب عدم سے کسنے آ کے جگا دیا

فرہاد نے ستون کو گیا قیس نجد کو
ہمنے گلی مین یار کے بستر لگا دیا

آہون سے میری کانپ گئی ہفت آسمان
نالون نے میری عرش بریں کو ہلا دیا

فریادیون سے لینے لگے وہ جو عرضیان
قاصد نے میرے خط کو بھی اون مین ملا دیا

خود اپنی شکل دیکھ کے وہ محو ہو گیا
آئینہ کسنے یار کو لا کر دکھا دیا

سو نعمتوں سے اوسکو سمجھتا ہوں میں عزیز — ایسا تمہارے ہجر میں غم نے مزا دیا

اک دل رہا تھا وہ بھی ہوا دلربائی سے
افسوس واسطی نہیں جو کچھ دیا دیا

لکھتا ہوں وصف چشم بت بے مثال کا — عالم مرے قلم میں ہے شاخ غزال کا
سائل ہے حسن کا ترے عارض سے کیا چمن — ہر گل ہے دست شاخ پہ کاسہ سوال کا
وہ بادہ خوار ہوں کہ جو اک قطرہ پی شراب — دریا بہا دیا عرق انفعال کا
شاید ہے تیری ابروے پرخم کا اوسنے وصف — ہے اسقدر بلند جو مصرع ہلال کا
چمکی تھی نخل طور کی اوپر جو برق طور — پرتو تھا ایک آپ کے نور جمال کا
لاغر ہے تن مرا کمر یار کی طرح — دیکھا تو اسمیں فرق نہیں ایک بال کا
لازم طلب ہے اوسکی دم زیب بزم میں — مشتاق آئینہ ہے تمہارے جمال کا
نفرت غنا سے ہے ہمیں اوسکے فراق میں — چٹّی کا ہے نہ ہوش نہ مطلق خیال کا
وہ صبح تک نہ آئی تو جان اپنی جائیگی — فرقت کی رات دن ہے ہمارے وصال کا
اوروں کو صاف ہمکو عنایت ہو دُردِ مے — ساقی ہے کیا سبب تری گرد ملال کا
ہیں بڑھ کی ماہ نو سے طلبگار بدر ہم — ہمسا ہے قدردان نہیں اہل کمال کا
گردوں پہ خال چہرۂ خورشید بنگیا — ذرّہ اگر اوڑا مرے گرد ملال کا
دی تمکو شکل خالق عالم نے نور کی — پتلا بنا دیا ہمیں گرد ملال کا
دریافت کر تدرو سے بلبل سے پوچھ لے — قائل نہیں ہے کون تری بول چال کا

نادان ہیں وہ جو طالب لذت ہیں دہر میں
ای واسطی ہے داغ ثمر اِس نہال کا

شاید کہ شاد ہوگی وہ دے بوسہ خال کا — تحفہ ہیں اوسکو بھیجیے نافہ غزال کا
کرشمہ کیا ہے بخت نے اوس خورد سال کا — دیکھی جو منشعب میں نہ باب انفعال کا

گذرا شباب قصد عبادت کا کیجیے
پڑھیے نماز وقت اب آیا زوال کا

کیا انقلاب ہی کہ جو تھے صاحب کلاہ
پھرتے ہین دربدر لیے کاسہ سوال کا

زینت سے کام کیا اونھین جو ہین بلند قد
وہ بھی ہی آشنا نہین ابرو ہلال کا

اوس رخ پہ مور خط ہین اگر مجتمع تو ہون
ممکن نہین جگہہ سے ہلے دانہ خال کا

کرتا ہون دنکو رات مین سر پر اوڑا کی خاک
اندھیر کر رہا ہی جنون ابکی سال کا

درکار شامیانہ ہی کیا مجھکو بعد مرگ
مرقد پہ سایہ ہی کرم ذوالجلال کا

وحشی ہون چشم یار کا زندان ہی مجھکو دشت
گردن کو طوق حلقہ ہی چشم غزال کا

مذکور میری عشق کا کس شہر مین نہین
شاید کہ یہ بھی شہرہ ہی اہل کمال کا

روشن دیون کی کام نہ آئی سیاہ بخت
روغن جلا چراغ مین کس روز ڈھال کا

وحشی ہون چشم یار کا درکار کیا مکان
کافی ہی بیٹھ رہنی کو گنبد غزال کا

ہدہد کا کام ہی نہ کبوتر کا کام ہے
وان نامہ لیکے جائیگا قاصد خیال کا

لکھی ہے کلک نے جو صفت چشم مست کی
ہر دائرہ ہی جام مئی پرتگال کا

کرتی ہو لعل لب سے لڑائی کی بات تم
کیا لال سی پسند لڑانا ہی لال کا

تیری صریر کلک کو سن سنکی واسطی
ہی نطق بند طوطی شیرین مقال کا

غیر کی پاس جو تو جاکی ذرا بیٹھ گیا
دل میرا اہی بت بی مہر و وفا بیٹھ گیا

نظر مجھپر ہوئی یار کمان ابرو کی
کیا نشانی پہ مرا تیر دعا بیٹھ گیا

لاکھ اودھر سی ہون جفائین کوئی مٹتا ہی
لوح دل پر ہی یہان نقش وفا بیٹھ گیا

بزم جانان مین کبھی مینی تکلف نہ کیا
بیٹھ جانی کی جہان مل گئی جا بیٹھ گیا

خار دوڑی پی تعظیم بگولی کی طرح
جس جگہ تھک کی تیرا آبلہ پا بیٹھ گیا

بحر عالم مین نہ دیکھا کسی انسان کو ثبات
بلبلا تھا جو یہ پانی کا اوٹھا بیٹھ گیا

زلف اوس چہرے پہ چھوٹی تو ہوا مجکو گمان
کہ حلب مین عمل شاہِ خطا بیٹھ گیا

ویسے اُنسے جو نکلتا نہین زبان اب تک
حسرت و یاس کا پہرا کوئی کیا بیٹھ گیا

توڑنے پھول گلستان مین جو گلچین آیا
شورِ بلبل نے کیا یہ کہ گلا بیٹھ گیا

وصل کی رات نہ دی تھی اذان چلا کر
کیون موذن ترا آخر نہ گلا بیٹھ گیا

محتسب بزم مین آیا کہ مصیبت آئی
شورِ قلقل سے صراحی کا گلا بیٹھ گیا

صورتِ گرد اوٹھا بھی جو مین اوس کوچے سے
ضعف سے صورتِ نقشِ کفِ پا بیٹھ گیا

بحرِ الفت مین شناگو جو شناور او ترا
غوطہ یہ کھائی کہ سر تک نہ اوٹھا بیٹھ گیا

واسطی اشک کی بارش مین ٹھہرتا کیونکر
تھا پرانا جو بہت قصرِ سما بیٹھ گیا

عبث نہین ہے بہت بیقرار دل میرا
کسی پر آگیا بے اختیار دل میرا

نہ تجھسے ہوگا جدا از نہار دل میرا
ترے خیال سے ہے ہمکنار دل میرا

بہ شکلِ آئینہ ہون صاف دوست دشمن سے
کسی سے بھی نہین رکھتا غبار دل میرا

جو ایکبار نہین چاہتا مری صحبت
اوسی کو چاہتا ہے بار بار دل میرا

تم اپنی چوٹی کو موباف سرخ سے گوندہو
کہ دیکھے شام و شفق کی بہار دل میرا

صبا کی چال مین تھی اوسکی پاؤنکی آہٹ
ہوئی جو صبح ہوا بیقرار دل میرا

وہ فاتحے کو جو آئے رقیب کی ہمراہ
تڑپ تڑپ گیا زیرِ مزار دل میرا

وہ بدگمان ہے نہ چھوڑیگا اے پری مجکو
پھرے گا ساتھ ترے سایہ وار دل میرا

اگر وہ نزع مین آیا نہ میری بالین پہ
کریگا حشر تلک انتظار دل میرا

نہ دوست دینگے مرا ساتھ قبر مین نہ عزیز
رہیگا ساتھ مرے یارِ غار دل میرا

مرے بغیر گئے جب وہ سیر گلشن کو
برنگِ لالہ ہوا داغدار دل میرا

ہزار آئے خزان خندہ زن ہے صورتِ گل
عجب طرح کا ہے باغ و بہار دل میرا

اوڑہی کی خاک لحد کیا کہ شرم عصیان سی
عرق عرق ہی بہت شرمسار دل میرا

نہین ہی پاس کوئی واسطی تو کیا پروا
شب فراق مین ہی غمگسار دل میرا

رحم ہمپر بعد مردن بھی نہ کھایا جائیگا
فاتحی کیو واسطی کب اون سی آیا جائی گا

عشق مین کیا کیا نہ تو ای دل ستایا جائیگا
ہاتھ سی ان شعلہ رویون کی جلایا جائیگا

عشق مین اوس شعلہ رو کی دل جلایا جائیگا
ایکدن سرو چراغان یہ بنایا جائی گا

نزع کی عالم مین ہو گر دیکھنا تو دیکھ جا
یہ سفر وہ ہی جہان سی پھر نہ آیا جائی گا

کر دیا ہی اسقدر آزار فرقت نی نقیہ
قبر تک مجھ ناتوان سی مر کی جایا جائیگا

سب ستم منظور ہین ہر روز آیا کیجیی
کسی سی صدمہ بیٹھ رہنی کا اوٹھایا جائیگا

قاصد وہ شمع رو از بسکہ ہی آتش مزاج
مثل پروانہ مرا نامہ جلایا جائی گا

تیری بالی کی چمک نی دل مین بھڑکائی ہی آگ
شعلۂ جوالہ ہی کیونکر بجھایا جائی گا

شاید اوسکو رحم آجائی دل پر داغ پر
چاک کر کی سینۂ سوزان دکھایا جائی گا

گو کہ اقلیم عدم ہی منزل ہستی سی دور
گرتی پڑتی جائین گی جسطرح جایا جائیگا

دلمین کھینچینگی تصور اوسکی رخ صاف کا
آینہ کی قطعہ مین آئینہ لگایا جائی گا

گو مین جا سکتا نہین خلوت سرای یار تک
دل مرا ساتہ اوس پری کی بغلی سبایا جائیگا

لوگ دنیا سی چلی جاتی ہین حیرت ہی مجھی
عالم بالا پہ کیا میلا لگایا جائی گا

خط جو بھیجون گا مقرر وہ کرینگی چاک چاک
ہی جو قسمت کا لکھا کیونکر مٹایا جائی گا

اسلیی لکھتا نہین خط اوس بت عیار کو
قاصدون کو بھی وہان رستا بتایا جائی گا

شاعرانہ خوب لکھا واسطی مضمون شوق
کچھ اثر ہوگا جو خط اوسکو سنایا جائی گا

نشتر حسرت رگ جان مین کھٹکتا جائیگا
ہون شہید عشق خون میرا ٹپکتا جائی گا

ٹھوکرین کھائیگا عالم کی بھٹکتا جائیگا
جو ترے در سے بچھڑیگا سر ٹپکتا جائی گا

نرگس میگون سے دیکھیگا جسے تو اک نگاہ
بزم سے تیری وہ اے ساقی بہکتا جائی گا

نزع مین گر حسرت دیدار مژگان ہے یہی
دم بھی نکلیگا تو آنکھون مین اٹکتا جائیگا

فرقت ساقی مین پانی بھی اگر ہوگا نصیب
حلق مین میری ہر اک قطرہ اٹکتا جائیگا

صحبت اغیار اور وہ شوخ وارستہ مزاج
ہمنشین بہکائین گی جون جون بہکتا جائیگا

ابر سے بڑھ جائیگی رونی مین میری چشم تر
برق سے آگی مرا نالہ چمکتا جائیگا

جب بنا کر بال وہ گھر جائین گی اغیار کی
طائر دل دام گیسو مین پھڑکتا جائیگا

آئیگا وہ شہسوار ناز کب بہر شکار
سر مرا فتراک مین کسدن لٹکتا جائیگا

خوف کیا تاریکی راہ عدم کا عشق مین
میری آگی آہ کا شعلہ چمکتا جائیگا

چادر گل کی جنازی پر نہین کچھ احتیاج
ہر گل داغ جگر اپنا مہکتا جائیگا

آبپاشی لاکھ یہ آنکھین کرین ہوتا ہی کیا
حشر تک شعلہ مری دل کا بھڑکتا جائیگا

جبہہ سائی آستان یار پر ممکن نہین
واسطی عاشق یہان سے سر پٹکتا جائیگا

وصف لکھا ہی جو اوسکی پھول سے رخسار کا
جو ورق دیوان کا ہے اک تختہ ہے گلزار کا

ماہ اک نقش قدم ہے خاک کوئے یار کا
مہر اک ذرہ ہے اوسکی روزن دیوار کا

احتیاج تاج شاہی کیا فقیری مین مجھے
سایہ بال ہما سایہ ہے اوس دیوار کا

نقشہ مانی نے ترا کھینچا تو مین بسمل ہوا
کھینچنا تصویر کا تھا کھینچنا تلوار کا

ہوگیا اوس سیمتن کی عشق مین ایسا نزار
جسم لاغر مین ہے عالم عنبری کی تار کا

ایکدن ڈھائیگی قصر تن کو شکوی ہجر کی
گیا ہی بارش مین بھرسا اس گلی دیوار کا

لن ترانی کیون سناتی ہو نہ مانونگا کبھی
شکل موسی شوق غالب ہے مجھے دیدار کا

حق نی بخشا ہی تجھے وہ حسن ای یوسف جمال
ہے تری کوچہ مین عالم مصر کی بازار کا

اسقدر رہی دل مرا غمدوست اے ناوک فگن
ناپسندِ طبع ہی ہنسنا لبِ سوفار کا

روز رو رو کر بہاتا ہوں میں دریا سیکڑوں
دیدۂ تر میں ہی عالم ابرِ دریا بار کا

ماہِ نو دیکھا جو وقتِ شام یہ شبہہ ہوا
نیمچہ چمکا کسی کی ابروی خشمدار کا

ہیں ابھی کم سن بہت وہ رخ پہ خط نکلا نہیں
کیوں نہ رخساروں میں عالم ہو گلِ بیخار کا

قبل ازین اوس میں کہاں تھی خوش خرامی اسقدر
کبک نی انداز سیکھا ہی تری رفتار کا

حلقۂ گیسو کی الفت میں ہوا ہیجان جو میں
جسم لاغر بنگیا لقمہ دہانِ مار کا

آ رہی ہی واسطی کی جان ہونٹوں پر نکل
ابتلک بھرتا ہی دم قاتل تری تلوار کا

باعثِ وحشت ہوا نظارہ قصرِ یار کا
جن بنا سر پر اگر سایہ پڑا دیوار کا

سوکھہ کر گلشن میں آخر کو گذر ہی خار کا
دیکھہ لو انجام دو رخ ہی غریب آزار کا

کیوں ہوا عاشق دلِ پُر داغ زلفِ یار کا
جانتی ہیں سب کہ ہی طاؤس دشمن مار کا

روئے جاناں پر جو خط دیکھا ہمیں آیا خیال
آئینہ کی آب سی سبزہ اوگا زنگار کا

اک بتِ شمشاد قد کا جب سے دیوانہ ہوں میں
مثلِ قمری طوقِ گردن حلقہ ہی زنار کا

بچ رہیگا کون عالم میں کہ مثلِ کہکشان
شرق سی تا غرب قبضہ ہی تری تلوار کا

نبض بینی چھوتیں ہوگئی گم ہوش کیا کرتی علاج
رہ گئی منہ دیکھہ کر عیسےٰ ترے بیمار کا

چاہتی ہو یہ کہ گردش میں ہی عاشق کا بخت
کھل گیا مضمون تمہاری بندشِ دستار کا

کیا سیہ بختی کو اپنی روشنی کی احتیاج
ہی چراغ آنکھیں ہماری دیدۂ بیدار کا

ترک ایذا کرتی ہیں سرکش ہی ہو کر سربلند
راہ ہر وحشی کی نہیں خارِ سرِ دیوار کا

قتل ہونا تیری مشتاقوں کو ہی دشوار کیا
تیغ کی چلنی میں عالم ہی تری رفتار کا

کیجیے کس منہ سے تعریف اوس دہان تنگ کی
خامشی کی ہی جگہہ موقع نہیں گفتار کا

جو کوئی آتا ہی آئینہ دکھاتا ہی اوسے
اب تو یہ عالم ہی تیری عاشقِ رخسار کا

دی اگر دو چار درہم بھی خدا کی راہ مین
مرتبہ زردار پاتے ہین اک دینار کا

کوی جانان سے جواب خط کبوتر لائے جلد
یا خدایا پاک صدقہ حضرت طیار کا

واسطی تجھسا نہین بیہوش کوئے یار مین
پوچھتا ہون اہل محشر سے مین گھر خمار کا

لب شیرین کی محبت مین سفر کر ہی گیا
زہر میٹھا تھا اگر مجکو اثر کر ہی گیا

وہ ہنس گیا منہ کو نہ پھیرا صدف مژگان نے ذرا
دل مرا ہو رہا تھا آخر کو جگر کر ہی گیا

مین تو قاتل ہون تری توڑ کا ای ناوک
ہفت افلاک کی جوشن سی گذر کر ہی گیا

سر محفل کبھی چمکا جو ترا خنجر ناز
صاف میدان ادہر ہو ادہر کر ہی گیا

تا دم مرگ کبھی وصل رہا گاہ فراق
رنج و راحت مین مین اوقات بسر کر ہی گیا

داغ سینے کا سپر تھا نہ مگر کام آیا
دل مین سوراخ ترا تیر نظر کر ہی گیا

عشق مژگان سے نہین کوئی تن خالی
نشتر تیز تھا رگ رگ مین گذر کر ہی گیا

ملک دل مین کبھی آیا تو مسافر کی طرح
لاکھ روکا نہ رکا عزم سفر کر ہی گیا

شب مہتاب مین ہر چند چمک کر آیا
رخ ترے سامنے شرمندہ وہی قمر کر ہی گیا

لاکھ تعویذ شفا بازوی دل پہ باندھے
غمزہ یار وہ جادو تھا اثر کر ہی گیا

صبح سے شام تلک ایک بھی آہ نہ ہوئی
واسطی پاس مرا مرغ سحر کر ہی گیا

بہار آئی ہوا پھر زمانہ بلبل کا
چمن سے ہے ملکہ نہ رنگین ترانہ بلبل کا

ہوای تند نے چلکر یہ مہربانی کی
گلو سے ڈھا دیا آشیانہ بلبل کا

چمن مین آئے وہ مطرب تو کیا آئی
کہان سے ہے سیکھے قابل ترانہ بلبل کا

کہون جو درد دل بیان وہ ہنسکے کہتا ہے
کہ گوش گل نہین سنتے فسانہ بلبل کا

سرشک تو ہین اگر مہربان نہین صیاد
قفس مین بند ہی کیا ہے آب و دانہ بلبل کا

خدا سے ڈر نہ لگا ہاتھ گل کو اے گلچین
عدم کو دم ہے اسی دم روانہ بلبل کا

بنے جو مرغ وہ یکسر صورت سمجھ گیا صیاد
چلا نہ پھر رہائی بہانہ بلبل کا

کمان موج صبا ہے تو شاخ گل ہے خدنگ
چمن مین بھی نہ بچے گا نشانہ بلبل کا

فسانہ آپکا ہے قصۂ نزاکت گل
ہمارا قصۂ غم ہے فسانہ بلبل کا

بہار آتی ہے دیکھا قفس جو اے صیاد
تیرا قصور ہے کیا آب و دانہ بلبل کا

خزان نے آکے کیا کیا چمن کو ویرانہ
مقام غنچہ ہوا آشیانہ بلبل کا

قفس کو دور رکھ خوابگاہ سے صیاد
لگا کے کان ذرا سن فسانہ بلبل کا

بھڑک کی آتش گل نے غضب کیا گلچین
کہ پہلے پھونک دیا آشیانہ بلبل کا

جو وصف اوس گل عارض کا واسطی لکھون
صریر کلک ہو رنگین ترانہ بلبل کا

بدل گیا تری آتی ہے ڈھنگ پھولونکا
چمن مین اور سے ہی اور رنگ پھولونکا

صلہ مین زر تجھے اے گلفروش دیگا وہ گل
بنا کے سامنے لا تو پلنگ پھولون کا

سنا سنا کے مرے شعر وصف عارض مین
کیا ہے قافیہ بلبل نے تنگ پھولون کا

جہان ہین نہ مرقد عاشق پہ گل تو کیا پروا
کہ ڈھیر داغون سے ہی زیر سنگ پھولونکا

ہوا یہ قوس قزح سے اک آ رہی ہے نظر
اوڑا ہے یہ تیری خجلت سے رنگ پھولونکا

بنا کے زیور گل اوسکو تجھیے کیون کر
کہ ذکر بھی وہ سمجھتا ہی ننگ پھولون کا

سپاہ برگ خزان سے کہو فرار کرے
کہ لشکر آتا ہے اب بہر جنگ پھولون کا

ہوا کے دوش پہ آئین سوار جب جا بین
سنے نہ مرغ قفس غدر لنگ پھولون کا

دکھا رہا ہے عجب واسطی نزاکت طبع
چمک گیا ہے مضمون سے رنگ پھولون کا

اوسنے گردن پہ پئے قتل جو خنجر رکھا
ہم نے بھی پاؤن پہ سر جھک کی برابر رکھا

سلسلہ گیسوی محبوب سے یکسر رکھا
کب قدم خانۂ زنجیر سے باہر رکھا

آگیا بس کہ دم زیب تعلّی پہ مزاج
آئینہ دار کا نام اوسنے سکندر رکھا

شکر صد شکر کہ افشا نہوئے اپنے گناہ
رحمتِ خاص نے پردہ دم محشر رکھا

رخ پرنور تمہارا ہے وہ ماشاء اللہ
جسنے مہر کیطرح مہر کو ششدر رکھا

ہجر کی رات نہ تھی موت وگرنہ سہنے
تنگ ہو ہو کے نہ کب حلق پہ خنجر رکھا

ضعف نے حلقہ کیا گوکہ تنِ لاغر کو +
بجکے خلخال تری پاؤن پہ تو سر رکھا

تم وہ یوسف ہو کہ بازار سے آگاہ نہین
پاؤن پردے سے کبھی زنہ نہ باہر رکھا

دست بردار ہوئی غیر سے کیونکر ہے یقین
ہاتھ چھوئون نجھے نہ تمنی کبھی سوچہ رکھا

ہم فقیرون کو رہی شانِ امیری حاصل
عمر بھر فقر کے دولت نے تونگر رکھا

ضعف پر رحم عزیزون کو نہ آیا پس مرگ
دفن کرتی ہے میری سینہ پہ پتھر رکھا

ساری احباب و اقارب تھے بھلی کی ساتھی
دم نکلتے ہی انہے مجھے قبر کے اندر رکھا

جو فرشتون کی اوٹھائی نہ اوٹھا روز ازل
بارِ الفت وہ خدا نے میری سر پہ رکھا

دستِ ساقی سے کب اس بزم مین آرام ملا
روز گردش مین مجھے صورت ساغر رکھا

واسطی نجد مین وہ اور پھری شہر مین ہم
ہمکو اور قیس کو وحشت نے برابر رکھا

جوانی کا جوبن جو ڈھل جائیگا
حسینون کا نقشہ بدل جائیگا

زبان روکیے بد نہ کہیے مجھے
میری منہہ سے بھی کچھ نکل جائیگا

مریض آپکا رو بہ صحت تو ہے
سنبھلتے سنبھلتے سنبھل جائیگا

نچھیڑو زیادہ کہ پر خون ہی دل
یہ لبریز شیشہ اوبل جائیگا

لگا لائین گے ہم اوسے گھر تلک
کوئی اپنا فقرہ جو چل جائیگا

محبت اوسکے گیسو سے رکھتا ہی دل
نہین اژدہا جو نگل جائیگا

ذرا کٹک تک جو پہنچے مری برقِ آہ — ابھی خرمنِ ماہ جل جائیگا
جو مضطر ہی ایسا تو بیٹھے سے دل — اگر آج ٹھہرا تو کل جائیگا
نہ ہوگا کبھی نقل سے کا اصل — تری چال کیا کبک جل جائیگا
فقط ضبطِ گریہ کا ہی یہ سبب — کہ غم میرے دل سی نکل جائیگا

نہ گھبرا غمِ ہجر سے واسطے
پڑا ہے اگر وقت ٹل جائیگا

غل ہوا گھر سے جو باہر وہ طرحدار آیا — یوسفِ مصر دوبارہ سرِ بازار آیا
قد کشی پر جو کسی دن وہ طرحدار آیا — سروِ آزاد گلستان سے گرفتار آیا
کچھ نہ رحمت کے سوا حاکمِ محشر سے بنی — سامنے حشر مین جسدن مین گنہگار آیا
سمجھے ہم صبحِ شبِ وصل جو نکلا خورشید — سر پہ جلادِ اجل کھینچ کے تلوار آیا
مین بہکے مسجد سے چلا توبہ مری ٹوٹ گئی — ابر کہسار سے جب جانبِ گلزار آیا
سوی صحرا جو وہ خوش چشم گیا بہرِ شکار — پھینک کر تیرِ نگہ آہوون کو مار آیا
سالہا سال کیا اسکے طبیبون نے علاج — تنگ جینے سے تیرے عشق کا بیمار آیا
بنہ گئی زہد مین رندی کہ ہر اک صبح کو مین — ہو کے مسجد سے سوی خانۂ خمار آیا
شیشہ گر بند دکان کرتی ہین طفلان ہین جمع — تیرا دیوانہ مگر جانبِ بازار آیا
بوسہ زن کیون نہ لبِ زخم سے بسمل ہوتے — منہ تیری تیغ کا دیکھا تو بہت پیار آیا
کھیلنے مین جو گیا خانۂ الفت مین قمار — ایک ہی داؤ مین نقدِ دل و دین ہار آیا
اوڑ گئی مشک کی بو خاک نہ سنبل کی جلے — بل پہ جس روز ترا طرۂ طرار آیا
سوزِ دل سے مری ایسا مرا گھر جلتا ہی — بن گیا دہوپ جو سایہ پسِ دیوار آیا
کام کیا آئی جنون مین مری آتش قدمی — جل گیا پاؤن کے نیچے جو کوئی خار آیا
شوقِ دیدار نے بخشا یہ مجھے نورِ بصر — تا کہ ہر ذرہ مین منظر یار کا رخسار آیا

واسطی قبر مین سوتی ہو پڑی کیا غافل
صبحِ محشر ہے اوٹھو وعدۂ دیدار آیا

دل مرا کشمکشِ غم سے نڈر تھا کہ نہ تھا / پھنس گیا دامِ محبت مین ضرر تھا کہ نہ تھا
کوئی قاتل مین شمار مین جاتا کیونکر / تن مین جان تھی کہ نہ تھی دوش پہ سر تھا کہ نہ تھا
سنگدل جور تیری سینے اوٹھائی کیا کیا / کیون مری سینے مین پتھر کا جگر تھا کہ نہ تھا
کیا تعجب ہی جو گم ہو گیا قاصد اپنا / درج مکتوب مین مضمون کمر تھا کہ نہ تھا
دیکھہ لیتی وہ نہ کیون ترچھی نظر سے مجھکو / قتل عاشق اونھین منظورِ نظر تھا کہ نہ تھا
آن بتون کا جو مری دل مین تصور ہی تو ہا / واعظو کعبہ بتون کا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا
ڈر نہ رسوائی کا ہوتا تو بہاتا دریا / غیرتِ ابر مرا دیدۂ تر تھا کہ نہ تھا
جیسے بیٹھی ہین تیری کوچی مین ہم خانہ خراب / کچھ تمھین یاد ہمارا کبھی گھر تھا کہ نہ تھا
بی طلب گھر مین مری آپ چلی آئے تم / تمھین کہدو میری نالون مین اثر تھا کہ نہ تھا
واہ کیا ہاتھہ صفائی کا لگا یا قاتل / نہین ثابت مری تن پر کبھی سر تھا کہ نہ تھا
تھی صدا میری ہی پر ایسی جو آئی تھی صدا / کچھ نہ معلوم ہوا کوئی اودہر تھا کہ نہ تھا
بات اوکھڑی ہوئی سینے جو کہی ہو نہ خفا / دردِ دل دردِ گلو دردِ جگر تھا کہ نہ تھا

خود بخود آج مری گھر وہ نہ آتے کیونکر
واسطی جذبِ محبت مین اثر تھا کہ نہ تھا

پڑتا ہے دل پہ تیر سا نالہ ہزار کا / شاید قریب آیا ہے موسم بہار کا
کیا کہیے ماجرا مژۂ اشکبار کا / یہ بھی جواب ہے رگِ ابرِ بہار کا
تربت مین بھی نہ آئیگا آرام ایکدن / عالم اگر یہی ہے دلِ بیقرار کا
روزِ فراقِ یار تو مر مر کے کٹ گیا / صدمہ نہ اب اوٹھیگا شبِ انتظار کا
کہتا ہے جسکو مہرِ جہانتاب سب جہان / پروانہ ہے ہمارے چراغِ مزار کا

کی ہے رقم جو خطِ رخِ یار کے ثنا
نامہ ہمارا قطعہ ہے خطِ غبار کا

دلکو ہمارے صدمہ فرقت کا ہی مزہ
آنکھونکو اپنے ذائقہ ہے انتظار کا

چمکے ہین بعد مرگ تیری مست کے نصیب
مرقد پہ شامیانہ ہے ابرِ بہار کا

نخوت کرین نہ کوکبِ اقبال پر امیر
اپنی نظر مین جلوہ ہے برق و شرار کا

جھوٹا ہے وعدہ وصل کا عاشق سے کیجیے
دل تو نہ توڑیے کسے امیدوار کا

لیجاؤن مرغِ دل ہدفِ تیر کے لیے
سنتا ہون اونکو شوق ہوا ہے شکار کا

کیا غم کرے جو دستِ جنون چاک پیرہن
لین گے حساب حشر مین ہم تار تار کا

سرگشتہ کسطرح نہ بیابان مین رہون
مجنون ہون ایک لیلیِ محمل سوار کا

مین جانتا ہون ضعف پہ مجھپر گرا پہاڑ
پڑتا ہے تن پہ اوڑکے جو ذرہ غبار کا

جوہر شناس چاہیے جوہر کو واسطی
دستِ علیؑ سے شہرہ ہوا ذوالفقار کا

پہلو لحد ہے مردہ ہی دل بیزار کا
عالم ہے داغ سینہ مین شمعِ مزار کا

ہے بسکہ رنج ہجر کسے گلعذار کا
داغونسے سینہ تختہ ہوا لالہ زار کا

اشکونسے ہی یہ حال میری جسم زار کا
گویا کہ رشتہ ہے گہرِ آبدار کا

نرگس کے آنکھین ہمکو ملین باغِ دہر مین
دیکھا نکبھی نہ ہمنے تماشا بہار کا

روشن رہے ہمیشہ اسکے رخِ قمر
راتون کو ہے چراغ ہماری مزار کا

دیکھین گے اوسکو خاک اکدر ہین جنکی دل
آنکھون پر اونکے رہتا ہی پردہ غبار کا

اہلِ جہان کرین جو ترشرو یان تو کیا
کٹتا ہی کوئی رنگ گلِ اعتبار کا

آیا اودہرسے دم مین ادہرسے گذر گیا
جھوکا تھا کیا شباب نسیمِ بہار کا

ساقی روان ہے یون ہی اگر کشتیِ شراب
بیڑا ہے پار آج ہر اک بادہ خوار کا

تھی آتشِ حسد سے جو محفوظ عمر بھر
جلتا نہین چراغ بھی اپنے مزار کا

نازک بہت ہو بال سے باریک ہی کمر — اوٹھیگا بوجھ تمسے نہ پھولونکے ہار کا
غش آیا دیکھکر تری کاکل اب آئی ہوش — ہو نخلخہ جو نکہتِ مشکِ تتار کا ❖
قربان ہے نثار ہے اوس شہسوار پر — اوٹھتا ہے گرد باد جو اپنے غبار کا
واعظ نہ طعنہ زن ہو جو دیکھون بتون کو مین — جلوہ ہے ان مین قدرتِ پروردگار کا
کانٹے کیطرح خشک ہوئی تھی جو گلبدن — رنگ اور ہو گیا چمنِ روزگار کا ❖
دشتِ جنون مین کیون نہ پھرین ہم پیادہ پا — چھالون کو ہی تمنّا خلشِ نوکِ خار کا

مرحب سرشت غیر جو ہے واسطی تو ہو
جوہر ہمارے خامہ مین ہی ذوالفقار کا

نہ آئی وہ ہمین سینہ فگار ہے رکھا — شہیدِ تیغِ ستم انتظار ہے رکھا
تہِ مزار بھی پایا نہ غم کے ہاتھ سے چین — طپش نے دل کی ہمین بیقرار ہے رکھا
کمر نہ زلف جو چھوٹی تو نبضین چھوٹ گئین — تری ادا نے تو ای شوخ مار ہی رکھا
کیے جو غیر کو بوسے عطا تو ہمکو کیا — ہمین تو آپ نے امیدوار ہے رکھا
خیالِ زدِ اجل کیا کہ ہین فنا فی اللہ — بدن سے جامۂ ہستی اوتار ہے رکھا
برا ہو حسن پرستی کا جسنے ساری عمر — ہمین کسے نہ کسی پر نثار ہے رکھا
خیالِ زلفِ سیہ کی کرون شکایت کیا — کہ روز ایک بلا سے دوچار ہے رکھا
ہمیشہ تمنی دکھائے نئے نئی غم نے — دلِ غریب کو بی اختیار ہی رکھا
وہ مثلِ برق ہنسے کیون نہ دیکھکر مجھکو — بہ رنگِ ابر مجھے اشکبار ہے رکھا
دکھا کی چہرۂ گلرنگ اوس نے روز بہار — گلون کو دیدۂ بلبل مین خار ہے رکھا
کبھی نہ ہوش مین آنے دیا دکھا کی جمال — پری نے جن میری سر پر سوار ہے رکھا
غمِ خزان نے ندی فصلِ گل مین بھی فرصت — جگر کو لالہ صفت داغدار ہے رکھا
جو لوگ خاک سمجھی ای واسطی ہین اسیر — ہمین زمانہ نے مشتِ غبار ہی رکھا

جامہ زیبی پہ تیری دل نہین قربان کسکا
چاک ہوتا نہین دامن یہ گریبان کسکا

کون اوس سرو چراغان کا نہین ہے عاشق
جسم داغون سے نہین سرو چراغان کسکا

مثل گل ہین جو شگفتہ دلِ مرغانِ چمن
قصد ہے آج پی سیر گلستان کسکا

نظر آتا ہے قمر ہین جو کلف کا دہبا
دل یہ رکھتا ہے یہ داغِ غم ہجران کسکا

بلبلین کرتی ہین نالی نہین ہجو ہونکو خبر
کون اس گلشنِ عالم مین ہی پرسان کسکا

اپنی بک بک ہی رہا کام فقط واعظ کو
یہ نہ سمجھا کہ ہوا مغز پریشان کسکا

ہون وہ لاغر مرے گھر آکے یہ غم کہتا ہے
کون اس خانۂ خالی مین ہو مہمان کسکا

خود گلا کاٹ کی مرجاتی ہین عشاق ترے
کسکے گردن یہ یہان ہوتا ہی احسان کسکا

اسم اعظم جو کری کندہ نگینِ دل پر
خوب سمجھی کہ ہی پھر ملک سلیمان کسکا

کوئی خورشید نہین ہی جو ضیا بخش جہان
ذرہ ذرہ سے ہی یہ جلوہ نمایان کسکا

رام کہتے ہین کسے اپنی زبان سے ہندو
کلمہ پڑھتے ہین یہ ہر وقت مسلمان کسکا

صبح سے آج طبیعت کو خوشی ہی جو کمال
اوٹھکے دیکھا تھا الٰہی رخ خندان کسکا

دور سے مصحف رخسار دکھادی کیا اجل
پاس کرتا ہے وہ غارت گر ایمان کسکا

واسطی قبر ہے طیار تو موجود کفن ؛
قصد ہے آج سوی گور غریبان کسکا

جب تک جیا فنا ہی کا کھٹکا لگا رہا
شام و سحر اجل کا تقاضا لگا رہا

ای مہروش کہان تھی کہ آئی نہ رات بھر
دل تا طلوعِ صبح ہمارا لگا رہا

ای چشم اشکبار نہ کچھ تجھسے ہو سکا
دامان دل ہین داغ کا دہبا لگا رہا

بچ کر چلا تھا اوسکی نگہ سے غزال دشت
وہ تیغ پڑ گئی کہ نہ تسما لگا رہا

گلزار دہر مین صفتِ نخل بارور
تا زیست ہمکو موت کا کھٹکا لگا رہا

روز ازل سے مجمع احباب کی سبب
ہر روز میرے قبر پہ میلا لگا رہا

دعوی کبھی نہ اوس رخ روشن سی چل سکا
مہتاب کو کلنک کا ٹیکا لگا رہا

اسلوب چشم یار کا شاید خیال تھا
تا دیر ہمکو نزع مین گھرا لگا رہا

مہمان وہ میری گھر رہی شب بھر تو واسطی
در پر مگر سوارے کا اکّا لگا رہا

وحی سان حاصل جواب خط اگر ہوجائیگا
پر لگا کر مرغ سدرہ نامہ بر ہوجائیگا

چشم تر مین روی جانان جلوہ گر ہوجائیگا
مہر کا اس برج آبی مین گذر ہوجائیگا

خط تو اوس گل کو لکھا قاصد نہین پایا نہی تو نہو
طایر رنگ پریدہ نامہ بر ہوجائی گا

دل جو روشن ہی تو کرلی نیک و بد مین خوب تمیز
ظاہر اس شیشہ مین سب عیب و ہنر ہوجائیگا

نخل کے سایہ مین بیٹھونگا جو مین تفتہ جگر
ہر ثمر اخگر ہر اک غنچہ شرر ہوجائیگا

زنگ رنجش کھو لیگا آئینہ دل سی تیرے
خاکساری مین ہماری یہ اثر ہوجائی گا

وہ جو اپنی چہرہ روشن سی اولٹی گا نقاب
ابر مین شرما کے پوشیدہ قمر ہوجائیگا

منزل ہستی مین غافل ہوشیاری ہی تر جانے
دفعتہ اک روز اس جا سے سفر ہوجائی گا

خواب مین بوسہ تری سیب زنخدان کا ملا
کیا خبر تھے نخل حرمان بار ور ہوجائیگا

طفلی جانان کریگی جلوہ گر حسن شباب
بڑہتے بڑہتے ماہ نو آخر قمر ہوجائی گا

مار رکھی گی ہمین یاد لب شیرین یار
قند مین زہر ہلاہل کا اثر ہوجائی گا

لائی گی مجھ تک جو اوس گیسوی مشکین کی شمیم
کیا تیرا نقصان ای باد سحر ہوجائی گا

جمع مال و زر سے کیا ای منعمو تم پاؤگے
مثل قارون ایکدن یہ بار سر ہوجائیگا

خط مین ہم لکھتے نہ اوس دست حنائی کی صفت
گر خبر ہوتی کہ خون نامہ بر ہوجائی گا

داغ دل چمکے گا اوسکا روی تابان دیکھکر
پرتو خورشید سے روشن قمر ہوجائیگا

ہو نہ سرگردان تلاش رزق مین ای واسطی
ورنہ مثل آسیا دوران سر ہوجائی گا

روتے روتے آخر آنکھونکا ضرر ہوجائیگا
اوڑکے عنقا طایر نور نظر ہوجائے گا

ہی تیقن راہ مین گم نامہ بر ہوجائے گا
درج نامے مین جو مضمون کمر ہوجائی گا

آگیا گر خوش بیانی پر وہ غنچہ ساد ہن
مثل گل صد چاک بلبل کا جگر ہوجائیگا

یا الٰہی مجھ تلک آئی نہ واعظ کا قدم
اوسکی بک بک سی تو مجھکو درد سر ہوجائیگا

یہ یقین ہوتا ہے مجھکو اپنی اشک و آہ سے
برق یہ بنجائی گی وہ ابر تر ہوجائی گا

ہے ترقی پر جو یوہین حسن روزافزون یار
روی روشن غیرت شمس و قمر ہوجائی گا

الفت رنگ طلائی مین جو مرجاؤنگا مین
گنبد مدفن یقین ہی کوہ زر ہوجائی گا

بام پر جب سیر کو آئے گا وہ رشک قمر
ماہ کا مثل کتان ٹکڑی جگر ہوجائی گا

نیک و بد سب حال کھل جائیگا آخر یار پر
کاتب اعمال اپنا نامہ بر ہوجائے گا

تیغ باندہی ہی اگر قاتل کمر بل کھائیگی
دوش نازک پر گران بار سپر ہوجائی گا

یاد رخ مین جن زخم دل پر ہم جو چھڑکین گے نمک
مرہم کافور کا اوسمین اثر ہوجائے گا

اوسکے کوچی مین چلین گے جب تری کی راہ سے
قافلہ موجون کا اپنا ہم سفر ہوجائے گا

کسقدر نام خدا وہ ترک ہی شیرین ادا
ہاتھ مین نیزہ جو لیگا نیشکر ہوجائی گا

غیر ممکن ہے کہ ہو فرقت مین ایذا سے نجات
درد دل ٹھہرا اگر درد جگر ہوجائیگا

آرزوئے دل مطول ہی نہو گی مختصر
ورنہ سیت کا قصہ بھی اکدن مختصر ہوجائیگا

ہین سبکدوش واسطی راہ عدم کا خوف کیا
اوّل منزل یہان آخر سفر ہوجائے گا

کوئے تدبیر مین قصور نہ تھا
وصل قسمت مین ای حضور نہ تھا

چشم اہل جہان مین نور نہ تھا
ورنہ اسکا کہان ظہور نہ تھا

آدمی آدمی سے ملتا ہے
پاس آتے تو تم سے دور نہ تھا

ماہ کو آفتاب کو دیکھا
تیری چہرہ کا اون مین نور نہ تھا

اپنے ہاتھون سے ہم بلا مین پڑے
جھانکنا تاکنا ضرور نتھا

جوش مستی مین اپنے ہاتھو نسے
کون خم تھا جو چور چور نتھا

ملتی کیا جرم میکشی کی سزا
ورد کسدن ہو الغفور نتھا

حور طلعت کو کیون پری کہتے
عقل مین اپنے کچھہ فتور نتھا

مے پلاتا جو ہمکو پیر مغان
کچھہ مروت سے اوسکی دور نتھا

فہم ناقص سے ہم غلط سمجھے
ناز تھا یار کا غرور نتھا

باغ ہستی کو غور سے دیکھا
کون گل یان چراغ طور نتھا

گور پہ فاتحہ کو تو آتے
کچھہ ہمارا مکان دور نتھا

خم مین بیٹھا سمجھہ کے افلاطون
واسطی کیا وہ ذی شعور نتھا

منہ چاہ زنخدان کو لگانے نہین دیتا
وہ دلگی لگی مجھکو بجھانے نہین دیتا

دربان سے جو اوس کے مجھے ملتی ہی رخصت
کمبخت ادب پاؤن بڑھانے نہین دیتا

کیا آنکھہ اوٹھا کر مین لب بام اوسے دیکھون
سر ضعف گریبان سے اوٹھانے نہین دیتا

صیاد اسیران قفس سے ہی یہ غافل
آکر کبھی دو چار بھی دانے نہین دیتا

کیون ضعف مرے دلکا نہو مجھکو غنیمت
نالے کو کبھی لب تلک آنے نہین دیتا

کیا عید کے دن اوس سے گلے ملنے کی امید
دامن کو بھی جو ہاتھہ لگانے نہین دیتا

معلوم نہین اوسکو کہان کی ہے عداوت
دربان مجھے اوس بزم مین جانے نہین دیتا

کوڑی نہین دیتا ہے جو ہوتا ہے نہ دینا
دیتا ہے تو کسکو وہ خزانے نہین دیتا

گردون کو یہ ہے فکر مرے گرسنگی کی
دل داغ بھی کھاتا ہے تو کھانے نہین دیتا

کیا درد دل اپنا کہے معشوق سے عاشق
بیمار کو غش ہوش مین آنے نہین دیتا

اوس گل کو عداوت ہے یہ مجھسے کہ صبا کو
دو پھول بھی تربت پہ چڑھانے نہین دیتا

ای پیر مغان ہوگی نہ اک جام ہی سیری | خم کیون نہ مجھے تو منہ سے لگانی نہین دیتا
ہم بادحباب لب جو سبزہ ہے پائمال | ہر ایک کو نشے چرخ اوٹھانی نہین دیتا

منظور نظر واسطی اون کو تو ہے پرسش
یہان دردِ دلکو حال سنانی نہین دیتا

مین حور کا طالب ہون نہ خواہان ہون پری کا | مشتاق اگر ہون تو تیری جلوہ گری کا
کیا ذکر تیری خال کے ہو جلوہ گری کا | صورت تو ہی زنگی کی مگر حسن پری کا
صیاد کی دربار مین اب ہوگی رسائی | ہاتھ آیا وسیلہ مجھے بی بال و پرے کا
ہر مرتبہ لاتی ہے شمیم اوس گل تر کے | کیا شکر ہو احسانِ نسیم سحرے کا
یا جنبشِ مژگان سے اوٹھا کرتی تھی طوفان | یا نام نہین ہے مری آنکھون مین تری کا
کیا کوئی نکل جائی تیری کوچے مین آگر | جب پاؤن پکڑتی ہو زمین رہ گذری کا
نقشِ کفِ پا کا جو بچھاتا ہے نیا جال | منظور شکار اوسکو ہی کیا کبکِ دری کا
طولِ شبِ فرقت سی عبادت بھی ہی ساقط | آتا ہے نہین وقت نماز سحرے کا
ناحق ترے بیمار کے ہین گرد پرستار | کیا ساتھ کوئی دیگا عدم کی سفری کا
ابرو کے تصور سے مری دلکو ہی طاقت | جسطرح قوی تیغ سے بازو ہو جری کا
اور ونکو مبارک رہی امید ترحم | ہمکو تو مزہ ہے تیری بیداد گرے کا
بیمار ہون الفت مین جو اک شاخِ پری کی | سب کہتی ہین مجھکو اسی سایہ ہی پری کا
تشبیہ رگ گل سے جو دون تو بجا ہے | مضمون ہے نازک تیری نازک کمری کا

ای واسطی دنیا کا نہ اب دین کا ہی ہوش
الفت نی دیا جام مے بی خبرے کا

سائل ہے جو دریا میری آنکھونسی تری کا | گرداب نہین کاسہ ہے دریوزہ گری کا
اتنا بھی نکر حسنِ جوانی پہ تکبر | ای یار یہ جھونکا ہے نسیم سحرے کا

بہتر ہے نہ آسیب خزان سی ہی اذیت
کیا ثمر و نے پایا ہے ثمر بی ثمری کا

جیتا رہے قاصد کہ دیا وصل کا مژدہ
مشتاق تھا مین دیر سی اس خوش خبری کا

ہے جلوہ نما کاہکشان پردۂ شب سی
مو باف نہین ہی تری چوٹی مین زری کا

مدحت تری تو سن کے بیان ہو نہین سکتی
طاؤس کا جلوہ ہے چلن کبک دری کا

ہوتی ہے نہین صبح کبھی شام جدائی
اولٹا ہے اثر میری دعای سحری کا

ہے مثل نگین شرط جگر کادی محنت
عالم مین ارادہ ہے اگر ناموری کا

پھولی وہ سماتی نہین جامے مین خوشی سے
بازو پہ جو اونکا ہے عقیق شجری کا

گر لال پری اوسکے لب لعل کا ہی نام
ہی حسن خط سبز مین بھی سبز پری کا

بد تر ہین تمہین بی ہنرونسے بھی ہنرور
اس عہد مین کچھ عیب نہین بی ہنری کا

دم گھٹتا ہے اپنا قفس تنگ مین یارب
جھونکا کوئی آجای نسیم سحرے کا

کس کام کی ہین گوش گل و دیدۂ نرگس
کوری کا اسی ہے اسی آزار کری کا

خط لکھہ کے جو قاصد نملا ہمکو کئی دن
عاجز ہوئی خود قصد کیا نامہ بری کا

کیا ترک ہوای واسطی اوس ترک کی الفت
منہ کوئی دم تیغ سے مڑتا ہی جری کا

ملک استغنا ملا جنگل کو مین راہی ہوا
داغ سودا سر پہ میری افسر شاہی ہوا

عرش سے گذرا یہ اپنا بحر طوفان خیز اشک
ہالۂ مہتاب گردون پر پیر ماہی ہوا

تو وہ شاہ حسن ہے فیض تصور سی ترے
داغ جو سینہ پہ کہایا سکۂ شاہی ہوا

گنج جو پایا اوڑایا دم مین اوسکو ای صنم
کارخانہ تیری درویشو نکا اللّٰہی ہوا

زرد کیون گردی نہ انسانکو تری مژگانکا عشق
تنکے جنکے رنگ روی کہربا کاہی ہوا

نام چاہے عشق مین تو نقش ہستی کو مٹا
کوہکن مشہور عالم کرکے جانکاہی ہوا

واسطی سب پر ہے ظاہر قوت ایمان مری
بہرہ یاب بیعت دست ید اللّٰہی ہوا

خاموشی مین بھی اوسکا نام لیا / ہمنے دل سے زبان کا کام لیا

رات دن پی شرابِ عشق مگر / کبھی شیشہ لیا نہ جام لیا

وعظ واعظ کی ہمنے کب سنی / مول یہ دردِ سر مدام لیا

دھیان مین رخ کی شاہِ روم ہوئی / یاد کی زلف ملکِ شام لیا

ایک ہم کیا وہ نام ہے جسنے سنا / دونون ہاتھون سے دلکو تھام لیا

کیا خزان نے کیا گلونکو تباہ / خونِ بلبل کا انتقام لیا

کیون نہ دو نمین رخ رقیب کو داغ / بوسۂ روی لالہ فام لیا

یادِ ابرو مین اپنی موت آئی / دم نہ ہمنے تہِ حسام لیا

ہاتھ ابرو پہ رکھدیا اوسنے / تیغ کی باڑھ پر سلام لیا

واسطی واہ کیا علی کا ہی نام / جسنے گرتے ہوؤن کو تھام لیا

ہر ایک کی گھر آپکا جانا نہیں اچھا / پچھتاؤ گے دیکھو یہ زمانا نہیں اچھا

چلمن سے تیر آنکھ لڑانا نہیں اچھا / در پردہ غریبونکو ستانا نہیں اچھا

آئی ہو جو مرقد پہ تو دو پھول چڑھاؤ / تیوری تو خفا ہو کے چڑھانا نہیں اچھا

اے دیدۂ تر روک لے اشکونکو کبھی تو / ہر روز یہ طوفان اوٹھانا نہیں اچھا

تا وقتِ سحر دیکھ کہ جلجائے گی تو سمجھے / پروانونکو اے شمع جلانا نہیں اچھا

کاندھا میری تابوت کو دیتی ہو عبث تم / نازک ہو بہت بوجھ اوٹھانا نہیں اچھا

ڈرتا ہون نہ گھٹ جائے کہین قدر تمہارے / بازاریون سے ربط بڑھانا نہیں اچھا

دل نذر کرون نرگسِ جانانکو مین کیونکر / بیمار کو آئینہ دکھانا نہیں اچھا

ہو جاوے کہین فاش محبت کا نہ پردہ / اے دیدۂ تر اشک بہانا نہیں اچھا

گھڑیالیو ہی صبحِ شبِ وصل ابھی دور / پی وقت گجر کا یہ بجانا نہیں اچھا

جینے سے ہی ہیں ہم تنگ شب ہجر میں آ تو — آتی ہے تو جلد آ یہ سمجانا نہیں اچھا
دل دیکھنے والے نکلے ہوئے جاتے ہیں پامال — اٹھکھیلیوں کی چال سے آنا نہیں اچھا
اے واسطی الفت ہی غضب دل میں بتوں کی — کعبے کو صنم خانہ بنانا نہیں اچھا

پاؤں پر قاتل کے جب سر رکھدیا — اوس نے بھی گردن پہ خنجر رکھدیا
کیا عزیزوں کو خلش تھی بعد مرگ — کیوں مری سینے پہ پتھر رکھدیا
در تلک آنے نہیں دیتا ہے مجھے — کس نے دربان اوسکو نوکر رکھدیا
ہاتھ سینے پر مری رکھا نہیں — اوس نے چھپایا داغ دل پر رکھدیا
ہیں ابھی باقی ہزاروں کشتنی — ہاتھ سے کیوں تمنے خنجر رکھدیا
آنکھ سے پیدا ہوا جب طفل اشک — نام اوسکا ہمنے گوہر رکھدیا
اختلاط غیر کے انکار پہ — ہاتھ اوس نے میری سر پر رکھدیا
مجھ تلک پہنچا جو دور بزم میں — ہاتھ سے ساقی نے ساغر رکھدیا
خوف عصیاں کیا کہ یاروں نی میرے — قبر میں مصحف برابر رکھدیا
جب فرشتوں سے نہ اوٹھا بار عشق — آدم خاکی کے سر پر رکھدیا
قتل کو قاتل نی جب تکلیف کی — ہمنے سر زیر خنجر رکھدیا
واسطی دیکھو جو عصیاں بے حساب — حاکم محشر نے دفتر رکھدیا

سوز دل سے یہ تری ہجر میں جلتا سینہ — کہ میرا طایر دل طایر سیماب ہوا
ذرہ افشاں کا اوس ابرو کی تلے چمکا — نور قندیل نمایاں تہ محراب ہوا
دوستوں ہی میں ہوئی عمر بسر آج تلک — ہم وہاں پہونچے جہاں مجمع احباب ہوا
نظر مہر ہے اوس خاک نشیں پر اوسکی — ذرہ ہم مرتبہ مہر جہاں تاب ہوا

کردیا گرمی وحشت نے جو پانی پانی
طوق گردن مین مری حلقۂ گرداب ہوا

بیگناہونکے گلے کٹتے ہین ہردم اے ترک
کوچہ تیرا نہ ہوا مسلخ قصّاب ہوا

اہلِ دولت سے نہ رکھ فیض کی امید کبھی
آب گوہر سے نہ پیاسا کوئی سیراب ہوا

فرطِ ظلمت سے شبِ ہجر رہا نام کو نور
اسقدر ماہ گھٹا کر مکِ شب تاب ہوا

اپنے نظّارے سے محروم ہے وہ بھی مریطرح
آئینہ گرمیِ عارض کی سبب آب ہوا

گومتی مین ہوئی شامل جو مرے چار آنسو
لکھنؤ فیض قدم سے مرے پنجاب ہوا

تیری فرقت مین کسی چین ہے اے قلزمِ حسن
جو ہوا تجھ سے جدا ماہیِ بے آب ہوا

ساقیا مجھکو کہان گردشِ قسمت سے نجات
جام آیا جو مری ہاتھ مین گرداب ہوا

کسکے دانتون کا دمِ گریہ تصوّر آیا
جو گرا آنکھ سے آنسو دُرِ نایاب ہوا

اسطرف حج کے لیے ہند سے راہی ہوئے ہم
واسطی کعبہ نشینون کو ادھر خواب ہوا

اوس بُت کی دوستی مین نیا رنگ ہوگیا
کھینچین یہ سختیان کہ جگر سنگ ہوگیا

ہوتی ہی نوجوان نیا رنگ ہوگیا
جسکے نگاہ اوس پہ پڑی دنگ ہوگیا

قاتل خدا کیواسطے کر تیغ میان مین
عالم تو دو ہی ہاتھو مین چورنگ ہوگیا

تولا جو تیری حسن کو میزانِ عقل مین
جلوہ نہالِ طور کا پاسنگ ہوگیا

دنیا کی راہ سخت عجب سنگلاخ ہی
تیمور دوڑ کر جو چلا لنگ ہوگیا

ساقی کے خطِ سبز کا اوسمین پڑا جو عکس
ساغر شراب کا قدحِ بنگ ہوگیا

پہلو مین دل کا اب مجھے ملتا نہین پتا
نزدیک کعبہ تھا کئی فرسنگ ہوگیا

وہ بُت ہی تو ارادہ کیا جب نہان کا
میلا سا ایک جمع لب لنگ ہوگیا

تا صبح ہمسے وصل کی شب وہ لڑا کیے
گھر اپنی حق مین معرکۂ جنگ ہوگیا

فصلِ بہار آئی بنا میکدہ چمن
ہر پھول ساغرِ مے گلرنگ ہوگیا

خالی نہین جہان مین کوئی مکر و زور سے / عالم تمام عالم نیرنگ ہو گیا

ایسا رقیب تیرہ درون ہی کہ وقت سیر / سرخہ سوار ہوتی ہے شبرنگ ہو گیا

مضمون رنگ رنگ کی باندہی جو طبع نے / طیار کارخانہ ارژنگ ہو گیا

خورشید روی یار اسی آتا نہین نظر / مرغ نگاہ مرغ شب آہنگ ہو گیا

یوسف لقا سے اپنی جدا ہو کے واسطی
پیراہن حیات سی مین تنگ ہو گیا

گلا کیون ہجر مین آسکا نہ کرتا / مثل سچ ہے کہ مرتا کیا نہ کرتا

اگر وہ وعدۂ فردا نہ کرتا / کبھے یون حشر مین برپا نہ کرتا

زمین ناپتا ملکون مین پھرتا / نہ ملتے تم تو مین کیا کیا نہ کرتا

تمنائین ہزارون عمر تھوڑی / جہان مین کیا مین کرتا کیا نہ کرتا

اوٹھاتا بار الفت کون سر پر / اگر مجھکو خدا پیدا نہ کرتا

جو پاتا قابل دیدار آنکھین / کبھے عاشق سی وہ پردا نہ کرتا

کیے ہین دوست نی وہ ظلم مجہ پر / کوئی دشمن کبھے ایسا نہ کرتا

کہا اچھا مجھے دشمن ہوئی غیر / برا لکھتا جو وہ اچھا نہ کرتا

مجھے تو ہر طرح تھا عذر لازم / جرائم عفو وہ کرتا نہ کرتا

نہ پھنستا چاہ مین دنیا کے مکار / جو زاہد کو خدا اندھا نہ کرتا

جو کرتا قتل وہ تیغ ادا سے / کبھے مین خونکا دعوی نہ کرتا

نہ کرتے تم اگر غیرون سے شکوا / کبھے مین آپکا شکوا نہ کرتا

نہوتا واسطی گر عشق پنہان
تو یون سینے مین دل دھڑکا نہ کرتا

ہم سے کیونکر وہ ہم سخن ہوتا / بات کرتا اگر دہن ہوتا

کام آئی جنون مین عریانی — خار اوس کو چھتے جو پیرہن ہوتا
صدمۂ ہجر اور ہم امی چرخ — باغ ہوتا وہ گلبدن ہوتا
بو جو تیرے صبا اوڑا لانی — دل شگفتہ جبین چمن ہوتا
مہندی مل کر اگر وہ گل آتا — اور ہی رنگ انجمن ہوتا
دور ہوتی دوئی جو وحدت سے — شیخ ہوتا نہ برہمن ہوتا
تاب رفتار کسکو ضعف سی تھی — بیٹھ جاتے جہان وطن ہوتا
اوس سے ملبوس جو اوتارا تھا — کاش میرا وہی کفن ہوتا

واسطی کیون کنوئین مین گرتی ہم
گر نہ عشق چہ ذقن ہوتا ✤

بلا سے کیا ڈری دل تیری تیرے اجنا کا — نہین ہے ماہی بی آب کو کچھ خوف آتش کا
نکین جب سے ہوا ہمین تصور اک پری وش کا — دل پر داغ ہر عالم ہی ایوان منقش کا
بجا ہی عطا کی ہو فلک سیر آج ساقی نی — دماغ اب آسمان پر کیون نہو رندان میکش کا
تفس کی آمد و شد سی ہی ہجر یار مین ایذا — گمان ہو کسطرح دلکو نہ آری کی کشاکش کا
تجلی رخ محبوب کوئی دیکھ سکتا ہی — کلیم اللہ پر یہان حال طاری ہو گیا غش کا
سلیمان ناز برداری کا جسکی فخر کرتی ہین — بحمد اللہ دیوانہ ہون مین ایسے پری وش کا
ملک مرتی ہین جو رخ بخش ہین پریان چاند چہر — عجب نقشہ ہی پتلا خاک و باد و آب و آتش کا

مقولہ عشق مین ای واسطی ہی معتبر اپنا
سند جسطرح علم نحو مین ہی قول اخفش کا

وحشت نی مجھکو شیخ کا ہمسر بنا دیا — سینے مین داغ پاؤن نہین جیب کر بنا دیا
ہین ہزار کین نہ تسبیح اسکی طرح — اوس بت کا دل خدا نے وہ پتھر بنا دیا
احسان کاسہ گر کی کیا مجھ پہ بعد مرگ — ساقی کو میری خاک سی ساغر بنا دیا

صورت دکھائی خاک کو آئینہ رو مجھے
پردہ حیا کا سد سکندر بنا دیا

ہمنے علوی فکر سے مستی مین ساقیا
خم آسمان کو مہر کو ساغر بنا دیا

سینے مین اشرفی ہے ہر اک داغ کم نہین
ای سوز عشق تو نے تونگر بنا دیا

رہتی ہین روز آئینہ رویون سے صحبتین
میری خدا نے مجکو سکندر بنا دیا

موتی پروئے ہمنے جو رویا فراق مین
موی مژہ کو رشتہ گوہر بنا دیا

آخر جلا جلا کے تب حار عشق نے
شعلہ جگر کو سینہ کو مجمر بنا دیا

رکھا جو سلک نظم مین ترصیع کا خیال
ہمنے عروس فکر کو زیور بنا دیا

رکھکر ہمیشہ ہمنے قد یار کا خیال
میدان دل کو عرصہ محشر بنا دیا

مانند گرد باد ہون آوارہ دشت مین
کیسا جنون نے پاون مین چکر بنا دیا

اک حوروش کی یاد مین روئی ہم اسقدر
آنکھون کو اپنے چشمہ کوثر بنا دیا

کیا کیا عذاب ہین دل عشاق کے لیے
عقرب مژہ کو زلف کو اژدر بنا دیا

دیکھا جو اوسکو شوق کتابت تو واسطے
ہمنے رگون کے تار سے مسطر بنا دیا

جاگ یہ آنکھین کھول دی سوتا ہی کیا
زندگی کے دن عبث کھوتا ہی کیا

عشق کا آغاز ہے ای دل ابھی
دیکھ تو انجام مین ہوتا ہے کیا

چشم کے چشمہ سے دریا بہ گئے
یہ سمندر کا کوئی سوتا ہے کیا

آگئی پیری جوانی ہو چکی
چونک ای غافل پڑا سوتا ہے کیا

عشق مین ظاہر ہے حال کوہکن
لاکھ محنت کیجیے ہوتا ہے کیا

مار گیسو کی نہ کر الفت دلا
دیکھ اپنے حق مین بس بوتا ہے کیا

قافلہ راہی ہے صبح کوچ ہے
جاگ غافل بی خبر سوتا ہے کیا

شیشہ می سے کہو آیا وہ مست
ہچکیان لی لیکے تو روتا ہے کیا

کھا چکے ہین وہ نہ آنے کی قسم
واسطون سے واسطی ہوتا ہی کیا

کون آئینہ رخسار کا حیران نہ ہوا
حال کسکا غم گیسو مین پریشان نہوا

جب ہمین شوق تماشای گلستان نہوا
فائدہ کیا جو در باغ پہ دربان نہ ہوا

شکر صد شکر گلا تیغ گریبان سے کٹا
سر پہ اہی خنجر قاتل ترا دربان نہ ہوا

آرزو دل کی رہی دلمین ہمارے ساقی
مَی میسر ہوئی جبن وزکہ باران نہ ہوا

شب تاریک سی بدتر نظر آئی شب ماہ
میری آغوش مین جب وہ مہ تابان نہ ہوا

ہون وہ غمگین کہ رہی مجھکو خوشی سی نفرت
زعفران زار کو بھی دیکھ کی خندان نہ ہوا

ضعف سی دلمین رہا ولولہ جوش جنون
کبھی ہاتھون نے مری چاک گریبان نہ ہوا

پھر وہ ابر مین خورشید کوئی چھپتا ہی
داغ سینہ کا کسے طرح سی پنہان نہوا

داغ کھا کھا کے تری رشک سی اپنی ہوی
کونسا سرو چمن سر و چراغان نہ ہوا

کب اعانت کی وہ طالب ہین جو ہین رنگا دل
کبھی محتاج حنا پنجۂ مرجان نہ ہوا

دیتی ہین مصحف عارض کا جو بوسہ وہ مجھے
گبر کہتا ہے مین افسوس مسلمان نہ ہوا

کب ہوئی شام کہ تب جلکے نہ مرنی داغ جگر
کب ہوئی صبح کہ مین چاک گریبان نہوا

کہین کس منہ سی کہ اوس ترک کی بسمل ہین ہم
زخم تیغ نگہ ناز نمایان نہ ہوا

ہوگئی پیر مگر ہمنے نہ دیکھا وہ رخ
صبح پیدا ہوئی پہ مہر درخشان نہ ہوا

موت ہی آئی نہ یار آیا شب فرقت ہیز
بیکسی مین کوئی احوال کا پرسان نہ ہوا

واسطی واہ رے جمعیت خاطر پس مرگ
خاک ہونے پہ غبار اپنا پریشان نہوا

دکھلا کے شکل خواب مین بیدار کر دیا
غافل تھا مجھکو آپ نی ہشیار کر دیا

غازے نی رخ کو غیرت گلزار کر دیا
مسّی نے لعل لب کو دہوان بار کر دیا

بت پوجنے کا آنکھہ کو ایسا مزا پڑا — تارِ نظر کو رشتۂ زنار کر دیا

دیکھا شگاف در سے جو آئینہ سا وہ رخ — حیرت نے مجھکو پشت بہ دیوار کر دیا

رونی سی اوس یار کی دلمین پڑی گرہ — اشکون نے اوسکو عقدۂ دشوار کر دیا

الفت مین تاک جھانک کا ایسا یہ پڑ گیا — آنکھون کو نذرِ روزنِ دیوار کر دیا

کچھ بڑھ چلا تھا اوس رخِ پُر نور سے غرور — داغی کلف نے ماہ کا رخسار کر دیا

شانہ ہلا کی عاشقِ نالان کا قبر مین — فتنے کو تمنے خواب سے بیدار کر دیا

دل کا مکان کلفت تھا سوزِ آہ نے — در توڑ کر عجیب ہوادار کر دیا

کہتا ہی یار اِس تنِ لاغر کو دیکھکر — کیا الفتِ کمر نے اسے زار کر دیا

اوس قد سے بڑھ چلا تھا صنوبر سو چرخ نے — بی برگ کر دیا اوسے بے بار کر دیا

کیا کہیے حالِ دل کہ حسینوں کے دہیان نے — ایسے مکان کو توڑ کے بازار کر دیا

کہتے ہین دیکھکر وہ رخِ زرد مہر کا — اچھا مسیح نے اسے بیمار کر دیا

صانع نے حسن و عشق کو عالم مین کر کے خلق — مجبور ہمکو آپکو مختار کر دیا

اک برہمن بچی کی محبت نے زاہدا — زنار کو گلے مین مرے ہار کر دیا

دلمین خیال کر کے اون آنکھون کا واسطی
کعبہ کو ہمنے خانۂ خمار کر دیا

توڑ ہی اوس ترک کی موی مژہ مین تیر کا — کاٹ ہی اوس ابروی خمدار مین شمشیر کا

دہیان ہی رات اونکو گیسوئے بتِ بے پیر کا — پیچ جاتا ہی نہین ہرگز مری تقدیر کا

بام پر اپنے بلا لیتا ہی وہ رشکِ قمر — اوج پر ہی آجکل اختر مری تقدیر کا

ابرِ رحمت بے مے و ساقی ہی زحمت جانکو — کاٹ ہی موجِ نسیمِ صبح مین شمشیر کا

گردنِ مینا و موجِ مے کا ادنی ہی یہ وصف — تیغ وہ بہر جوان ہی یہ عصا ہی پیر کا

کیا مٹائی داغِ عشقِ زلف دلسے تیرہ بخت — یہ تو دھبا ہی مدادِ خامۂ تقدیر کا

آمد آمد ہی ترے دیوانے کی صحرا سے جو ہی
در کھلا رہتا ہی ہر دم خانۂ زنجیر کا

لوٹتا ہون خاک کو ہی یار مین مین خاکسار
برج خاکی مین ستارہ ہی مری تقدیر کا

جب سے خط سبز نکلا اوس رخ گلرنگ پر
سبزۂ بیگانہ سبزہ ہو گیا کشمیر کا

زخمی ہوتا ہون شب وصل ای موذن ہوش مین
کم نہین تلوار سے نعرہ تری تکبیر کا

خاک پای یار مجھکو کیمیا سے کم نہین
پھاڑ کر پھینکون اگر نسخہ ملے اکسیر کا

ہون وہ دیوانہ کہ کرتا ہون پری شیشہ مین بند
چاہ بابل سے یہ سیکھا ہی عمل تسخیر کا

چین ابرو نی کیا ساری زبانی کو شہید
صاف جوہر کھل گیا قاتل تری شمشیر کا

یہ گریبان مین ترے یاقوت کا تکمہ نہین
جانتا ہون قطرۂ خون ہی کسی دلگیر کا

یاد ہی ہر وقت خط مصحف رخسار یار
مین تو حافظ ہو گیا قرآن کی تفسیر کا

جس سے جھک کر ملتی ہین کرتی ہین اوسکو آپ قتل
قامت پر خم مین عالم ہی خم شمشیر کا

چھپ کے دزدیدہ نگہ سے زخمی کرتا ہی وہ ترک
بی نشان ہی تیر پر دل ہی نشانہ تیر کا

ای پری رو تیرا دیوانہ ہی کیا آتش قدم
قید مین بریان ہر اک دانہ ہوا زنجیر کا

اوس گل رخسار کا بلبل ہون ای بہزاد مین
رنگ گل سے چاہیے کھنچنا مری تصویر کا

ہی تصور دلمین اوس چہرہ کا جبسی واسطی
جلوہ گہ سینہ ہوا خورشید کی تنویر کا +

نور سے بے سایہ جسکا جسم عالی ہو گیا
آپ وہ اپنا گواہ بے مثالی ہو گیا

ہون وہ میکش نکہت گل سے ہوا مست شراب
گل مجھے جام شراب پرتگالی ہو گیا

آگیا ابروی جانان کا جو لکھنے مین خیال
آفتابی دائرہ جو تھا ہلالی ہو گیا

ہون وہ گریان آنسوؤن کا سینہ کبھی تھمتا نہین
آنکھ کا پردہ سحاب برشکالی ہو گیا

خون کی چھینٹون سے کیا نقصان قاتل کا ہوا
سادہ تھا شمشیر کا رومال شالی ہو گیا

پھاڑ کھایا گھر نے میرے مجھکو ہجر یار مین
صورت شیر نیستان شیر قالی ہو گیا

توڑ بعد مرگ دکھلایا یہ تیر آہ نے
سنگ تربت ہر جگہ چھید چھید کر جالی ہو گیا

جھولیان بھر بھر کی لاتا ہی زر گل باغ سے
فصل گل آتی ہی مالا مال مالی ہو گیا

ہون وہ دیوانہ کہ اپنی مرگ کا کچھ غم نہین
ہان یہ غم ہی خانۂ زنجیر خالی ہو گیا

معرکہ مین عشق کی ٹھہرا نہ غیرون کا قدم
اک ہمین ہم رہ گئے میدان خالی ہو گیا

شعر مین موزون کیا جب سے لب شیرین کا وصف
شاعرون مین شہرۂ شیرین مقالی ہو گیا

فرقت محبوب مین بستر سے ہل سکتا نہین
جسم بیحس مثل تصویر نہالی ہو گیا

ہی جو یہ زیب کمر بار کمر ہو جائیگا
جسکی ٹھہی اوسکا تنیچہ ہم پہ خالی ہو گیا

راتدن لب پر نہین اوسکی بجز ذکر شراب
کیا بلا واعظ بھی رند لااوبالی ہو گیا

نقش ہی از بسکہ دل مین اوس مہ کامل کی شکل
مجھکو بھی اب دعوی صاحب کمالی ہو گیا

واسطی بیقدر ہی رنگ طلائی کی حضور
طشت زرین فلک پیتل کی تھالی ہو گیا

خالی از رنج نہین روح کا تن سے جانا
سخت مشکل ہی مسافر کا وطن سے جانا

چار دن پھول ہی مہمان غنیمت ہی وصال
کہو بلبل سی کہ باہر نہ چمن سے جانا

ناف دیکھی جو پتا اوسکی کمر کا سمجھے
دہن یار کو جانا تو سخن سے جانا

چاہ کنعان نہین یوسف نکل آئی جس سے
دل نہ نکلیگا تیری چاہ ذقن سے جانا

ہم فقیرون کو کبھی خلعت شاہی جو ملا
بدتر اوسکو کہین مردہ کی کفن سے جانا

تنگ آیا ہون مین دنیا کی حوادث سے بہت
جلد ٹھہرے کہین اس دار محن سے جانا

ٹھہر ای روح ذرا تو ابھی جلدی کیا ہی
یار آلے تو مرے خانۂ تن سے جانا

بعد ہاتھون کی تصور تری گیسو کا بندھا
کشور چین مین ہوا راہ ہمین سے جانا

ہین جو خوش چشم نہین ایک جگہ اونکو قرار
گردش چشم غزالان ختن سے جانا

صلۂ شعر امیرون سے گوارا نہ ہوا
زر کو بہتر نہ کبھی نقد سخن سے جانا

واسطی باعث آوازہ ہوئی میری زبان
ساری دنیا نے مجھے میرے سخن سے جانا

جان بلب ہون سر بالین وہ اگر آئیگا — دیکھکر جان نکلتی ہوئی گھبرائیگا
نامہ بر کوچہ جانان سے نہ پھر آئیگا — چھاؤنی دلکو یقین ہی یہ وہین چھائیگا
دشت غربت مین اگر کوئی نہین ہے ہمدم — دست ہر خار تو تلوے مرے سہلائیگا
جو نسویا شب فرقت مین کبھی جیتے جی — لیٹ کر قبر مین بھی پاؤن نہ پھیلائیگا
قتل ہی جرم کا اپنے نہین کچھ خوف مجھے — ہان یہ ڈر ہی کہ وہ سمجھیگا تو شرمائیگا
آشنا بحر سخن سے نہین وہ طفل ابھی — تہ کو پہنچیگا تو بالا مجھے بتلائیگا
وعدہ ساقی نے کیا ہی تو پلائیگا شراب — وہ مری خون کی جھوٹی نہ قسم کھائیگا
لن ترانی سے یہ ثابت ہے کہ وہ برق جمال — ایکدن طور کا جلوہ مجھے دکھلائیگا
ناصح آتا ہی اگر پاس مرے آنے دو — خود سمجھتا نہین وہ کیا مجھے سمجھائیگا
حشر تک راہ پر آئیگا نہ وہ شاہسوار — گھوڑے کاغذ کے کہانتک کوئی دوڑائیگا
جہد ای پیر و جوان چاہیے ہمکو پئے رزق — طفل بھی شیر نہ بے روئے ہوئے پائیگا
ہون وہ پیاسا نہ ملیگا مجھے پانی لب نہر — ہر حباب لب جو آنکھ چرا جائیگا
دلکو رہتی ہی حسینون سے کہ ہر وقت تلاش — جانتا ہون یہ کوئی تازہ بلا لائیگا
کف افسوس نہ ملیے مرے ماتم مین بہت — طائر رنگ حنا ہاتھ سے اوڑ جائیگا

واسطی یار سے پوچھو دم رخصت اتنا
ہم تو جاتے ہین کہو دل تو نہ گھبرائیگا

تیرے پھندے سے نکلنا نہین ممکن میرا — شب مری زلف تری چہرہ ترا دن میرا
روز کہتے ہو کہ مین قصد سفر رکھتا ہون — کوچ ہو جائیگا دنیا سے کسیدن میرا
روح و قالب کیطرح ساتھ ہے میرا تیرا — بن مرے تیرا گذارا ہی نہ تجھ بن میرا

اپنی دشمن سے بھی رکھتا نہین ہون دلمین غبار
کسقدر صاف ہی آئینۂ باطن میرا

تخت شاہی جو ملے اوسپہ لگاؤن ٹھوکر
مسندِ فقر پہ دل ہی متمکن میرا

خط رخسار دکھاکر وہ پری کہتا ہے
کلمہ پڑہتے ہین انس و ملک و جن میرا

نطق رکھتا تو یہ کہتا تیرا گیسوی دراز
کیا عجب ہی اگر خضر ہو ہم سن میرا

رنگ لالی کا نہ بھاتا ہے نہ پھولونکی شمیم
باغ مین جی نہین لگتا تجھے تجھ بن میرا

شکل آئینہ سمجھتا ہون بد و نیک کو ایک
دلمین کچھ ریب نہین صاف ہے باطن میرا

بیقراری کی جو مضمون لکھے ہین مینے
متحرک ہی وہ جو حرف ہی ساکن میرا

قرض ملجای کوئی بوسہ مجھے اوس بت سے
برہمن ہو جو صنم خانی مین ضامن میرا

ای صنم کاش وہ خورشید لقا آئی ادہر
برجِ خورشید ہو کاشانہ کسی دن میرا

ربط مین اوس بت کم سن سے بڑہاتا لیکن
واسطی وای دریغا وہ نہین سن میرا

گفتگو مین جو خیالِ رخ جانان ہوتا
ہر سخن ترجمۂ آیتِ قرآن ہوتا

ڈوب مرتا غمِ ہجران نہ اوٹھاتا ہرگز
تجھ مین پانی اگر ای چاہِ زنخدان ہوتا

رخ روشن پہ نہ ہوتا جو وہ گیسوی دراز
ہر طرف قصۂ ہندو و مسلمان ہوتا

ای پریرو نہ تری بام تلک جا سکتا
عرش پرواز اگر مرغ سلیمان ہوتا

رخ پرنور کو خورشید سی کیا نسبت ہی
آنکھین ملتا تیری تلوونسے جو انسان ہوتا

زلفِ جانان سے جو تشبیہ نہ دیتے شاعر
طرۂ گلزار مین کیون سنبلِ پیچان ہوتا

تولتا وہ فلکِ حسن جو رفعت اسپنے
برجِ خورشید فلک پلۂ میزان ہوتا

ای طبیبو مرضِ غم سی شفا پاتا مین
مری نسخے مین جو سیبِ زنخدان ہوتا

یاد زنجیر دلاتے نہ اگر موجِ ہوا
کون ہم وحشیونکا سلسلہ جنبان ہوتا

دل میرا الفت گیسو کو چھپائی کیونکر
مشک آہو سے نہین ناف مین پنہان ہوتا

اپنے سایہ مین جو دیتا وہ پری مجھکو جگہہ — سایہ پڑتا میرا جس پر وہ سلیمان ہوتا

قامتِ یار کا مضمون جو کوئی باندہ جاتا
واسطی حشر کا دیوان مرا دیوان ہوتا

کام کوئی نہ شبِ وصل ہمارا نکلا ✣ — شام ادِھر آئی اُودھر صبح کا تارا نکلا
پاؤن پاپوش سے جسوقت تمہارا نکلا — بُرجِ جوزا سے مین سمجھا کہ ستارا نکلا
نامِ قاتل جو زبانی مین تمہارا نکلا — کشتہ ہونی کے لیی جاد سے پیارا نکلا
کسے منصف نے جو میزانِ نظر مین تولا — حسنِ یوسفؑ سے بھی دہ چند تمہارا نکلا
قلزمِ حسن سے باہر نہ شناور نکلے — جسکو سمجھے تھی کنارا وہی دہارا نکلا
آبروئے ابروئی جانان سی رہی یا نرہی — ماہِ نو ابر سے کرتا یہ اشارا نکلا
امتحان خوب حسینون نی کیا کس دیکھا — قلب ہرگز نہ زرِ داغ ہمارا نکلا
سمجھے سب اہلِ نظر رجعتِ خورشید ہوئی — گھر مین جا کو جو وہ محبوب دوبارا نکلا
قیس دیوانہ بگولے کیطرح گرد پھرا — نجد سے ناقہ لیلےٰ جو قضارا نکلا
مل گیا یار کی مٹھے مین ہمین دل کا پتا — چور مہندی کا جو تھا چور ہمارا نکلا
صاف سمجھے کہ یہی شعلہ رخون کا کشتہ — سنگِ تربت سی کسے کی جو شرارا نکلا

واسطی دوست بھی رکھتے ہین عداوت ہمسی
کسکو اپنا کہین کوئی نہ ہمارا نکلا ❋

تھی سیہ مستِ فنا شب اور مین ہشیار تھا — صبح تھی خوابِ عدم مین جب بھی مین بیدار تھا
نور رتبت سی دیر جب تک مطلع انوار تھا — صورتِ چشم تماشا حلقہ زُنار تھا
سوزنِ جراح سینے سی جو رائی کیونکہ آنکھ — دامنِ محشر ہمارا رخسم دامن دار تھا
نافہ آہو تھے داغ لالہ جب تک تھی بہار — جوشِ نکہت سی گلستان خطہ تاتار تھا
کس مہ عارض سی تھی شبکو مکانین جاندنی — کوکب رخشان نظر مین رخنہ دیوار تھا

حیف خطِ سبز سے وہ بالِ طوطی بن گیا
روکشِ آئینہ جو آئینۂ رُخسار تھا

وقتِ گریہ سیکڑون طوفان اٹھے ای واسطی
صافِ چشمِ تر کا پردہ ابرِ دریا بار تھا

دیکھا جو بحر کو تو دوئی کا اثر ملا ✣
بادام کی طرح ہمین توام گہر ملا

ہم مر گئے تو آہِ رسا کو اثر ملا
بعدِ شکست رایتِ فتح و ظفر ملا

چمکے نصیب وصلِ بُتِ سیمبر ملا
حسرت گئی امیر ہوئے گنجِ زر ملا

باریک بینیون نے کیا ہی تمام کام
گم ہو گیا مین خود جو نشانِ کمر ملا

باقی بدن مین بسکہ حرارت تھی بعدِ مرگ
کافور کا نہ اپنے کفن مین اثر ملا

صیاد نے اسیر کیے طایر اسقدر
گلشن مین ڈہونڈہنے کو نہ بلبل کا پر ملا

محروم میری طرح رہی میری آہ بھی
سو مرتبہ گئی نہ اجابت کا در ملا

ہاتھ آیا کچھ نہ حسرتِ دیدار کے سوا
یہ ہمکو راہِ عشق مین راہِ سفر ملا

آغاز شام سے شبِ فرقت مین تا سحر
ڈہونڈہا چراغ لیکے نہ نورِ قمر ملا

حاصل ہوا وصال اٹھاکر خرابیان
ویرانی طے کیئے تو ہمین گنجِ زر ملا

وصفِ دہانِ یار جو خط مین کیے رقم
عنقا کی طرح ہمسے نہ کوئی نامہ بر ملا

ہوگا وہ آب آب وفورِ حجاب سے
ای سادہ رو نہ آئینے سے تو نظر ملا

تو مدح خوانِ گل مین ثنا خوانِ یار ہون
مجھسے زبان اپنے نہ مرغِ سحر ملا

کھایا کیا مین فرقتِ جانان مین داغِ غم
اسکے سوا نہ اور کوئی ماحضر ملا

کیونکر شکستِ شیشۂ خاطر درست ہو
خود دل شکستہ ہوگیا جو شیشہ گر ملا

بحرِ جہان مین غم ہے کسیکو کسیکو عیش
ماہی کو خار اور صدف کو گہر ملا

دیکھی کتابِ عشق بہت ہمنے واسطی
قصّے طویل تھے نہ کہیں مختصر ملا

ہاتھ دل سے تیری غم مین نہ فقط دھو بیٹھا | روتی روتی غرض آنکھونکو بھی مین دھو بیٹھا
گالیان یار نی دین بوسۂ دندان ندیا | آبرو آب گہر تھی تو اوسی کھو بیٹھا
کیا زمین پاؤن پکڑتی ہی تیری کوچہ کی | صفتِ نقشِ قدم پھر نہ اوٹھا جو بیٹھا
خارِ صحرای جنون ایسے چبھی تلوونمین | پاؤن سے ہاتھ ترا آبلہ پا دھو بیٹھا
نہ اوٹھونگا جو اوٹھے گا تو جنازا میرا | پھر چکا سارا جہان گوشی مین اب تو بیٹھا
چار چاند اور سے لگے دبدبہ حشمت مین | چار زانو کبھی مسند پہ جو وہ ہو بیٹھا

واسطی یہہ تو طریقہ ہمین آیا نہ پسند
کس لیے گھر مین ترا کہتا ہی سبکو بیٹھا

درد فرقت سی تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا | اب تیری بیمار نے پائی شفا اچھا ہوا
دوش سے بارِ گران اوترا سبکباری ہوئی | تیغ قاتل سے ہمارا سر کٹا اچھا ہوا
رنگ لائیگا ہمارا جوش سودا کچھ نہ کچھ | گل کھلے گلشن مین ای بادِ صبا اچھا ہوا
بیگناہون کے لہو کا سبکو ہوتا تھا گمان | اوسکے ہاتھون سے چھٹا رنگِ حنا اچھا ہوا
غیر کی تعریف کرتے ہو ہمارے روبرو | خوب سمجھے آپ کا کہنا برا اچھا ہوا
اب کی وہ شدت مرض کی ہی کہ مشکل ہی نجات | یون پڑا بیمار اکثر بارہا اچھا ہوا
اب نہین جوش جنون مین اپنی بیگانی کو فکر | ہوگئی دامِ تعلق سے رہا اچھا ہوا
درد مین خفت ہوئی کچھ تجکو اتنے ہی خوشی | ای دلِ نادان یہ تیری حق مین کیا اچھا ہوا
شکر ہے گذری شبِ فرقت ہوئی پیدا سحر | ٹل گئے سر سے میری کالی بلا اچھا ہوا
ہاتھ میری غیر کے تعریف تم کرتے ہو واہ | آشنا ٹھہرا برا نا آشنا اچھا ہوا
پائی صحت اب غمِ دفعِ مرض مین ہون مریض | لوگ کہتے ہین مجھے اچھا ہوا اچھا ہوا
ابرو سنکے دعوت مین کھنچنے لگا جسد ہیولی اچھا ہوا | ایک سے پہم شعر میرا دوسرا اچھا ہوا
چھینٹین دامن پہ جو ترین خون کی خوب اچھا ہوا | ذبح کے دم اوسنے باندہی دست و پا اچھا ہوا

واسطی کی لاش پر آکر یہ فرمانے لگے
نیم بسمل تھا تڑپ کر مر گیا اچھا ہوا

غیرون کے آگے یار سے بوسہ طلب کیا
نادانی کیسے ہمسے ہوئی کیا غضب کیا

رندون نے فاش پردۂ بنت العنب کیا
پیر مغان کا بھی تو نہ پاس ادب کیا

ہر چند سنگ راہ ہوئی تمکنت بت
کعبے تلک پہنچ گئے ہم شکر رب کیا

غیرون کی یہ مجال تھے کرتی جو گفتگو
ہمنے فقط حضور کا پاس ادب کیا

محبوب رشک ماہ و لب نہر و جام سے
پایا وہی جو ہمنے خدا سے طلب کیا

تحریر جبین ابروی پرخشم کا وصف تھا
اوسنے غزل مین شعر وہی منتخب کیا

چھوٹا ہے چاہتے ہی رخ صاف پردہ نقاب
رنگینی قصد سپہر دیا رحلب کیا

کشتہ ہوئی گلے یہ پھری تیغ مغربی
فرقت مین جب نظارۂ ماہ رجب کیا

چھپ کر گئی ہم اوسکے گلے مین سور انکو
بجلی سیاہ ابر مین چمکی غضب کیا

دیتی وہ گالیان مجھے غیرونکے سامنے
اچھا ہوا کہ لب کا نہ بوسہ طلب کیا

دیکھا پری کو ہمنے تو شبہہ مین آپ کے
پیدا ملال آپ نے کیون بے سبب کیا

اے واسطی وسیلۂ محشر ضرور تھا
نام علی کو شام و سحر ورد لب کیا

درخت ہمنے جو بویا تھا آشنائی کا
مزہ تو یہ ہے کہ لایا وہ پھل جدائی کا

جو آپکی زندہ رہی سہ کے غم جدائی کا
نہ لین گے بھول کے بھی نام آشنائی کا

قفس مین ادر ابھی صیاد ہمکو رہنے دے
بہار جا چکی اب لطف کیا رہائی کا

ہزار غور کرے کون دیکھ سکتا ہے
اودہر سے شرط ارادہ ہے خودنمائی کا

سمجھ کے جاتین ذرا سیر خانقاہ کو رند
اگلے لباس مین دھبا نہ پارسائی کا

ہلال جا کے وہی فرق آسمان پہ بنا
گرا جو ٹوٹ کی نعل اوسکی زیر پائی کا

سنا ہو آج وہ نکلین گے گھر سی کھینچ کے تیغ
قریب وقت ہے تقدیر آزمائی کا

کہان تھی یہ خلش خار راہ کی لذت
ہمارے سر پہ ہو احسان برہنہ پائی کا

یقین ہے تاج سر بادشہ اولٹ کے بنی
گرے جو کاسہ مرے ہاتھ سے گدائی کا

دیار کوفہ حسینونکا کیا محلہ ہے
رواج انمین جو رہتا ہے بیوفائی کا

غبار خط سے مکدر ہوا جو عارض صاف
پیام آپ وہ دینے لگے صفائی کا

ہمارا طالع خفتہ ہے نارسا کتنا
کہ خواب بھی یہ نہین دیکھتا رسائی کا

سنا ہو قصہ یعقوب ہجر یوسف مین
خدا دکھائے نہ آنکھونکو دن جدائی کا

سمجھ کے رقعہ شادی وہ گل بہ ہجر سیاہ
لفافہ خط پہ کرون کاغذ حنائی کا

عجیب فتنہ ہے عالم ہی مشت خاک بشر
ہمسری کا ہی دعوی کبھی خدائی کا

شکست ہو پر پروانہ کی درست ابھی
جو موم شمع کرے کام مومیائی کا

جواب خط جو لکھا اوسنے واسطی ہمکو
ہوا وہ نسخہ مجرب تپ جدائی کا

لطف شب آفتاب نکلنے ہوئے نہ تھا
وقفہ جہانکو رنگ بدلتے ہوئے نہ تھا

دار و مدار غیر سے اب بزم یار مین
یہ اختیار تو مرے چلتے ہوئے نہ تھا

کوچے مین اوسکے جا کے ہوا قتل نامہ بر
اچھا شگون گھر سے نکلتے ہوئے نہ تھا

بھولے نہ ہم عروج مین افتادگی کی یاد
گرنے کا کب خیال سنبھلتے ہوئے نہ تھا

وابستہ چشم لطف سے تھی ہستی جہان
عالم تری نگاہ بدلتے ہوئے نہ تھا

ملتا سبک روان عدم کا نشان کیا
شور جرس بھی قافلہ چلتے ہوئے نہ تھا

تھا چار دن کا انہی عناصر مین ارتباط
دیکھا تو کچھ بھی دم کے نکلتے ہوئے نہ تھا

غافل مآل کار سے تھی اس چمن کی نخل
کھٹکا خزان کا پھولتے پھلتے ہوئے نہ تھا

روشن ہماری دلکو کیا داغ عشق نے
تاریک گھر چراغ کے جلتے ہوئے نہ تھا

سوز غم فراق نے یہ حال دل کیا
اوسے کیطرح کچھ بھی پگھلتے ہوئے نتھا

رہتا غرور سر مین حسینونکے کسطرح
جوبن ذرا شباب کے ڈھلتے ہوئے نتھا

پسا حنا کی طرح مرے دل کو واسطی
کچھ رحم اونکو پاؤن کے ملتے ہوئے نتھا

عرصہ تری بیمار کو اب کھینچ نہین سکتا
گذری شب غم روز تعب کھینچ نہین سکتا

بند آنکھہ مصور کی ہوئی جاتی ہی ہر دم
نقشہ ترا ای برق غضب کھینچ نہین سکتا

کیون قتل مجھے تیغ نگہہ سے نہین کرتے
خنجر جو ترا اکت کی سبب کھینچ نہین سکتا

دولت سی کنارہ کوئی کرتا ہی جہا نہین
دامن سے تری دست طلب کھینچ نہین سکتا

زلف سیہ یار کا بندھتا ہے تصور
صدمہ ترا ای ظلمت شب کھینچ نہین سکتا

رعشہ ہی غضب جسم مین اب بادہ کشی سے
خمیازۂ ایام طرب کھینچ نہین سکتا

نازک ہی دماغ اونکا یہان حال یہ اپنا
نالہ کبھی بے شور و شغب کھینچ نہین سکتا

جاتی ہی مرے دلسی کوئی الفت مژگان
یہ تیر جگر سے کسی ڈھب کھینچ نہین سکتا

ابرو کی کمان یاد ہی بھولی ہی عبادت
چلہ بھی نقاہت کی سبب کھینچ نہین سکتا

می دینے مین ای پیر مغان بخل ہی ناحق
کیا شیرۂ انگور رطب کھینچ نہین سکتا

کچھ دیر نہین اب کہ بدن سرد ہوا اپنا
آزار ترا گرمی تپ کھینچ نہین سکتا

اس واسطی زار کو روضہ پہ بلا لو
دوری کا غم ای شاہ عرب کھینچ نہین سکتا

ہی شب وصل سر شام سجانے سونا
لے نئے عاشق کی ذرا سنکے کہانی سونا

پہنو کانون مین نہ تم ای مرے جانی سونا
منفعل ہوگا بنا گوش سے کانی سونا

کھچے تصویر تو اوس سیم بدن کی لکھنا
چھاپا سے پہلے ورق سادہ پہ پانی سونا

میرے نالونکی شکایت ہے جو مر جاؤ نہین
چین سے رات کو تم ای مرے جانی سونا

رات آئی ہی کہان شعر ابھی پڑھنا ہے
سنکے ای ماہ میری سحر بیانی سونا

چشم عبرت سے زمانے کا تماشا کر لے
پھر ہے ای راہ رو منزل فانی سونا

مضطرب رہتا ہی دل آنکھون مین شب کٹتی ہی
جان کیا جانے تمھارا خفقانی سونا

نیند اوڑ جاتی ہی فرقت مین جو یاد آتا ہی
سینہ سے لگ کی تیرا یوسف ثانی سونا

زرد رنگت سے کھلا ہے یہ کسیکا کشتہ
سوز فرقت سے ہوا ہے یرقانی سونا

بند ہو جائینگی آنکھین مری آجائیگی موت
غیر کے ساتھہ نہ ای ظلم کی بانی سونا

جاگنا ہوگا اگر موسم پیری آیا
جاتے ہین عین سے ہنگام جوانی سونا

سیمتن یار کے زرگر سے یہ فرمائش ہی
زیور گوش کو درکار ہے کانی سونا

کھینچی میرے رخ زرد کی لازم ہی شبیہ
کہ چڑھے کاغذ تصویر پہ مانی سونا

گرمی عارض جانان سے گھل جاتا ہی مہر
جسطرح آنچ کڑھی کھا کے ہو پانی سونا

واسطی دیکھہ خبردار نکر آنکھین بند
شب فرقت مین اجل کی ہی نشانی سونا

کس شب اوس مین شغل مے و مینا نہین ہوتا
کس روز کباب اپنا کلیجا نہین ہوتا

کب محو تصور دل شیدا نہین ہوتا
کس دم مین ہم آغوش تمنا نہین ہوتا

یون ہونے کو دنیا مین تو کیا کیا نہین ہوتا
پر دل سے کوئی دوست کسیکا نہین ہوتا

عریانی سے جامہ کوئی اچھا نہین ہوتا
میلا نہین ہوتا یہ پرانا نہین ہوتا

سایہ بھی تو ہمراہ لحد مین نہین جاتا
ساتھی کوئی مشکل مین کسیکا نہین ہوتا

کیون بھیڑ لگائی ہی مرے سر پہ دم نزع
کہدو کوئی مرتا ہی تماشا نہین ہوتا

دل دیکے لیا بوسہ جانان تو عجب کیا
دنیا مین کہین مفت کا سودا نہین ہوتا

عاشق جو غم ہجر مین ہین موت کے خواہان
ایسون سے اجل کا بھی تقاضا نہین ہوتا

کیا الفت زندان مین سمجھی نگئی شوق
سیراب گہر سے کوئی پیاسا نہین ہوتا

بیفایده کرتے ہین دوا میری اطبّا — بیمارِ محبت کبھی اچھا نہین ہوتا
باہر ہی کھڑا رکھا یہ کہکر مجھے شب بھر — نامحرم ہونگا گھر مین گذارا نہین ہوتا

ای واسطی تم دل سے عزیزون پہ فدا ہو
یہ کیا ہی کوئی دوست تمہارا نہین ہوتا

برتر ہے آسمان سی مقام ابوتراب رض — لکھا ہے لوحِ عرش پہ نام ابوتراب رض
روشن قمر کیطرح ہی قنبر کا مرتبہ — آقا ہی دو جہان سے غلام ابوتراب رض
چکھا ہے اوسنے کوثر و تسنیم کا مزہ — جسنے پیا ہے بادۂ جام ابوتراب رض
گویا زبانِ پاک ہے اللہ کی زبان — قرآن کا ترجمہ ہے کلام ابوتراب رض
مسکن مسیحؑ کا ہے سرِ آسمان اگر — دوشِ رسول پر ہے مقام ابوتراب رض
گرتے ہوئی نظر سے سنبھلتے ہین آج تک — کیا دستگیرِ خلق ہے نام ابوتراب رض
اعدا کا کیون نہ خرمن ہستی ہو جلکے خاک — چمکے جو مثلِ برق حسام ابوتراب رض
وہ چشم ہی کرے جو تماشا ہی روے پاک — وہ گوش ہی سنے جو کلام ابوتراب رض
پیدائش آپکی ہی کہین بوالبشر سے قبل — اِس بات پر دلیل ہے نام ابوتراب رض
جس دن سی کربلا مین چھپا آفتاب دین — صبح ابوتراب رض ہے شام ابوتراب رض
جبتک رہے جہان مین کہتے تھے جبرئیل — اللہ سے سلام و پیام ابوتراب رض
روشن جہان پر ہی حسینؑ و حسنؑ کی قدر — وہ مہر تھے یہ ماہ تمام ابوتراب رض
زیرِ قدم بچھاتے تھے آنکھین ملائکہ — اللہ رے وقارِ خرام ابوتراب رض

کہتے ہین جسکو طائرِ توحید واسطی
ہے پای بندِ حلقۂ دام ابوتراب رض

ہین جو کاتب واقفِ رازِ نہانِ عندلیب — لکھتے ہین اوراقِ گل پر داستانِ عندلیب
لائی طوفان اسقدر اشکِ روانِ عندلیب — نوح کی کشتی بنا ہی آشیانِ عندلیب

آشیان کیسا ہے تن میں بھی جان عندلیب
آتش گل نی جلایا دودمان عندلیب

وصف ہو سکتا نہیں ہے اوس کے رخ سرخ کا
لال ہی مانند برگ گل زبان عندلیب

در قفس کا کھولدی جب بھی نہ جائے سوی باغ
چاہتا ہے جب صیاد کرے امتحان عندلیب

کر دیا برباد دونوں کو خزان نی اسقدر
ہی پتا گل کا نہ گلشن میں نشان عندلیب

باغبان زلف عروس باغ کی لازم ہی زیب
شانہ ہو والیکی کوئی استخوان عندلیب

سوز الفت سے ہوا کیا اتحاد حسن و عشق
آتش گل کا زبانہ ہی زبان عندلیب

رنگ لائی باغ میں صرصر ہماری آہ کی
گل چمن میں اوڑتی پھرتی ہیں بلباس عندلیب

جان تازہ آئی حسن یوسف گل دیکھکر
کم زلیخا سے نہیں بخت جوان عندلیب

شاخ گلبن سے ابھی صیاد لٹکا تا قفس
صاحب تاثیر اگر ہوتی فغان عندلیب

چاہتا ہی باغبان یہ اتحاد حسن و عشق
نکہت گل ہو جو نکلے تن سے جان عندلیب

خانۂ صیاد سے اب اوڑ کے جا سکتے نہیں
تھا کبھی صحن چمن میں آشیان عندلیب

ہی اگر قصد سفر ہم عاشقوں کو ساتھ لو
یوسف گل کو ہی لازم کاروان عندلیب

حال پر عاشق کی ہوتی مہربان معشوق اگر
پوچھتا دامن سے گل اشک روان عندلیب

شاخ گل پر آشیان ہے نہ بھی دی ای باغبان
کچھ نہو گا بار مشت استخوان عندلیب

گل نہیں رکھتے ہیں جو گوش حق شنو پردہ دار
ساکنان عرش سنتے ہیں فغان عندلیب

وصف لکھا ہی جو مینی اوس گل رخسار کا
نغمہ پیرا ہی قلم میرا بسان عندلیب

خرمن گل جل کی خاکستر ہوا ای واسطی
برق تھی یا نالۂ آتش فشان عندلیب

طاقت آجائی جوان ہو جو پیئی پیر شراب
ساقیا رکھتی ہے خاصیت اکسیر شراب

ہجر ساقی میں تنفر ہی یہ مہجواری سی
خون مرا ہو جو کھنچے صورت شمشیر شراب

پوچھیے زہد کا باعث تو تمہید سستی سے ہے
کیا کریں ہم نہیں ملتی کسی تدبیر شراب

ساقیا ہون وہ مرقع مین جہان کی مے‌کش
دی خدا نطق تو مانگی مری تصویر شراب

نشہ مین یاد جو اوس مہر لقا کی آجائے
اور چمکائے مرا اختر تقدیر شراب

مست پیتے ہین تو مجروح جگر ہوتی ہین
ہجر ساقی مین ہی آب دم شمشیر شراب

کیا خجالت ہی کہ اوسکے لب میگون کے حضور
ہی سفید اپنی نظر مین صفت شیر شراب

آفتاب اسکو بجا سارا جہان کہتا ہے
ساقیا رکھتی ہے خورشید کی تنویر شراب

مے پیون ہجر مین ساقی تو ابھی جاؤن
صاف دکھلائی مجھے زہر کی تاثیر شراب

راز الفت کو مین افشا نکرون مستی مین
ڈر ہی مجھکو نکرے صاحب تقصیر شراب

واسطی سرخ ہین سب بادہ کشونکے چہرے
رنگ ہونے نہین دیتی کبھی تغییر شراب

ٹھہرون مجرم جو پیون مین کبھی اے یار شراب
جائی ساقی نکر ہی مجھکو گنہگار شراب

کثرت گل ہی اودہر غلبہ مستی ہی ادہر
فصل گل آئی ہی پیتے ہین میخوار شراب

ہی یہی دور تری نرگس میگون کا اگر
رمضان مین بھی بکی گی سر بازار شراب

مے پیون فرقت ساقی مین تو ٹکڑے ہو جگر
کم نہین آب دم تیغ سے زنہار شراب

کسطرح اس سے مین حیران ہون کہ غم کہتا ہے
نہ تو دشنہ ہی نہ خنجر ہی نہ تلوار شراب

جسجگہ نرگس میگون ہی تری بادہ فروش
مول جی بیچ کی لیتے ہین خریدار شراب

فکر اسباب نہ گھر بار کا رہتا ہی خیال
ہر گرانبار کو کرتی ہی سبکبار شراب

منہ لگاتے ہی ہوئی ہم نہ رہا دم باقی
تھی مگر فرقت ساقی مین کف مار شراب

ہی متاع خرد و ہوش نہ جنس دل و دین
لوٹ کر لیگئی بازار کا بازار شراب

ہون وہ میخوار کہ ساقی ہے مری نظرون مین
گل شاداب قدح شبنم گلزار شراب

پیک یون پان کی ہے اوسکے گلی سے ظاہر
جسطرح شیشہ بلور مین گلنار شراب

مست ہون ساقی کوثر کی مے الفت سے
بہر مستی نہین ساقی مجھے درکار شراب

کشتی مَی کو نہ کسطرح کہوں کشتی نوحؑ
بحر اندوہ سے کرتی ہی جو مجھے پار شراب

واسطی موسم گل مین ہی دو رنگی ظاہر
سب کو گل دیدۂ نرگس مین ہی خار شراب

انداز سخن خوب چلن خوب ادا خوب
جو بات تمھاری ہی وہ ہی نام خدا خوب

دل پیستے ہو زیر قدم مثل حنا خوب
پیدا کیے ہین طرفہ چلن آپ نے کیا خوب

آیینہ بنایا ہی مجھے تحیر جہان مین
ہر شکل برابر ہی مجھے زشت ہو یا خوب

مجھکو تو محبت ہے یہ بت جانین نہ جانین
آگاہ ہی احوال سے بندہ کی خدا خوب

یہ شہر حقیقت مین ہی اللہ کی قدرت
ہی ایک سے اک اسمین بت ماہ لقا خوب

آخر یہ دیا حکم کہ اللہ پہ چھوڑو
کی درد محبت کی طبیبون نے دوا خوب

گلشن مین تو آئے ہین اگر جی نہین لگتا
کنج خانۂ صیاد کی تھی آب و ہوا خوب

دعوی ہی تری ابروی خمدار سے اوسکو
کسطرح مہ نو نہ ہوا انگشت نما خوب

منہ چاند سا دکھلا کے ہمین ہالہ بنایا
ای غیرت مہتاب یہ تمنے نہ کیا خوب

اس قافلہ مین کیا ہی کوئی یوسف گلرو
ہی نغمۂ بلبل سے بھی آواز درا خوب

ای واسطی اوس ترک سا دیکھا نہین ظالم
مرنے پہ مری لاش کو تشہیر کیا خوب

صدمی اوٹھا اوٹھا کے ہوئین ناتوان بہت
تھوڑے سے بھی تیری ظلم ہین ای آسمان بہت

سر پر ہمارے کوہ الم ہی گران بہت
ہر چند مثل کاہ ہین ہم ناتوان بہت

یاران سر فروش مین ہوتی ہین ہم سبک
ای تیغ یار ہم سے نہ ہو سرگران بہت

بیوجہ بات بات مین دیتے ہو گالیان
بگڑی ہوئی ہی آپ کی صاحب زبان بہت

زاہد کو اسقدر اگر انکار ہے تو ہو
ایسے مرید حضرت پیر مغان بہت

اب چند روز کنج قناعت مین بیٹھیے
حرص جہا مین عمر ہوئی رائگان بہت

اسو جہ سے کہ سر پہ چڑھایا ہی آپ نے
بل کر رہا ہے گیسوئے عنبر فشان بہت

پہونچونگا دم مین قید سے پاؤن تو نکلے
کنج قفس سے دور نہین آشیان بہت

ایسے پڑے ہین دور سنین گی نہ ہم صدا
چلا رہا ہی کیون جرس کاروان بہت

کسکو تمھارا مطلع ابرو نہین پسند
اچھا کلام چاہتے ہین قدردان بہت

درپیش ایکدن ہی خموشی کا مرحلہ
ہر بے زبان سے بڑھ کر نہ بولا ہو زبان بہت

ای فتنہ گر نہ تیغ ابھی کر نیام مین
مقتل مین لوٹتے ہین پڑے نیمجان بہت

دیتے نہین ہو بوسہ ہمین ایک بھی کبھی
دل بھی تمھارا تنگ ہے مثل دہان بہت

کیا مجھ خمیدہ قد کا رسا تیر آہ ہو
کم زور کھینچتے کھینچتے ہوئی ہی کمان بہت

پہونچے تو مرکے کوچۂ قاتل مین واسطی
درپیش ابھی ہین معرکۂ امتحان بہت

جس صبح اوٹھون آئے نظر یار کی صورت
یارب نہ دکھانا مجھے اغیار کی صورت

چھپتی ہی نہین صاحب آزار کی صورت
دو دن مین بدل جاتی ہی بیمار کی صورت

زنہار تواضع پہ نجا اہل جہان کے
جھکتے ہین یہ مکار تو تلوار کی صورت

مدت سے جو ہین خانۂ صیاد مین ہم قید
ہے گل کی ہمین یاد نہ گلزار کی صورت

یوسف ہی مرا یار مگر پردہ نشین ہے
اب تک تو نہین دیکھی ہی بازار کی صورت

مرغوب ہی نقطہ دہن یار کا ایسا
ہم گرد سیہ پھرا کرتے ہین پرکار کی صورت

بلبل کی طرح شیفتہ باغ نہین مین
گل مجھسے خجالت کرتی ہین کیون خار کی صورت

ششدر رہون جدائی مین گھر دیکھکے خالی
ہیجس نے بدن صورت دیوار کی صورت

مجروح کرے ترک فلک کو تو عجب کیا
نالہ مرا بندوق ہوا وار کی صورت

ہی عفو خطا شرط کہ ہم سامنے تیرے
ڈرتے ہوئے آتے ہین گنہگار کی صورت

کیا جام مین تھا عکس فگن گیسوئے ساقی
می ہوگئی قاتل جو کف مار کی صورت

غمگین ہو نہیں ایسا مجھے نفرت ہے ہنسی سے
دیکھی نہ کبھی قہقہہ دیوار کی صورت

ثابت تھا جو گھر میں صفت کوکب ثابت
سیار ہے وہ کوکب سیار کی صورت

یہ دل میں مرے رہ گئی حسرت کہ شب وصل
لپٹا نہ گلے سے ترے میں ہار کی صورت

اے واسطی اغیار بہت چڑھتے ہیں منہ پر
دم بھر میں بگڑ جائیگی دو چار کی صورت

وہ دل کہاں کہ جسمیں رہے آرزوئے دوست
اور وہ زبان کہاں کہ کرے گفتگوئے دوست

کسطرح صحن باغ کو سمجھوں نہ کوئے دوست
پھولوں کو سونگھتا ہوں تو آتی ہے بوئے دوست

ہر دل میں رکھتے ہیں بھری آرزوئے دوست
سنتے ہیں ہر زبان سے ہم گفتگوئے دوست

لطف و غضب کا اوسکے نمونہ ہے ہر چمن
پھولوں میں بوئے دوست ہے کانٹوں میں خوئے دوست

مرغان خوش نوا جو چہکتے ہیں باغ میں
ہم جانتے ہیں کرتے ہیں یہ گفتگوئے دوست

بخت رسا دکھائے کبھی تو شب وصال
یارب ہمارے ہاتھ ہوں طوق گلوئے دوست

رضوان دکھائے خلد تو دیکھیں اک نظر
آنکھیں ہیں اپنی محو تماشائے روئے دوست

راہیں ہیں دونوں جائے جدھر چاہے ایک راہ
کعبہ مقام یار ہے بتخانہ کوئے دوست

غنچے چٹک رہے ہیں صبا سے جو باغ میں
کانوں کو آرہی ہے صدائے گلوئے دوست

رضوان کی بھی طلب ہے بتاتا کسطرح
گلزار خلد کو جو سمجھتا نہ کوئے دوست

سیر چمن سے کیوں نہ شگفتہ ہو اپنا دل
لائے ہیں رنگ یار کا ہے گل میں بوئے دوست

پیکان تیر یار کے لینے کو دل چلا
صادق وہ دوست ہے جو کرے آرزوئے دوست

سارے جہان سے نہیں کچھ کام واسطی
منہ ہے ہر رنگ قبلہ نما اپنا سوئے دوست

سنتے ہیں ہم وہ سنتے نہیں ہیں کسیکی بات
کیونکر نہ دل میں لگی رہے جی میں جی کی بات

اف ڈالتے ہیں بتوں کو بنایا ہے سنگدل
دل لیکے کوئی کرتے نہیں دلبری کی بات

تشبیہ سے جو پھول سے تمکو خفا نہو
انصاف شرط ہی کہ یہ ہے منصفی کی بات

ناخوش ہوئے تو کہنے لگے دیکے گالیان
مین جی مین خوش ہوا کہ یہ ہے شیرینی کی بات

بوسہ تو کچھ لیا نہین عارض کو چھو لیا
آزردہ آپ کیون ہوئے تھی دل لگی کی بات

گذری جو کچھ رقیب سیہ دل پہ کل وہان
ہی یہ خلاف وضع تمہین کیا کسی کی بات

بلبل کے درد دل پہ ہنسے خندہ زن ہین گل
رونے کا ہی مقام نہین یہ ہنسی کی بات

قاتل کو دار و گیر قیامت کی دی خبر
دشمن سے اپنے ہمنے کہی دوستی کی بات

اچھا نہین ہے صحبت بد مین یہ اختلاط
حق کہدیا ہی یاد رہے واسطی کی بات

نہین کیا کسقدر رہے دل خدا دوست
وظیفہ رات دن ہے اسکا یاد دوست

وہ عاشق دل ہے دشمن کا ہوا دوست
سنا اوسکی زبان سے بھی جو یاد دوست

خدا کو دوست رکھے کیون نہ بندہ
بہت بندہ کو رکھتا ہی خدا دوست

کہو تو غیر کے منہ پر بھی کہدین
نہین ہمسا تمہارا دوسرا دوست

نہین ہے کوئی زیر خاک اپنا
لحد تک ساتھ ہین سب آشنا دوست

جو اوسکا ہے عدو میرا عدو ہے
جو اوسکا دوست ہی ہے وہ مرا دوست

ہوئے مفلس ہوا دشمن زمانہ
ہوئے منعم زمانہ ہو گیا دوست

کرین ہر روز ہم دربار اوسکا
کوئی سلطان جو بنجائے گدا دوست

طریق نیک سے ہے عاجز نوازی
نہ رکھے کاہ کو کیون کہربا دوست

قضا بھی الامان کہکر ہو بیدم
جو آئے کھینچکر تیغ ادا دوست

بلند و پست عالم ہے مرے گھر
کہ دل بیٹھا جو پہلو سے اوٹھا دوست

بن آئی واسطی اعدا کی کیسی
نصیب دشمنان گر ہو خفا دوست

شمع اجل جلائے گی پروانہ حیات
اک خواب ہی جو سنتے ہیں افسانہ حیات

جب دور خاک عشق سے ہو دانہ حیات
پھر کیا ہے ذکر سبزہ بیگانہ حیات

ساقی نے جب تپاک کے بھرا ساغر شراب
لبریز ہوگیا مرا پیمانہ حیات

اچھا ہوا کہ سوز محبت سے دل جلا
محتاج تھا چراغ کا کاشانہ حیات

ہے آسیای چرخ کی گردش اگر یہی
پیسے گی ایک روز مرا دانہ حیات

آئے اگر ہوا سے اجل ہوگا چور چور
نازک حباب سے ہے یہ پیمانہ حیات

الفت میں ان بتوں کے ہوئی صرف زندگی
بتخانہ بنگیا ہے مرا خانہ حیات

کہتے ہیں نیستی جسے ایسا وہ باغ ہے
ہے دور جس سے سبزہ بیگانہ حیات

دکھلاتے جب چمک کر وہ خنجر ضیای شمع
کیونکر نہ جل کے خاک ہو پروانہ حیات

ہمکو بھی دیگا ساقی دوران شراب عیش
ہم بھی ہیں ایک میکش میخانہ حیات

اس میکدے میں ہوگا لبالب جو جام عیش
لبریز ہو تو ہو کبھی پیمانہ حیات

دو دن کی زندگی پہ تکبر یہ واسطی
بھر دینگے آب مرگ سے پیمانہ حیات

مجھ مشت پر سے ہی جو خفا ہے باغبان عبث
ظالم اوجاڑتا ہے مرا آشیان عبث

سو بار آزما چکے الفت میں ہمکو تم
پھر بار بار کرتے ہو کیوں امتحان عبث

سر پر فلک ہے چتر زمین فرش زیر پا
بستر کی جستجو طلب سائبان عبث

ہم دیکھتے ہیں اوسکو یہاں ہر مکان میں
کیوں جستجو میں جائیے بالا مکان عبث

کافی ہے اک نگاہ مرے قتل کے لیے
کرتے ہو تیز خنجر و تیغ و سنان عبث

چکر میں ہوں زمانی کی گردش سے آپ میں
کیوں پھر رہا ہے سر پہ مرے آسمان عبث

ہر جام بادہ ساغر آب حیات ہے
رندو نہیں ہے خدمت پیر مغان عبث

ظاہر ہے چار پردوں سے خورشید کی ضیا
پردہ ہی ہے آپکا یہ مہربان عبث

کیا کام آئے قد خمیدہ بغیر آہ
اندیشہ ہے خبر نہ کسی راہزن کو ہو
ترکش مین تیر کی ہے جگہ بے گمان عبث
چلّا رہا ہے کیون جرس کاروان عبث

صبح و مسا وظیفہ نہین جسکو نام یار
ای واسطی ہے اوسکے دہن مین زبان عبث

دکھا چہرہ بے پردہ جانی عبث
سناتا ہے کیون لن ترانی عبث

جہان مین کوئی سننے والا نہین
کہون کیا مین اپنی کہانی عبث

کسی روز پیری ہے اور عاجزی
جوانو ہے کبر جوانی عبث

چھپا نکتہ دانون سے بھی وہ دہن
ہوا دعوی نکتہ دانی عبث

محبت ہے وہ جسمین باطن ہو صاف
یہ ظاہر کی ہے مہربانی عبث

کبھی کھنچ سکے گی نہ اوسکی شبیہ
تردد مین بیٹھا ہے مانی عبث

مجھے نشہ بادۂ عشق سے ہے
پیون کیون مے ارغوانی عبث

خدا سے ڈرو پاؤن پڑتے ہین ہم
بتو تمسے ہے سرگرانی عبث

کھنچے جاتے ہین آپ ہم سوی گور
نکر زور اے ناتوانی عبث

فقط آمد و رفت ہے واسطی
دو روزہ ہے یہ زندگانی عبث

تنگ ہے یار جسکو اوسکی نازکی مین گل سے بحث
زلف اوسکی کہتی ہے کیا پیچ سنبل سے بحث

صاف ظاہر ہے خموشی ہے جواب جاہلان
کون کرنے جائے صحن باغ مین بلبل سے بحث

کیا ہے دربان کی حقیقت یار سے گر ہے ہمین
جزو کی پروا نہین ہے نظر ہے کل سے بحث

بادۂ عرفان کی کیفیت جو حاصل ہو تجھے
شیشہ ہی سے کرے دل آنکھ جام مل سے بحث

غیر خاموشی نہین کچھ سوز یا مین ہین تو کیا
کر نہین سکتا سر موشانہ اوس کاکل سے بحث

ہین وہ جادوگر تری آنکھین کہ افسانہ ہے قول
بات اک بیکار سی ہے ساحر بابل سے بحث

طوطی خامہ ہے جو شکر فشان اے واسطی
آج ہے منظور اسکو بلبل آمل سے بحث ٭

آیا ہے میرے گھر مین جو وہ گلعذار آج
کیسی بدل گئی ہے خزان سی بہار آج
جوبن دکھا رہی ہی نسیم بہار آج
دریا پہ کھیلنے لطف کا شکار آج
کرتا ہے میرے دیدۂ گریان سے سامنا
کھل جائیگی حقیقت ابر بہار آج
شاید کہ کوئی عاشق غمناک مر گیا
کوچے مین اوسکے تازہ بنا ہے مزار آج
وہ کام کر کہ جسمین ہو کل تیری مغفرت
اے بندۂ خدا ہے تجھے اختیار آج
کتنے ہین صید کر کو وہ عاشق کا مرغ دل
برسون کے بعد ہاتھ لگا ہی شکار آج
غازہ کسی کے خون کا تمنے ملا ہے کیا
کیسا چمک رہا ہے تمھارا عذار آج
تم بھی تو آؤ بام پہ اے رشک ماہ و مہر
خورشید و ماہ کا ہے فلک پر مدار آج

ہے نشہ اوسکو حسن جوانی کا واسطی
سنتا ہے کب کسیکی وہ غفلت شعار آج

جاتے ہین کوی یار مین ہم بار بار آج
کل سے بھی کچھ سوا ہی ہمین اضطرار آج
کل سے بجھی ہی سیاہ شب انتظار آج
دیکھین کہ کیا گزرتی ہے پروردگار آج
آئیگا چھپ کے قبر پہ وہ گلعذار آج
گل کر دے اے نسیم چراغ مزار آج
اک بھیڑ کوی یار سے ہی میرے گھر تلک
شاید ادھر بھی آئے گا وہ شہسوار آج
برباد تھی خراب تھی کل تک جو سرزمین
بن بن گئے ہین قصر وہان زرنگار آج
نالہ کسیکے دل سے الٰہی نکل گیا
ہر سمت چھلک رہے ہین چشمے شہر و دیار آج
ساری کدورتین ہے مرا شکون نے دور کین
ذرہ بھی اوسکے دل مین نہین ہے غبار آج
کیا انقلاب ہی کہ جو تھی صاحب نشان
باقی نہین ہے اونکا نشان مزار آج
یارب یہ کسنے باغ مین کی آکے سرکشی
کچھ جاڑ گئے ہین سرو لب جویبار آج

گل تک تو انہی آنکھو نسے بہتی تھین ندّیان
کیا ہی جو تر نہین مژہ اشکبار آج

گھر مین ہمارے وہ صنم آیا ہی واسطے
ہم دیکھتے ہین قدرت پروردگار آج

کیونکر طبیب سے ہو اس آزار کا علاج
عیسی نکر سکے ترے بیمار کا علاج

سیکھا ہی علم طب وہ ہوئے ہین نئے طبیب
کرتے ہین پانچ سات کا دو چار کا علاج

ممکن نہین کہ کوئی مداوا اثر کرے
آخر کو مرگ ہی ترے بیمار کا علاج

ای گل مریض ہین تری آنکھونکے لا دوا
کرتا ہی کون نرگس بیمار کا علاج

پیری مین ست گئین وہ جوانی کی گرمیان
کافور سرد تھا مرض حار کا علاج

آزردہ ہو کے ہمین نکلوائین یار نے
یہ تھا ہماری حسرت دیدار کا علاج

دین کیا کلام بے سروپا کا جواب ہم
ہے خامشی جہالت اغیار کا علاج

کب وہ طبیب پوچھتے ہین مفلسونکا حال
کرتے ہین دل لگا کے جو زردار کا علاج

مشکل ہے صحت دل پرداغ واسطے
آسان ہے داغ لالۂ کہسار کا علاج

تیر ہی مژگان قاتل تیر کی کیا احتیاج
تیغ ابرو کم نہین شمشیر کی کیا احتیاج

ہاتھ اوٹھائین جب دعا کو سیم و زر گوہر ہون
خاکسارون کو تری اکسیر کی کیا احتیاج

میرے چہرے سے ہی ظاہر صاف میرے دل کا درد
سامنے اوس شوخ کے تقریر کی کیا احتیاج

یہ تجلی کافی ہی مرے تسکین دل کے واسطے
سادہ کاغذ بھیجدو تحریر کی کیا احتیاج

ہے تصور یار کا ہر وقت میرے سامنے
ای مصور ہی مجھے تصویر کی کیا احتیاج

جی مین ہی اوس تک [illegible] تو پہونچون نامہ بر
سب اوسے معلوم ہی تحریر کی کیا احتیاج

تتبع اغیار ہین کیون مجھکو [illegible]
اس مرقع مین مری تصویر کی کیا احتیاج

آشکار تو نے بارادہ فن کا اب حکم دے
ہو چکا مشہور مین تشہیر کی کیا احتیاج

تخت تختہ خاک کا داغ جنون ہی تاج سر — دشت کا مالک ہون نہین جاگیر کی کیا احتیاج
جو پھنسا ہی زلف مین اوسکو عبث کرتی ہو صید — آبلے دیوانون کو زنجیر کی کیا احتیاج
سر پہ روشن دل نہین لیتی کبھی احسان غیر — رکھتی ہے شمع قمر گلگیر کی کیا احتیاج
ہون مریض عشق مین جا کر طبیبون سی کہو — چھوڑدو تقدیر پر تدبیر کی کیا احتیاج
اک نگاہ تیز کافی ہی ہمارے قتل کو — ذبح ہوجاتے نگہ سے ہم شمشیر کی کیا احتیاج
غفلت آخر ایکدن لیجائیگی سوے عدم — ہے ہمارے خواب کو تعبیر کی کیا احتیاج
کر سکیگا کیا کوئی تعریف حسن یار کی — مصحف رخسار کو تفسیر کی کیا احتیاج

صبح تک بیدار رہتا ہون نہین ہر شب واسطی
میرے دروازے کو ہی زنجیر کی کیا احتیاج

ہزار شکر جہان سے ہی اپنی رخصت آج — تعلقات جہان سے ملی فراغت آج
زبان یار پہ آئی مری شکایت آج — ہزار شکر کہ یون کھل گئی محبت آج
وہ یاد آتی ہے تا صبح تیری صحبت آج — نہ دیتے دل تو اوٹھاتی کیون یہ مصیبت آج
دکھاکے چہرہ در اشک سے بھرا دامن — ملی ہے ہمکو یہ دولت تری بدولت آج
بڑے مزے سے مری استخوان کو کھاتا ہی — ہما کو ہاتھ لگی ہے عجیب نعمت آج
مریض عشق کی اتنی خبر نہین تمکو — زیادہ گل سے بھی ہی غیر اوسکی حالت آج
یہ خط سبز کو اوس رخ پہ دیکھکے سمجھے — جناب خضر کی حاصل ہوئی زیارت آج
برنگ شمع کھلے سر وہ بزم مین آئے — جلائے کیون نہ مجھے پروانہ سان غیرت آج
چلے جہان سے جھگڑا ہی مٹ گیا سارا — کہو وہ شمع مین آجائین پھر نہ خجلت آج
وہ دم پہ چڑھ گئے میرے تو ہنسکے کہنے لگے — جہان مین آپکی ہی ذات ہی غنیمت آج
گذر گئی شب وصلت وہ گھر کو جاتے ہین — دلا ہی جان سے بچنے کی کون صورت آج
او داس خانۂ زندان ہی جب نگہبان ہین — لئے لیچلی ہے ہمین سوی دشت وحشت آج

چراغ جام کو کر جلد ساقیا روشن
اوٹھی ہے کالی گھٹا چھا گئی ہے ظلمت آج

جو ہمنے اونکے بلانے کو آدمی بھیجا
کہا نہ آئینگے کہنا نہیں ہے فرصت آج

اوٹھے ہین دیکھیے منہ ایک خوبصورت کا
یقین ہے روز کٹے کا بعیش و عشرت آج

ندیکھے ایک ہین دو واسطی گنے لاکھون
کھلی ہے کثرت تحقیق سے یہ وحدت آج

جب کوئی کہتا ہے ہمسے کونسا ہے خوب گنج
ہم تو ہین عاشق طبیعت کہتے ہین محبوب گنج

آمد آمد دیر سے اوس غیرت یوسف کی ہے
کشور دل مین بسایا چاہیے یعقوب گنج

ای حریصو جمع مال و زر سے توبہ چاہیے
صورت قارون نہ تملو بھی کرے مغضوب گنج

دیکھ لیتے ہین تو اوسکو جانتے ہین سر کا گنج
کسقدر تیرے فقیرونکو ہے نا مرغوب گنج

ہیچ ہے نام نیک ہر اقبالمندی کی دلیل
واسطی تم بھی بتاؤ کوئی خوش اسلوب گنج

شام ہی ہر صبح آخر دہر مین ہر شام صبح
شام ہجران بھی کریگی گردش ایام صبح

فیض تو دیکھو ذرا انور کف پر نور کا
ہاتھ مین لیتے ہی ہوتی ہے جہان کی شام صبح

رات دن ایام ہجران مین برابر ہین سیاہ
شب گذرتی ہے تو ہوتی ہے براے نام صبح

آفتابہ بنکے آتا ہے فلک سے آفتاب
غسل کو جاتا ہے جب وہ جانب حمام صبح

صبح شام اکجا ہے دیکھو تو کرامت حسن کی
شام ہے وہ زلف مشکین وہ رخ گلفام صبح

بھولی آنکھین جنکی ہین اونکو کب آتی ہے تمیز
شام پہچانے نہ جانے دیدۂ بادام صبح

کر جوانی مین ذرا محنت کہ پیری مین ہو عیش
جاگتے ہین شب کو جو کرتے ہین وہ آرام صبح

ہین وہ میکش دیکھکر خورشید کو سمجھے ہین ہم
بادۂ گلگون ہے ساقی نے بھرا ہے جام صبح

خانۂ صیاد مین اوقات کرتے ہین بسر
شام ہوتی ہے قفس مین ہمکو زیر دام صبح

موسم پیری مین انسان کو تواضع چاہیے
جھککے پڑھتے ہین نمازین جب صبا اسلام صبح

جانتا ہون ہی جواب خط کا مجھکو انتظار
واسطی قاصد خدا چاہے تو آئے شام صبح

خزان کا خوف کہان ہی عجب بہار مین روح
بسی ہی جا کے کسی گلبدن کے ہار مین روح

رہی جو کشمکش غم سے انتشار مین روح
تو جا کے بیٹھہ رہی خلد کوے یار مین روح

ہوا ہی گیسو و رخ مین کہان کہان پہرے
حلب مین صبحکو تہی شام کو تتار مین روح

امید فاتحہ خوانی جو اون سے تہی پس مرگ
قریب لاش کے بیٹھی رہی مزار مین روح

دکہا کے آنکہہ یہ ساقی نی کردیا بی لطف
کہ اب ہیگی قیامت تلک خمار مین روح

قضا کے ہاتھہ سے بچنا محال ہے اسکا
ہزار جا کے چھپے آہنی حصار مین روح

ملے گا خاک مین تن ہو کے یہ ہوا اک دن
نہ اختیار مین تن ہے نہ اختیار مین روح

کسیکا ساتھہ مصیبت مین کون دیتا ہے
بدن کے ساتھہ ہوئی دفن کب مزار مین روح

یقین ہے خاک لحد مین اوگاکرے نرگس
نکل گئی ہی مری عین انتظار مین روح

گئی چمن مین بیابان مین کوہ و دریا مین
کہان کہان پہری جست و جوی یار مین روح

قفس کو لائے جو اک بار باغ مین صیاد
کبہی سمائے نہ پہولے تن ہزار مین روح

کیا خیال بہت واسطے نے پر نہ کہلا
نکل کے جسم سے جاتی ہی کس دیار مین روح

بوسہ رخ جو لیا زلف پریشان کی طرح
پہیر لی آنکہہ مرے یار نے مژگان کیطرح

ہون وہ برگشتہ مقدر کہ قدم سے میرے
چرخ کرتی ہی زمین گنبد گردان کیطرح

جوش وحشت مین جو مجہسے وہ پریرو ہو جدا
چاک ہو جای جگر کیون نہ گریبان کیطرح

غرق دریای فنا ہوا ابہی سارا عالم
تیغ قاتل جو اوٹہے نوح کے طوفان کیطرح

ٹہکیو نہین مجہے ہر دم یہ اوڑاتا کیسا
ابی پری بیٹہہ مرے پاس تو انسان کیطرح

وصف مین کس حسین حسن کا کرتا ہون رقم
کہ چہکتا ہی قلم مرغ خوش الحان کیطرح

اکی ہری

ای پری ہاتھہ جو آئی ہے تری انگشت
میرا تابع ہی زمانہ ہی سلیمان کیطرح

ہجر جانان مین مجھے خاک خوش آئی گلگشت
تنگ ہے صحن چمن جاے زندان کیطرح

صورت موج جو چلتی ہی تری تیغ اوپر کی
سر برستی ہین تن خلق سی باران کیطرح

کیا ادب ہی کہ کیا پہلے وضو شکون سے
پھر چھوا یار کے رخسار کو قرآن کیطرح

تیغ قاتل کا ہی مشتاق گلا مدت سے
کاش آکر وہ لپٹ جای گریبان کیطرح

ساتھہ ہی اوج کی قسمت نے ہمین پست کیا
جب اوٹھے بیٹھہ گئے گرد بیابان کیطرح

کیا تجھے منہدی لگانیکی ہی حاجت ای گل
ہاتھہ گلرنگ ہین خود پنجہ مرجان کیطرح

بار ہا موسم گل باغ جہان مین آیا
غنچہ دل نہ کھلا غنچہ پیکان کیطرح

واسطی چین نہوتا ہی نہ جاتا ہی فراق
غم مرے دل سی نکلتا نہین ارمان کیطرح

کیا ہو پسند ہجر بت سیمبر مین صبح
تاریک مثل شام ہی اپنی نظر مین صبح

فرقت مین آفتاب کی پہیلی نہین کرن
نشتر چبہو رہی ہی ہمارے جگر مین صبح

دیکھی ہی ہمنے گردن محبوب کی بیاض
ای چرخ کیا جچرگی ہماری نظر مین صبح

کس مہر سے جدا ہین کہ ظلمات کیطرح
جز شام تیرگی سی نہین اپنی گھر مین صبح

دیکھا ہی غیر ہجر وطن مین جو میرا حال
پیدا ہوئی ہی چاک گریبان سفر مین صبح

کس کام کا فروغ جو باقی نہو حیات
بشکل اجل ہی دیدہ شمع سحر مین صبح

ای مہر ہ ذرہ پہ تری جوہری کیطرح
یاقوت جھرلاتی ہی رکھکر کمر مین صبح

مدت ہوئی بلاتے بلاتے شب فراق
آتی نہین ہی جای آلہی سقر مین صبح

جس شام کو ارادہ کیا کوے یار کا
کچہ رات سی چلے کہ ہوئی رہگذر مین صبح

آخر شب وصال ہی کھٹکا ہے موت کا
اٹہے ہی ایک نالہ مرغ سحر مین صبح

یہ خوفناک میرے سیہ خانے سے ہوئی
بیٹھی سمٹ کے حلقہ بیرون در مین صبح

جس شام کو کہ قصد زیارت ہو واسطی
یارب ہو ہمکو روضۂ خیر البشر مین صبح

کب مثلِ لعلِ یار ہے لعلِ مذاب سرخ
پرتو سے جسکے آب ہے مثلِ شراب سرخ

اوٹھتے مزہ پلاتے جو ساقی شراب سرخ
آتش پہ پختہ ہوکے ہوئی ہین کباب سرخ

مہندی لگا کے دہوئی ہین دریا مین گسنی ہاتھ
یاقوت کا پیالہ ہی ہوکر حباب سرخ

گلگشت کو جو یاد رخِ یار مین گئے
پہولون مین ہمنے پھول کیے انتخاب سرخ

حیران ہون چہرہ ہوتا ہی پیری مین کیون سفید
ہی وقت صبح رنگِ رخِ آفتاب سرخ

سمجھے شفق کو چرخ پہ مستی مین دیکھکر
مینا ہی نیلگون مین بھری ہی شراب سرخ

کشتہ ہون اوسکے دست نگارین کا ہے یقین
ہنگام حشر ہو مری فردِ حساب سرخ

تاثیر دیکھنا رخِ گلرنگ یار کی
ہی برگ گل کیطرح سے رنگِ نقاب سرخ

اوسکے گلے سے پان کی سرخی ہے یون عیان
ہو شیشہ بلوری مین جیسے شراب سرخ

حاضر لہو ہے زخمِ شہیدانِ عشق کا
مہندی سی ہاتھ پاؤن کرین کیون جناب سرخ

باقی رہے نشانِ شہادت تہِ زمین
کردو مرے کفن کو چھڑک کر شہاب سرخ

وہ گل کرے جو ترک نہانے کو خندہ رو
دریا مین وقتِ رونے ہو چشمِ حباب سرخ

خونِ جگر سے ہمنے لکھی ہی کتابِ عشق
ہی فصل فصل شرح بیان باب باب سرخ

رنگِ پسر خلافِ پدر ہو تو کیا عجب
دیکھو کہ مثلِ گل نہین ہوتا گلاب سرخ

کس گل کا وقت خواب تصور ہے واسطی
آنکھونکے پردے ہین مع رگہائے خواب سرخ

شمع یمن ہی وہ رخ برقِ تجلی ہی وہ رخ
قدرتِ خالقِ عالم کا تماشا ہے وہ رخ

مثلِ پروانہ وہان شیخ نظر جلتے ہین
شمع کیطرح جہان انجمن آرا ہے وہ رخ

حسن کو اوسکے پہونچتا ہی کہان کوئی حسین
مہر سی ماہ سی رتبہ مین دوبالا ہے وہ رخ

منکرون سحر یہ کہو چشم بصیرت کھولین
حسن اعجاز نما ہے ید بیضا ہے وہ رخ

منہ ہے آئینہ کا دعوی جو صفائی کا کرے
دل عارف سہی کہین بڑھ کے مصفّا ہو وہ رخ

سحر عید ہے ارباب نظر کے حق مین
صبح نوروز پئے دیدۂ بینا ہے وہ رخ

مثل موسی ہو نہ کیون دیکھ کے غش ایک جہان
شعلۂ طور کا دیکھو تو تمثّے ہے وہ رخ

ظلمت بخت کہان اب کہ ہوئی وصل کی شب
قمر ہالۂ آغوش تمنّا ہے وہ رخ

پردۂ ابر مین چھپتا ہی کہین مہر کا نور
جلوہ گر صاف تہ زلف چلیپا ہے وہ رخ

جو ترقی سے ہے کہان حسن جوانی کو زوال
خط نکلنے پہ فریبندۂ دلہا ہے وہ رخ

ہو کے بے پردہ کیا مردہ دلون کو زندہ
لب جان بخش کے مانند مسیحا ہے وہ رخ

ایک رنگ آتا ہی اک جاتا ہی میرے آگے
پیش ازین گل تھا مگر اب گل رعنا ہے وہ رخ

کھیلتا ہے کبھی شطرنج تو اللہ رے کجی
مات فرزین کو بھی کرتا ہوا چلتا ہے وہ رخ

واسطی خوف معلم سہی جو مکتب مین ہو زرد
ہم یہ کہتے ہین کہ قرآن مطلّا ہے وہ رخ

مہتابی اوس مکان کی ہی کسقدر بلند
ایسا نہین ہی چرخ پہ برج قمر بلند

جلسا وہ سرو قامت موزون ہی سر بلند
ایسا نہین ہے باغ مین کوئی شجر بلند

نظارہ ہو تو یار سے کے قد بلند کا
انسان کو ہی ضرور کہ رکھے نظر بلند

معمار گرشتۂ عشق کرنے لگا سے مجھے
دیوار مقبرے کی بھی ہو تا کمر بلند

کی ہے ازل سے گوشہ نشینی جو اختیار
عنقا کا نام خلق مین ہے کسقدر بلند

خنجر مرے گلے پہ شب وصل چل گیا
نعرہ ہوا اذان کا جو وقت سحر بلند

رفتار مور کی ہی کہ مجھ ناتوان کی چال
ہوتی نہین ہے راہ مین گرد سفر بلند

پاتین ہم اوسکا بوسۂ ابرو محال ہے
ہاتھ آئے کیا ثمر جو ہو شاخ شجر بلند

سمجھو ہوا پہ اسکو نہ ابر بہار تم
ہے دود آہ عاشق خستہ جگر بلند

ممکن نہین کہ دیکھہ سکے کوئی جہانک کر
روزن ترے مکان کا ہی ای قمر بلند

کیسا سپہر عرش معلے بہی پست ہے
کرسی مکان یار کی ہے کس قدر بلند

ظالم شب وصال ہے ہمکو نہ یون ستا
للہ کر صدا کو نہ مرغ سحر بلند

پستی زمین گور کی منعم ہے سامنے
مثل فلک مکان نہ تعمیر کر بلند

حافظ ہے آشیانہ بلبل کا اب خدا
ہی بوستان مین آتش گلہای تر بلند

منعم خدا سے دامن دولت قریب ہے
نادان دعا تو مانگ ذرا ہاتھ کر بلند

گل شاخ پر تو بلبل بے صبر نخل پر
مفلس سے کب ہے مرتبہ اہل زر بلند

لکھتا ہون وصف قامت جانان جو واسطی
مضمون مرے کلام مین ہے بیشتر بلند

خجلت سے تیرے آگے ہو رنگ چمن سفید
پہولون کے چہرے ہین صفت یاسمن سفید

زندون ہی کو پسند نہین پیرہن سفید
مردون کو بہی مزار مین دیکہا کفن سفید

مرتے ہی میرے خنجر سے ملنے لگے بس آپ
میلا نہین ہوا ہے ابہی تو کفن سفید

تشبیہ تیرے چہرۂ روشن سے خاک دین
ہم دیکہتے ہین شمع کا سارا بدن سفید

بیجا ہے تمکو حسن دو روزہ پہ ناز ہے
اک روز ہوگی زلف شکن در شکن سفید

ہیرا انہین پہ کہاتے ہین جو ہر شناس حسن
موتی سے دانت ہین جو میان دہن سفید

یارب تری کا کسکو یہ در پیش ہے سفر
ہین روتے روتے دیدۂ اہل وطن سفید

پیری مین مجہکو دی ہی یہ دولت سپہر نے
چاندی کے تار ہین مرے موئے بدن سفید

بجلی کیطرح لاش تڑپتی ہی بعد مرگ
ابر سفید ہے کہ ہمارا کفن سفید

اوس گلبدن کی رنگ بدن کا بیان ہو گیا
ہو جائے سرخ پہنے اگر پیرہن سفید

پہبتی کہی یہ دیکہ کے بالون مین اوسکی مانگ
ظلمات مین روان ہے یہ نہر لبن سفید

نفرت ہو کیون نہ ہجر مین گلگشت باغ سے
داغ سفید ہے یہ نہین یاسمن سفید

آئے شکار کو جو نہ دو روز بھی وہ ترک
ہو روتے روتے چشم غزال ختن سفید

شرمندہ ہو کے اوس لب لعلین سے واسطی
ہوتی ہی مثل آب شراب کہن سفید

وصف گیسو و دہن ہی اہی قمر طلعت پسند
ہو سخنگا فونکی طبیعت بہی ہی کیا دقت پسند

مرد بے پروا ہون مجھکو ہے فقیری کا مزا
ہین جو طامع اونکو دنیا کی رہی دولت پسند

صاف دل ہین اور پیرونکی نہین ہین ہم مرید
حضرت پیر مغان کی ہی ہمین خدمت پسند

دست فیض ایسا کہان ہے جس سے بیعت کیجیے
ساقیا دست سبو سے ہے ہمین بیعت پسند

چل کے کعبہ کو سوی بتخانہ پہر آتا ہے رو
اے پری پرو تیرے دیوانے کی ہی رجعت پسند

کعبے مین آئی نظر سب ہمکو معنی آشنا
بتکدے کے لوگ پائے ہمنے سب صورت پسند

کوئی کیا جانے کہ سوز عشق مین ہی کیا مزا
ہمیش وصال اورونکو ہمکو ہی غم فرقت پسند

دیکھکر میخانے مین پینے یہ زاہد سے کہا
کیا ہوئی پرہیزگاری تھی جو یا حضرت پسند

سایۂ شمشیر قاتل مین بہی دم لیتا نہین
تا نہ مجھکو بہی کوئی نادان کہے راحت پسند

آدمی کچھ ہو تو زیبا ہی اوسے نام آوری
بیسبب ہمکو تو عنقا کی نہین شہرت پسند

دل ہی باتین رفع سارا شور و شر قائم حواس
سارے عالم سے ہی ہمکو گوشۂ عزلت پسند

لقمۂ غم ہے گوارا ترک دعوت کا طعام
فرط غیرت سے ہے ہمکو رزق بیمنت پسند

مرتے مرتے خوب سوجھی دلکو اپنے واسطی
کوی جانان مین جگہہ کی ہی پئے تربت پسند

بیخود ہون حور کی ہی نہ مجھکو پری کی یاد
بھولا ہون دو جہان کو ہی اک اوسیکی یاد

ایسا خیال یار نے بیہوش کر دیا
کچھ اپنی یاد ہے نہ مجھے اب کسی کی یاد

دفتر علوم کے تو فراموش ہو گئے
ہمکو بس اک کتاب رہی عاشقی کی یاد

ٹھوکر لگائی آکے ہمارے مزار کو
بیداد گر کو چال رہی دشمنی کی یاد

بیخود ہون عشق مطلع ابرو مین اسقدر
ہندی کی ہے نہ بیت کوئی فارسی کی یاد

مرغان خوش نوا کی صدائین جو ہین بلند
کرتے ہین ہر سحر یہ چمن مین اوسی کی یاد

آتے نہین لحد پہ بھی وہ بہر فاتحہ
کرتا ہی بعد مرگ کوئی کب کسیکی یاد

سرگشتہ مثل سایۂ دیوانہ کیون نہون
رہتی ہے ابتو دلکو مرے اوس پریکی یاد

کاٹی تمام عمر غم ہجر یار مین
مرنے کے بعد خاک کرون زندگی کی یاد

رسوا کیا خراب کیا دربدر کیا
یادش بخیر کیا کرین دل کی بدیکی یاد

ملتا کوئی جلیس جو اونکا تو پوچھتے ✣
ہوتی ہی بزم عیش مین کچہ واسطے کی یاد

ہم ہین یون محبس فکر زن و فرزند مین بند
جیسے قیدی ہو کوئی قلعۂ دربند مین بند

ہمکو منظور کہ خط لکھکے کرین اوسکو تمام
شوق کہتا ہی ابھی اور لگا بند مین بند

عقل دی ہی جسے اللہ نے ہی صاحب فیض
کبھی رہتا نہین زر مشت خردمند مین بند

نطق شیرین پہ بہت ناز ہے طوطی کو مگر
وہ تو ہوتا ہے ترے ایک شکرخند مین بند

وصف مین اوس لب شیرین کی زبان کیا تو کہون
لب ہوئے جاتے ہین جوش مزۂ قند مین بند

یہ صفائی یہ لطافت کہین دیکھی نہ سنی
ہی زبان وصف رخ آئینہ مانند مین بند

عقل حیران ہے کہ یہ چاہ نہ زندان ہی کوئی
کیون خوشی آکی ہوئی اس دل خرسند مین بند

واسطی دختر رز کا نہ ٹھکانا پوچھو
کبھی شیشہ پہ پری رہتی ہی آوند مین بند

بازوے یار پر جو تھا تعویذ
وہ مرے قبر کا ہوا تعویذ

اوسنے ہمکو جواب نامہ لکھا
یا تپ ہجر کا لکھا تعویذ

کوئی بیمار عشق بچتا ہے
محض ہے بے فائدہ دعا تعویذ

مہر سے بھی سوا چمکتا ہے
تیری ہی جوتی کا مہ لقا تعویذ

واسطی شاید کہ آئے راہ پہ یار
بھیجیے روز اک نیا تعویذ

داغِ سودا یوں عیاں ہیں میرے جسمِ زار پر
نصب آئینے ہوں جیسے جابجا دیوار پر

مستِ اُلفت دیکھکر گیسو ترے رخسار پر
کہتے ہین ابرِ سیہ چھایا ہے یہ گلزار پر

صبح تک اے رشکِ عیسیٰ جان بچنے کی نہین
رات بھاری ہے جدائی کی ترے بیمار پر

داغ الفت نے دکھائین وہ آہ کیا نیرنگیان
ماہ گردون پر بنا لالہ ہوا کہسار پر

قید خانے سے نکل آئے جو دیوانے ترے
بیڑیون نے غل کیا ڈاکا پڑا بازار پر

کی ذرا بھی دیر قاتل نے تو شوقِ قتل مین
سر فروشون نے گلے رکھ رکھ دیے تلوار پر

خوف ہے پیرِ مغان کو وقتِ شب پھاندین نہ مست
بوتلون کے ٹکڑے ہین میخانے کی دیوار پر

زلف کی اُلفت سے مملو ہے ہمارا بال بال
ہاتھ اگر کھینچے تو رکھدین مصحفِ رخسار پر

ہٹ گیا پردہ جو اوسکے روئے آتش رنگ سے
گر پڑی بجلی چمک کر طالبِ دیدار پر

جسمِ خاکی پر ہین میرے داغِ سودا جلوہ گر
یا چراغان ہین دوالی مین کسی دیوار پر

مے مین جو گرمی ہے اے ساقی وہ آتش مین نہین
ہے بطے کو تفوق مرغِ آتش خوار پر

جب نہ استعداد ہو تعلیم ہے بیکار محض
بار ہر رکھواتا ہے کب کوئی کچی دیوار پر

جمع مسجد مین نمازی اسقدر ہوتے نہین
جسقدر مجمع ہے مستون کا درِ خمار پر

ناتوان ہون مین عبث درپے ہے میرا آسمان
آبلہ کہدو سمجھکر آنکھ ڈالے خار پر

واسطی آفت سرِ انسان پہ لاتا ہے دروغ
حق اگر کہتا تو کیون منصور کھچتا دار پر

جان دیتا ہے دلِ پُر داغ زلفِ یار پر
کیا تماشا ہے کہ ہے طاؤس عاشق مار پر

آسمان کیونکر نہ قربان ہو تری رفتار پر
طرّہ ہے یا پوشِ زرّین چھر کی دستار پر

چلتے ہین ہم راہِ عشقِ کاکل و قد گامزن
پانون رکھکر نیشِ عقرب پر زبانِ مار پر

نبض ساقط ہو چکی کیسی دوا کیسا علاج
اب اطبا ہاتھہ ملتے ہین ترے بیمار پر

بازوے نازک کو اے قاتل نہ دے تکلیف قتل
سرفروش آکر گلے رکھدینگے خود تلوار پر

جانب ابرو رہا کرتا ہے اون پلکون کا رخ
ہے تماشا تیر عاشق ہو گئے تلوار پر

کیون نہ بس جائین دل اہل تماشا باغ مین
کبک و طاوس ابتو چلتے ہین تری رفتار پر

بزم جانان مین نہین باقی ہین جب عشاق بار
نام لکھہ لکھہ کر چلے جاتے ہین اوس دیوار پر

یار کے کوچے مین کیا ہے خوف رکھو مین قدم
دیو کا مجھکو گمان ہے سایۂ دیوار پر

جانب گلشن اوڑا کر لے گئی اوسکو صبا
گر پڑی جا کر قفس سے جو مرے دو چار پر

ذائقہ ہے کیا مضامین مین کہ صوفی کیطرح
سننے والے وجد کرتے ہین مرے اشعار پر

اوس سہی قامت کی کاکل دیکھکر حیران ہوئین
آجتک دیکھا نہین سایہ سر اشجار پر

زلف سے بڑھ کر ترا خط سیہ دیتا ہے حسن
کیا تماشا ہے کہ آئے مور غالب مار پر

ہے تعجب میزبان پامال مہمانون کا ہو
پانوٴن ہر رہرو کا پڑتا ہے سر بازار پر

دیکھتا تھا دیدہ ہائے چاک سے رخسار یار
کسنے مرہم رکھدیا میرے دل افگار پر

غیر کے گھر اوسکا جانا عقل مین آتا نہین
واسطی تہمت ہے بالکل افترا ہے یار پر

یون گیا تنہا مجھے وہ راحت جان چھوڑ کر
جسم کو جاتی ہے جیسے روح انسان چھوڑ کر

رنج ہو کیونکر نہ مجھکو ہی جانان چھوڑ کر
بلبل شیدا کہان جائے گلستان چھوڑ کر

جاوٴن کیا سیر چمن کو کوے جانان چھوڑ کر
کب کوئی زندان کو جاتا ہے گلستان چھوڑ کر

وادی وحشت نے کیا کانٹو مین کھینچا ہے مجھے
کیا کہون کیسا مین پچھتاتا ہون زندان چھوڑ کر

تو وہ ہے سفاک اگر تلوار کھینچے میان سے
بھاگ جائین رستم و سہراب میدان چھوڑ کر

ابر کے پردے مین ہو خورشید خجالت سے نہان
آئے تن چہرے پر جو وہ زلف پریشان چھوڑ کر

وہ غنی ہون ہو گذر میرا جو قسمت گاہ مین
بوریائے فقر لون تخت سلیمان چھوڑ کر

کچھ بھی چالاکی اگر ہو تجھ مین ای دستِ جنون
اوسکا دامن گیر ہو میرا گریبان چھوڑ کر

تیرے کوچے کے تماشے کا تھا ایسا اشتیاق
آئے اس عالم مین آدم باغِ رضوان چھوڑ کر

دولت و حشمت اگر چاہے تو کر ترکِ وطن
ہو گئے یوسف عزیزِ مصر کنعان چھوڑ کر

کیا کریگا غم کنارہ اس دلِ پر داغ سے
جای پروانہ کہان سرو چراغان چھوڑ کر

جوشِ وحشت مین اگر سن لی کبھی نعرہ مرا
شیر بھاگے صورتِ آہو نیستان چھوڑ کر

کیا ہی دولت کا بھروسا جائینگے سب بادشاہ
سوے تربت سلطنت کا ساز و سامان چھوڑ کر

دنکو چمکایا اوٹھا کر عارضِ روشن سے زلف
رات کر دی رخ پہ گیسوے پریشان چھوڑ کر

بیکسی کو جای آسایش ملی ہی بس یہین
اب نجائینگے کہین گورِ غریبان چھوڑ کر

کب ہے راہِ شرع بے رہبر کہ ہین دو رہنما
واسطی احمد گئے ہین آل و قرآن چھوڑ کر

دنیا مین عیش و غم یہ ہی دار و مدارِ عمر
ہے ہجر و وصلِ یار خزان و بہارِ عمر

کیون رات دن رواں نہ ہو ہی شہسوارِ عمر
کرتا نہین قیام کہین راہوارِ عمر

ہستی سے کل ہین تا بعدم تین منزلین
اتنا ہے طفل و پیر و جوان کا شمارِ عمر

گھبرا گئے یہ پیر کہ باقی نہین حواس
اللہ رے درازی شبہاے تارِ عمر

دونون کا ایک تارِ نفس پر مدار ہے
کیا اعتمادِ زیست ہی کیا اعتبارِ عمر

نازان نہ تخت و تاج و علم پر ہون بادشاہ
مٹ جائینگے تمام یہ نقش و نگارِ عمر

مرنے کا ایکدن ہی ولادت کا ایکدن
کل پانچ دن زمانہ ناپایدارِ عمر

طولِ حیات ہے سبب کثرتِ گناہ
عاقل وہ ہین جو چاہتے ہین اختصارِ عمر

ای چشمِ تر سرشک کا ٹوٹے نہ سلسلہ
تسبیح چاہیے ہمین بہرِ شمارِ عمر

رخ کا کبھی رہا تو کبھی زلف کا خیال
دیکھا کیا مین گردشِ لیل و نہارِ عمر

جا گرم کرنے پاے نہ ہستی مین واسطی
کیا جلد بجھ گیا ہے چمک کر شرارِ عمر

دوست دیتے ہین اذیت مجھے دشمن ہوکر
راہبر لوٹتے ہین راہ مین رہزن ہوکر

قیدی الفت زلف بت پرفن ہوکر
شیخ بتخانے مین آیا ہے برہمن ہوکر

ہاتھ آتے نہین تم لاکھ کوئی سر مارے
دور رہتے ہو قریب رگ گردن ہوکر

روشنی کیسی شب ہجر کہ جگنو کی طرح
شمع ہر مرتبہ بجھ جاتی ہے روشن ہوکر

خوف جان کر جو موافق ہو زمانہ تجھسے
قہر ڈھائے گا یہ قصاب برہمن ہوکر

آتش دل پہ مین کیا اشک کا پانی چھڑکون
ہے یقین اور یہ بھڑکائے گا روغن ہوکر

کی مرے دل نے ضیا مہر کی پیدا تو کیا
ترے بازو سے نہ لپٹا کبھی جوشن ہوکر

چھا گیا صبح شب وصل یہ نالونکا دھوان
رہ گیا مہر چراغ تہ دامن ہوکر

فرش گل پہ نہ خرامان ہو کہ نازک ہے بہت
رگ گل پاؤن مین چبھ جائے نہ سوزن ہوکر

جسنے دیکھا تجھے حیرت سے وہ ای شاہسوار
جم رہا راہ مین نقش سم توسن ہوکر

دیکھین وہ لعل ہمی زیب تو تعریف کرین
وہ زبان غنچہ گل صورت سوسن ہوکر

فرقت یار مین پیتا ہون جو مئے ڈرتا ہون
آتش دل کو نہ بھڑکائے یہ روغن ہوکر

زار اسدرجہ ہین گریان ہجران کہ دیتا ہے شکست
خس گرداب مجھے سنگ فلاخن ہوکر

وہ حسین تو ہے فقط قیس نہین سمجھے یہ فقیر
لیلی آتی ہے ترے کوچے مین جوگن ہوکر

واسطی ہمکو تو اوس دوست سے ہی چشم امید
نکتہ چینی جو کرے دیدۂ دشمن ہوکر

و

گذرے دن فرقت مین جو مین جانب گلشن ہوکر
پھونک دے رنگ چمن آتش گلخن ہوکر

حال کچھ گشت تمنا کا نہ پوچھو ہم سے
برق و سیلاب کی مشتاق ہے خرمن ہوکر

دل سے جاتا ہی نہین داغ ترے الفت کا
یہ وہ مشعل ہے جو بجھتی نہین روشن ہوکر

ذکر کیا شیخ حرم کا کہ تری فرقت مین
نالہ کش بت بھی ہین ناقوس برہمن ہوکر

ہوگئی ہجر مین یہ نالہ کشی کی عادت
بات اب منہ سے نکلتی ہے تو شیون ہوکر

شیخ بنکر کبھی کعبہ مین مین کرتا ہون قیام
کبھی بتخانے مین جاتا ہون برہمن ہوکر

کبھی پامال ہوا صورتِ نقشِ کفِ پا
کبھی سرسبز ہوا سبزۂ گلشن ہوکر

کبھی دریا مین رہا ماہیِ دریا کی طرح
کبھی گلشن مین گیا بلبلِ گلشن ہوکر

کبھی دشمن کا ہوا دوست کہ پہونچے نہ ضرر
دوست کو عیب جتایا کبھی دشمن ہوکر

کبھی گلخن مین ہوا دانہ کی صورت بریان
بہہ گیا مین کبھی سیلاب مین خرمن ہوکر

پیچ کھائے ہین ہزارون کبھی رشتے کی طرح
کبھی چھلنے مین کنوئین جھانکے ہین سوزن ہوکر

کبھی گردن مین پڑا طوق طلائی بنکر
کبھی بازو پہ بندھا ہیرے کا جوشن ہوکر

نالہ و اشک کو کیا ضبط کیا ہے مینے
گاہ لبِ بام گئے دیدۂ روزن ہوکر

واسطی مجھکو بہی آتا ہے نظر جلوۂ طور
جب نکلتا ہون سوی وادیِ ایمن ہوکر

پوچھو نہ کچھ جو ہجر مین صدمے ہین جان پر
آ آ گئی ہے موت کی تلخی زبان پر

صدمے اوٹھائے ہجر مین کیا کیا نہ جان پر
آیا کبھی نہ حرفِ شکایت زبان پر

اتنا تو زور شور دکھائی ہوائے آہ
پھٹ پھٹ کے آسمان گرین آسمان پر

تم بہی ہمارے گھر مین جو آؤ تو کیا عجب
آتے ہین بادشاہ گدا سے کے مکان پر

چوپڑ وہ کھیلتے ہین اگر ساتھ غیر کے
اک روز کھیل جائینگے ہم اپنی جان پر

قبرین جہان ہین تیرے شہیدانِ ناز کی
اوس سرزمین کا ہے دماغ آسمان پر

رندون پہ قحط می نہین لازم ہے میفروش
ڈاکا کہین نہ ڈالین یہ تیری دکان پر

حاضر ہے سینہ اِسمین ترازو کرے وہ تیر
قاتل تلا ہوا ہے اگر امتحان پر

لوہا ہے واہ کیا تری ابرو کی تیغ کا
چڑھنے کبھی گئی نہ یہ شمشیر سان پر

کچھ کم نہین یہ گورِ غریبان سے ہجر مین
چھائی ہوئی ہے کیسی اوداسی مکان پہ

صبحِ شبِ وصال مرے تیرِ آہ سے
غربال آفتاب ہوا آسمان پر

ایسا کیا ہے خشک غمِ ہجر یار نے
باقی رہا ہے پوست فقط استخوان پر

بھیجے اگر رقیب گلوری تو کہا ہے
لکّھا ہو نقشِ حُب نہ کوئی اوسکے پان پر

تیرِ شہاب تیر یہ تنہا نہیں نثار
قربان کہکشان ہے تمھاری کمان پہ

بلبل وہ ہون اوڑون جو قفس کو میں توڑکر
صیّاد ہاتھ مار کے رہجائے ران پر

باقی ہے عشق موسمِ پیری میں واسطی
جاتی ہے اب بھی جان کسی نوجوان پر

اوس پریرو نے جو مٹّت کی بڑہائی زنجیر
جوشِ وحشت نے یہان ہمکو پنہائی زنجیر

ہون وہ دیوانہ کہ مانگی جو دعا دولت کی
نقرئی طوق ملا اور طلائی زنجیر

راہِ وحشت میں تھکا یہ کہ ذرا ہل نسکا
ہوگئی مجھکو مرِی آبلہ پائی زنجیر

قید کرکے مجھے ہو کیون نہ پشیمان ظالم
غل ہوا حشر کا برپا جو ہلائی زنجیر

آگیا قید میں جب گیسوی جانان کا خیال
اژدہا پانون کی مجھکو نظر آئی زنجیر

دیکھ ظالم کہ ترے ہاتھ سے فریادی ہے
غل مچانے نہیں دیتی ہے دُہائی زنجیر

وہی ہشیار ہے جو غیر کا احسان نہ لے
وہی دیوانہ ہے پہنے جو پرائی زنجیر

واہ کُندن سا چمکتا ہے عجب رنگ بدن
نقرئی پہنو تو ہو جای طلائی زنجیر

گھر ہے زندان کہ نہین پانو مین جنبش باقی
ناتوانی نے مری مجھکو پہنائی زنجیر

قتل ہونیکا یہ تھا جوشِ جنون میں مشتاق
خود بڑہے پانون اگر سامنے آئی زنجیر

ہون وہ دیوانہ گیسو جو مین گلشن میں گیا
دوڑ کر موجِ لبِ جو نے پنہائی زنجیر

واسطی سلسلہ جنبان ہوئی وحشت دونی
پانون سے اوترے اگر بعد رہائی زنجیر

اوٹھا مین قید خانے سے دامن کو جھاڑ کر
زنجیر و طوق پھینک دیے توڑ تاڑ کر

آندہی چلی ہے باغ مین جب اپنے آہ کی
جڑ سے درخت پھینک دیے ہین اوکھاڑ کر

شادی نصیب اہل جنون ہین جہانمین — گل ہنس رہے ہین باغ مین کپڑونکو پہاڑ کر
آیا خیال بیٹھہ گئی ہو کہین نہ گرد — اوٹھے مرے لحد سے وہ دامن کو جہاڑ کر
ثابت ہے نامہ بر اوس سے منظور ہے بگاڑ — خط مین تمام حرف لکھے ہین بگاڑ کر
ساتھی تھے زندگی کے فقط خویش واقربا — ٹھہرا کوئی لحد پہ نہ مردے کو گاڑ کر
وہ رند بادہ کش ہین کہ آنکھونمین ڈالگئی — بنت العنب کو تاک کے تاڑ نکو تاڑ کر
آنکھین ہین سبکی بند تجھے دیکھتا ہے کون — چلمن ہٹا نہ اوٹ نہ پردے کو آڑ کر
حاصل ہے کون بی ثمری کے سوا ثمر — جہنڈا چمن مین سرو پشیمان ہے گاڑ کر
جراح نے یہ داغ جنونکا کیا علاج — پھایا بنایا میرے گریبان کو پہاڑ کر
کیا پیر آسمان مین ہے قوت کہ پہلوان — زیر زمین کیے ہین ہزارون پچھاڑ کر
کاش آگئے قید خانے کے جانب بھی وہ پری — دیوانے دیکھہ لین اوسے آنکھونکو پہاڑ کر
عاشق قد دراز کا چھوٹا جو قید سے — سیدہا گیا چمن مین صنوبر کو تاڑ کر
ہو منتظر جواب کا کیا خاک نامہ بر — نامہ ہمارا پھینک دیا اوسنے پہاڑ کر
جہنجلا رہے میرے ہاتھہ لگانے سے اسقدر — پھولونکے ہار پھینک دیے توڑ تاڑ کر

کیا پیر آسمان ہے کوئی طفل واسطی
کیا کیا بنا رہا ہے گھروندے بگاڑ کر

لگایا اوس مژہ نے تیر دل پر — ہلی ابروے ٹیڑہی شمشیر دل پر
تصور نے کیا کار مصور — کہ کھینچی یار کی تصویر دل پر
صدا کسکی ہے یہ آواز بلبل — کہ فوراً کرتی ہے تاثیر دل پر
کلام سخت سے برساتے ہو سنگ — یہ صدمہ میرے بے تقصیر دل پر
سزائے عشق گیسو مل رہی ہے — نفس ہے وردۂ تسخیر دل پر
طبیعت مین رہے اپنے خاکساری — لکھا ہے نسخۂ اکسیر دل پر

کرے وہ بت جو ہر دم سخت باتین
گران گذرے نہ کیون تقریر دل پر

زبان یار سے نکلے گا جو حرف
یہان ہو جائے گا تحریر دل پر

نہ دیکھا سیر ہو کر روے قاتل
یہ صدمہ ہے تہ شمشیر دل پر

اوٹھاؤن واسطی کیا عشق سے ہاتھ
نہین قابو کسی تدبیر دل پر

تیرے کوچے مین ہم اے یار نہ آئین کیونکر
اضطراب دل مضطر کو مٹائین کیونکر

خوف غماز ہے ہمسایہ مٹائین کیونکر
اپنے گھر تجھکو مری جان بلائین کیونکر

جستجو مین نہو تقدیر موافق جبتک
اپنی تدبیر غلط سے تجھے پائین کیونکر

دل سے نکلے گی نہ حسرت کہ حیا مانع ہے
ساغر بادہ تمھین ہم نہ پلائین کیونکر

ہے یہ غیرت کا تقاضا او نھین دیکھے نہ کوئی
مردم چشم سے ہم پردہ اوٹھائین کیونکر

بدگمانی یہی کہتی ہے نہو غیر کا ذکر
قصۂ قیس تجھے کھلکے سنائین کیونکر

مبتلا ہین تری قیدی ہین گرفتار ہین ہم
تیری زلفون کی نہ لین جان بلائین کیونکر

دشمن جان ہین ستمگر ہین جفا پیشہ ہین
رحم کچھ ہو تو وہ عاشق کو ستائین کیونکر

کبھی از دیدہ نظر سے نہین کرتے ہین نظر
شرم مانع ہے وہ آنکھین نہ چرائین کیونکر

بار کوہ غم فرقت سے دبے جاتے ہین
بوجھ جو اوٹھ نہ سکے اوسکو اوٹھائین کیونکر

ہنس کے دزدیدہ نظر منہ کو چھپانا ہر دم
آگئین تجھکو یہ طفلی مین ادائین کیونکر

موت بہتر ہے نہین سانپ کھلانا اچھا
الفت زلف مین ہم زہر نکھائین کیونکر

خوف آتا ہے کہ بجلی ہے نہ ڈر جاؤ کہین
ہم تماشا دل سوزان کا دکھائین کیونکر

واسطہ غیر سے وہ رکھتے ہین دیکھین کیا ہو
واسطی آپ وہان جائین تو جائین کیونکر

کمر بندھی ہے ہمارے عدم کو جانے پر
اگر یہ کوچ ہے موقوف اونکے آنے پر

چمن میں ہوتے ہیں آمادہ چہچہانے پر
تو وجد کرتی ہے بلبل ہر اک ترانے پر

میں لاکھہ بار گیا اونکے آستانے پہ
وہ ایکبار نہ آئے غریب خانے پر

یہ شوق زخم ہی جب یار نے کمان کھینچی
دل اپنا تیر سے پہلے گیا نشانے پر

حرم سے کام ہی ہمکو نہ بتکدہ سے غرض
سر نیاز ہے خم اونکے آستانے پر

چمن میں خندۂ گل اسطرح ہی ای بلبل
گرے نہ برق کہیں تیرے آشیانے پر

پھری ہوئی ہی غضب مجھسے آسیاے فلک
کہ دانت پیستی ہی مرے دانے دانے پر

وصال یار ہے ہمکو نصیب ان روزوں
زمانہ اپنا ہے ظاہر ہے یہ زمانے پر

فراق میں ہمیں بہلاتا رہا نہ آئے کبھی
قضا نے روز بہانے کیے بہانے پر

کمال باغم ہجر یار بھاری ہے
اوٹھاؤں سر پہ الٰہی اسے کہ شانے پر

ثبات موسم گل کا جو حال ظاہر ہے
سحاب روتا ہے غنچوں کے مسکرانے پر

ہوا سے اوڑ کے جو آئی ہے آنکھہ پر وہ زلف
سیاہ ابر گھرا ہے شرابخانے پر

تمہارے کوچے میں اوڑتے پھرین جہان جائیں
ملائکہ کو دیے اسلیے خدا نے پر

جو ہمدمی مری فرقت میں کی تو شمع نے
کہ ساری رات یہ روئی مرے سرہانے پر

ابھی چکور کے مانند ماہ اوڑ بھاگے
پڑی نگاہ جو تیرے سیاہ خانے پر

ہوا سے اوس رخ سیمیں پہ آ پڑی کاکل
غضب ہے سانپ کا قبضہ ہوا خزانے پر

فلک نے نام کو دی واسطے ہمیں دولت
ملا جو قبضہ تو صندوق کے خزانے پر

روک لی تیغ اوسنے جب مجھہ نیم جان کو دیکھکر
رہ گیا میں خفتہ طالع امتحان کو دیکھکر

ناتوانی نے کیا یاروں سے شرمندہ مجھے
پھر گئی دروازے سے غم خالی مکان کو دیکھکر

حیرت اپنی لاغری پر تھی بہت مجھکو مگر
ہو گئی تسکین تیری موے میان کو دیکھکر

دونوں رخسارے ترے یاد آ گئے ای رشک گل
دل ہوا بلبل گلستان بوستان کو دیکھکر

مجھسا دنیا مین نہین غمگین کہ ہنسنے کی جگہ
اشک گر پڑتے ہین کشت زعفران کو دیکھکر

ای ہما جلجائیگی منقار گرمی سے تری
اک ذرا کھاتا ہماری استخوان کو دیکھکر

عاشق ابرو نہین ہے کون ازماوے مگر
تیر پڑتے ہین جگر پر اس کمان کو دیکھکر

وصل کی شب کٹ گئی دم مین گیا گھر کو وہ پھر
وای قسمت رہ گیا مین آسمان کو دیکھکر

کیون جوانون کو نہو وسکی ہی الفت کا جوش
رال ٹپکی پیر کی جس نوجوان کو دیکھکر

کیون نہ گھبراتا جہان مین حضرت آدم کا دل
آئے تھے زندان مین گلزار جنان کو دیکھکر

پانون اوٹھ سکتے نہین فرزانگی سے راہ مین
ہاتھ ملتا ہون غبار کاروان کو دیکھکر

واسطی میرے جو ہم صحبت ہین شاعر کیون نہون
بولتا ہی جانور بھی ہم زبان کو دیکھکر

کبھی ہے مدنظر لطف و عنایت مجھپر
روز رہتی ہی بلا ہی شب فرقت مجھپر

سخت دشوار ہے تیرا غم فرقت مجھپر
کیا کہون مین جو گذرتی ہی قیامت مجھپر

شکر صد شکر کٹا تیغ گریبان سے گلا
نہوئی خنجر جلاد کی منت مجھپر

اب تلک آہ بھی لب پر نہین آئی دل سے
جو نہ ٹھہ افشا ہی محبت کی ہی تہمت مجھپر

ساکن گور غریبان جو سنین گے تو اوٹھین
شب فرقت مین جو گذری ہی مصیبت مجھپر

ہفت افلاک بھی جو اوٹھ نسکا روز ازل
رکھدیا حق نے وہی بار محبت مجھپر

سیکڑون ساغر لبریز عطا ہوتے ہین
کسقدر پیر مغان کی ہے عنایت مجھپر

کارخانہ ترا اولٹا ہی عجب واہ ای چرخ
غیر کو میری خوشی غیر کی آفت مجھپر

رنگ ہولی کا جو اوس شوخ نی مجھپر پھینکا
مین یہ سمجھا کہ ہوئی بارش رحمت مجھپر

پھر تعظیم اوٹھا پاس بٹھایا مجھکو
آج کی اوسنے عنایت سے عنایت مجھپر

غیرت حسن ہوئی باعث دلسوزی عشق
کاش موقوف نہوتی تری شہرت مجھپر

تیغ ابرو سے نہ ہی خنجر مژگان سے خطر
بل بی ثابت قدمی ختم ہی جرأت مجھپر

دل کے مانند نہ پہلو سے جدا ہو للہ ذرا
شاق ہو ایک گھڑی بھی تری فرقت مجھپر

بھول کر بھی نہ لکھا اوسنے کبھی نامۂ شوق
کبھی نازل نہ ہوا آیۂ رحمت مجھپر

جلوہ گر فوج سیہ انجم کی ہوئی گردون پر
واسطی لائی ہے ڈاکا شب فرقت مجھپر

قضا ہنستی ہے تدبیر و دوا پر
طبیبو چھوڑ دو مجھکو خدا پر

گمان ہے سب کا اوسکے بادپا پر
روان تخت سلیمان ہے ہوا پر

دل آیا جبسے اوس زلف دوتا پر
بلا ہر وقت نازل ہے بلا پر

ستون سے کب مکان کہنہ ٹھہرے
غضب ہے پیر کو تکیہ عصا پر

مگسران ہوا گر درکار اوسکو
چنور کے واسطے لائے ہما پر

مہ و خورشید گر پائین اجازت
کرین سجدے تمھارے نقش پا پر

ہوا ہے گم مرے سینے سے جو دل
گمان چوری کا ہے دزد حنا پر

طبیبون کو نہین کیا تیرے بیمار
اثر معلوم مرتے ہین دوا پر

ہزارون ہوتی ہین اکدم مین بیجان
غضب کی باڑھ ہے تیغ ادا پر

اوڑائی یار نے گلزار مین گل
عجب گلزار پھولا ہے ہوا پر

الٰہی گردن مینا سلامت
ضعیفون کو ہے تکیہ اس عصا پر

جو وہ چاہے تو نکلے خلق سے کام
نظر بندے کو لازم ہے خدا پر

فدا لعل لب لعلین پہ یاقوت
تصدق مشک زلف مشکسا پر

تصدق حسن کا اے خسرو حسن
عنایت کی نظر ہو مجھ گدا پر

اگر اے واسطی ہے عفو درکار
مناسب ہے پشیمانی خطا پر +

دیکھ سکتا ہے کوئی کب تمھین اے رشک قمر
ہے کسے تاب نظر

نہ ہی حضرت موسیٰ کی طرح غش میں خبر
عاشق زار کو ہے درد دل و درد جگر
چشم رحمت بخشا سوی من انداز نظر
اے صبا ہو جو ترا کوچۂ جانان میں گذر
تیرے عاشق کی ہے ہجر سے ہی حالت ابتر
ہو گئی عمر بسر عہد جوانی گذرا
غافلو جاگو اوٹھو باندھو کمر وقت سحر
عیسی سنسان شب ہجر ہی کیا مر گئے سب
بولتا ہے نہ موذن نہ کوئی مرغ سحر
دلمیں ہے یاد تری سر میں ہے سودا تیرا
تیرا ہی دیکھنا ہے آنکھ کو منظور نظر
آگے لاشے پہ مرے جان نہ تم منہ ڈھانکو
آنکھ میں مردے کی رہتا ہے کہاں نور نظر
خوب سمجھا ہوں کہ ہے سب میں تجلی تیری
عرش سے فرش تلک جا ہی نظر جاوے جدہر
نہ پسیجے جو ترا دل تو یہ ہے بات عجیب
سوز فرقت میں کروں نالۂ پُر درد اگر
کون ہے جسکو تعشق ترا ای ماہ نہیں
جستجو میں ترے پھرتی ہیں ادہر اور ادہر
تیغ ابرو سے تری جان چراتی ہیں سب
یہ مرا دل یہ مرا حوصلہ میرا ہے جگر

چہرہ دکھلا دو اگر
ہے بہت حال تر
اے شہ جن و بشر
کہیو یاد ہے تر
کچھ بھی ہے تجھکو خبر
کچھ بھی وقفہ نہ رہا
بج گیا کوس سفر
نہیں کھلتا ہے سبب
اور نہ بجتا ہے گجر
جان ہے تجھ پہ فدا
گوش مشتاق خبر
غمزہ بیجا نکرو
شوق سے دیکھو ادہر
کھل گئی آنکھ مری
تو ہی آتا ہے نظر
کیا کہوں وائے نصیب
کرے پتھر میں اثر
آسمان ہو کہ زمین
رات دن شمس و قمر
وہ تو ہے برق غضب
کر دیا سینہ سپر

چاہیے شام و سحر ولولۂ گریۂ شوق
ایکدم اشک بہانے سے نکر قطع نظر

جسم کیا جان ہی کیا نطق ہی کیا عقل ہی کیا
واسطی تو ہی بتا کون ہی آیا ہے کدہر

شب وصل صنم کا لطف ہو مجہسے بیان کیونکر
چھٹین گے قید سے وابستۂ زلف بتان کیونکر

زمین کوہی جانان سے اوٹھین گے ناتوان کیونکر
نہ طاقت پانو مین باقی نہ پر اوڑنے کی قابل ہیں

بہت منہ زور ہی تہمتا نہین ہی شہسوار و انسمن
پہر بکا کیا فلک میری طرح تیری تجسس مین

پے تاثیر نالے کو قد خم گشتہ لازم ہے
کبہی ممکن نہین ہے کاہ سے کوہ گران اوٹہے

جگر ہو جان ہو دل ہو مری آنکہونکی پتلی ہو
وفا گر وہ کرین تو ہم کہین پہر بیوفا کسکو

اثر ہی بعد مرنے کے بہی حاصل اشکباری کا
ذرا دم لینے دی اے باغبان گلزار ہستی مین

نہین وہ ہون کی نشان غیر از خدا کوئی نہین واقف
نہین ممکن کہ الفت چھٹ سکے اوس زلف مشکین کی

وہ وحشت ہی کہ وحشی بہی بیابان مین نہین پاتے
کیا ہی قتل ہو جانے کا وعدہ اوس ستمگر سے

کوئی تلوار لاوے گے کہ خنجر آزماوے گے

اسکو دولت یہ ہی فوق
ہوگا ہر قطرہ گہر

نہ ملا اسکا پتا
کچہہ نہ بہی ہی تجہکو خبر

بنی ظاہر کرے ہشت سے حال لامکان کیونکر
محبت قفل زندان ہی کٹین گی بیڑیان کیونکر

کہیگا خاک کو سر باد نکلے آسمان کیونکر
رہا ہو کر قفس سے جانین ہم تا آشیان کیونکر

رکے گا روکنے سے توسن عمر روان کیونکر
کمان ہی زور ہوگا پیر سے کار جوان کیونکر

نشانے تک رسائی تیر کی ہوے کمان کیونکر
اوٹھاؤن بار درد ہجر کو مین ناتوان کیونکر

گوارا ہی ہو تمسے مجہے ایجان حبان کیونکر
خلاف طرز معشوقانہ ہون وہ مہربان کیونکر

صبا دیکہون کہ بکہی خاک میری رائگان کیونکر
برنگ بو نکلکر ہم پہر آئینگے یہان کیونکر

اگر یکبار قضا آیا تو پائے گا نشان کیونکر
کرے پیرو مین لعل ترے مشک کو کوئی نہان کیونکر

مجہے پہنائینگے حداد لا کر بیڑیان کیونکر
بہلا اے واعظو ہم کاٹ ڈالین زبان کیونکر

تمہین فرہاد عاشق کا کرو گے امتحان کیونکر

زبان کو واسطی اخفای رازِ عشق مانع ہے
نکالون مین زبان سے نالۂ آتش فشان کیونکر

سواری اونکی دیکھیں کیونکر رہرو شاد مان ہوکر
شتر توسن وہ کہاتے ہین تماشا پتلیان ہوکر

بخود نکلی آہ سوزان شب کو سوئی آسمان ہوکر
لگے جھڑنے ستارے چرخ سے برگِ خزان ہوکر

صفت ہوتی ہے کس سے اوس مسیحا لودہ ہونٹھونکی
کہ ہے گلزار مین خاموش سوسن دہ زبان ہوکر

یقین ہے ہمکو اے پیر مغان یہ باغ جنت ہے
جو آیا میکدے مین پیر بہی نکلا جوان ہوکر

ہما بہی ہے سگِ جانان بہی خواہان جسم لاغر کا
کرون کس کس کی دعوت ایک مشتِ استخوان ہوکر

عیان ہے دو جہان کا حال ہمکو شیشۂ مے مین
ہوئے کامل مرید حضرت پیر مغان ہوکر

تماشا ہے کہ چہرا بنا ہے رقص کی محفل
ترے صدقے کی پتلی ناچتی ہین پتلیان ہوکر

تلاشِ یار مرکر بہی نہ جائیگی نہ جائیگی
روان ہوگی ہماری خاک بہی ریگِ روان ہوکر

قبولِ حق نہ ہو کیونکر عبادت اہل رفعت کی
زمین پر سرنگون رہتے ہین کیسے آسمان ہوکر

نہ پوچھو عالم پیری مین کیفیت جوانی کی
ہوا جنگل سے بدتر باغ پامال خزان ہوکر

مٹا دے نقش ہستی کو اگر شہرت کا طالب ہے
ہوا ہے نامور عالم مین عنقا بے نشان ہوکر

دلونمین رخنے ہین کیسے نگاہِ ناز قاتل کے
اوڑاتا ہے یہ ناوک کیا نشانی بے کمان ہوکر

مریضِ ناتوان ہین ہے سکون رفتار ہی اپنی
رہی اپنی جگہہ نبض کیصورت روان ہوکر

جہان مین سختیون سے ہمکو نرمی نے بچا رکھا
رہے محفوظ ہم بتیس دانتون مین زبان ہوکر

شب وصلت اگر وہ قصد گہر جانیکا کرتے ہین
پکڑ لیتے ہین دامن طفل اشک اپنے روان ہوکر

غم اوسکا واسطی بعد خیالِ زلف یاد آیا
ہوئے ہم داخلِ ملکِ حلب ہندوستان ہوکر

کمان اب ادی وحشت سے جاؤن ناتوان ہوکر
دیا ہے مجکو ظلِ کاہ جب کوہ گران ہوکر

محبت مین نہ کیونکر شاد ہونمین ناتوان ہوکر
کہون مطبوع عالم پایہ کاموی میان ہوکر

گھڑی شادی کی ہی آتا ہی میری گھر مین وہ مہرو
چراغ خانہ دیتا ہے یہ مژدہ گلفشان ہوکر

کسی نعمت کا کھانا ہجر مین کیونکر گوارا ہو
پھنسے جب حلق مین حلوا مغز بے استخوان ہوکر

خیال یار سے کیونکر نہ آنکھین اپنی روشن ہون
نگین کو ڈانک چمکاتی ہی خاتم مین نہان ہوکر

ہمیشہ ہم رہین گر زندہ کیا غم جان جانی کا
غم الفت رہیگا تا قیامت دلمین جان ہوکر

وہ وحشی ہون کہ پرزے کر کے تقسیم کانٹون نے
تبرک بنگیا پیراہن تن دہجیان ہوکر

زہی غیرت تڑپ جاتی ہی روح ابتک زلیخا کی
نکلتا ہی جو سوے قبر یوسف کاروان ہوکر

ہنسا جسوقت جسنے اپنی جسم زار کو دیکھا
رہے ہم گلشن عالم مین شاخ زعفران ہوکر

ہوا مین اوڑتے بال و پر دم تحریر دیکھے ہین
یقین ہی حرف سب کاغذ سے اوڑ جائین دیوان ہوکر

جھکا دی اپنی گردن سرکشونکی خاکساری سے
وہ تو وہ ہون کہ مجھ تک تیر آتا ہی کمان ہوکر

نکل اے مرغ جان تن سے کہانتک قید کی ایذا
قفس مین کیون پھنسا ہی طائر عرش آشیان ہوکر

فراق یار مین بھاتا ہی کب سامان میخواری
پیون پانی تو آنکھون سے بہی اشک روان ہوکر

ٹھہر کر منزل ہستی کی دیکھی سیر کیا کوئی
کہ رکتا ہی نہین ہے عمر کا توسن روان ہوکر

ہماری خاک سے اے واسطی گردش نجائیگی
پھرےگی شیشہ ساعت مین یہ ریگ روان ہوکر

کہان جاؤن چمن سے باغبان مین ناتوان ہوکر
جو موج سبزہ پکڑے پانون زنجیر گران ہوکر

لپٹ جاؤن جو اوسکے نیمچے سے نیم جان ہوکر
نیا مضمون نکالون صورت خط توامان ہوکر

یہ بھڑکی آگ دلمین بانکل زلف بتان ہوکر
جو دم سینے مین جاتا ہی نکلتا ہی دھوان ہوکر

موے پر بھی دل صد چاک نی تاثیر دکھلائی
لحد پر چادر مہتاب بچھئی توکتان ہوکر

پہونچ جاؤن خدا تک گو بھٹک کر دیر مین پہونچون
بتائے راہ کعبہ ہر صنم سنگ نشان ہوکر

الٰہی کاروان سے چھٹ گیا ہی کون واماندہ
کہ سارا کاروان نالان ہی زنگ کاروان ہوکر

نہین کرتا وہ باتین ہمسے اس سے گم ہین ہوش اپنی
مٹایا ہی دہان یار نے ہمکو نہان ہوکر

جلایا نالۂ بلبل نے ایسا صحنِ گلشن کو
کہ ہر گل سے شمیمِ گل نکلتی ہے دہوان ہو کر

خیال اے حور رہے مر کر بھی تیری خوشخرامی کا
بگولے خاک سے اوٹھتے ہین طاؤسِ جنان ہو کر

جلایا بعد مُردن بھی تیرے کوچے کی حسرت نے
جہنم مین پڑے ہم داخلِ باغِ جنان ہو کر

تو وہ گل ہے کہ آیا باغ استقبال کو تیرے
بنا سروِ روان ہر سرو گلشن مین روان ہو کر

جو اوس یوسف کو دیکھا راہ مین ایسا ہوا مضطر
کبھی اوٹھا کبھی بیٹھا مین گردِ کاروان ہو کر

کہے دیتا ہون کیون ماتم مین میرے ہاتھ ملتے ہو
اوڑیگا شعلۂ رنگِ حنا دم مین دہوان ہو کر

غزل پڑھ کی جو کی ہے جا کے تمنی ہے خیال اتنا
پھرینگے مرغِ مضمون طائرِ بے آشیان ہو کر

ہوا جب پار تیر اوسکا جگر سے صاف سمجھے ہم
کہ سر سے طائرِ اقبال گذرا پر فشان ہو کر

تپِ غم سے بسانِ شمع تن سب بہ گیا گھل کر
اوٹھایا لطف یہ اس نے م مین آتش زبان ہو کر

شبِ فرقت گذر جاتی ہے جیسے ریت ساونکی
رولاتا ہے خیالِ زلف آنکھون کو دہوان ہو کر

جو ہونگے میرے اعضا قیمہ قیمہ تیغِ قاتل سے
کریگا شکر ہر موے بدن میرا زبان ہو کر

لڑکپن مین یہ عالم ہے کہ عالم تم پہ مرتا ہے
قیامت ڈھاؤ گے آخر کو اکدن تم جوان ہو کر

شبِ ظلمت ہوئی خواہش اگر تمکو تماشے کی
نکل آئے ستارے آسمان پر پتلیان ہو کر

نہوگا تنگ وہ قاتل ہماری سخت جانی سے
کرینگے تیز خنجر استخوان سنگِ فسان ہو کر

گرا تھا نعل رستے مین جو تیری پاے توسن سے
چمکتا ہے وہ ہر ماہ اب ہلالِ آسمان ہو کر

گئے سب لے یار جب اے واسطی ہم سیرِ گلشن کو
رنگین پھولون کی آنکھون مین لگین جھنجھنسان ہو کر

تعجب شاعرون کو کیا ہے میری خوش کلامی پہ
تفوق ہے مرے استاد کو اہلی و جامی پہ

کہا کرلے گلوے خشک کو تر آبِ خنجر سے
ترحم آگیا قاتل کو میری تشنہ کامی پہ

غنی درویش فیضِ آسمان سے سب برابر ہین
تفوق اسلیے ہے چادرِ مہ کو تمامی پہ +

تری آنکھونکی پلکون پہ گمان ہوتا ہے یہ سبکو
لکھا ہے حاشیہ گویا کسنے شرحِ جامی پہ

تری رفتار سے نسبت نہین کچہ چال کو اوسکی
عبث طاؤس کو ہی ناز اپنی خوشخرامی پر

تری وصف دہن مین بند لب ای طفل ہے ہوئین
بحمد اللہ یہ میوہ کسقدر پختہ ہے خامی پر

کہون کیونکر نہ دلکو لیگیا دزد حنا اوسکا
کوئی دزدی کرے ہوتا ہی شبہہ دزد نامی پر

پڑہایا ہی سکندر نامہ اوس طفل دبستان کو
معلم نے بڑا احسان کیا روح نظامی پر

گیا ای **واسطی** قیس حزین صحرای وحشت سے
ہوا قائم مین اوسکی مسند قائم مقامی پر

بلبل کا نطق بند ہے گفتار کے حضور
طاؤس گرد ہے تری رفتار کے حضور

گل آب آب ہی تری رخسار کے حضور
گڑگڑ گیا ہی سرو قد یار کے حضور

یوسف کو میری پردہ نشینی کا شوق ہے
آتا ہے کب وہ مصر دم بازار کے حضور

چاہے تو ایک آہ مین زندان کو پھونک دے
یہ بات کیا ہی تیرے گرفتار کے حضور

بوسے لیے ہزار نہ تعزیر دی کبھی
سچ ہے کہ قدر دان ہین گنہگار کے حضور

آگاہ معرفت سے بخوبی کوئی ہو کیا
آتی نہین یہ جنس خریدار کے حضور

پردہ اونہین تمام زمانے سے ہے مگر
بے پردہ ہین وہ طالب دیدار کے حضور

ظل ہما گدا کو جو کرتا ہے بادشاہ
ہے چغد تیرے سایۂ دیوار کے حضور

ابرو سے بڑھ چلے مہ نو کیا مجال ہے
کیا قدر تیغ کی ہے تلوار کے حضور

دیکھے گا کوئی آنکھ اوٹھا کر نہ ماہ کو
آئے تو تیرے چاند سے رخسار کے حضور

ہر چند ذکر یار مناسب ہے صبح و شام
پر خامشی ضرور ہے اغیار کے حضور

توڑے ہین محتسب نے خم و ساغر و سبو
کس منہ سے آئے حضرت خمار کے حضور

دیندار ہین تو مجمع کفار مین ہین ہم
کافر ہین ہم تو زمرہ دیندار کے حضور

ہنگام قہر کیا ہے بد و نیک مین تمیز
ہر شی ہے ایک برق شرربار کے حضور

بیجا تھا تجھکو دعوی تقریر **واسطی**
نکلی زبان سے بات نہ کچہ یار کے حضور

دشت خالی ہوئے خونریز ہے وہ تیر ہنوز
ٹوٹتے جاتے ہیں نخچیر پہ نخچیر ہنوز

گو کہ اک قطرۂ خون تن مین نہین ہے باقی
ہے مرے خون کی پیاسی تری شمشیر ہنوز

جادۂ دشت کو دیکھا تو جنون مین سمجھا
ہے مرے پانون سے لپٹی ہوئی زنجیر ہنوز

پھر گیا سر بھی شب ہجر مین اے نالہ و آہ
تمنے اپنی نہ دکھائی کوئی تاثیر ہنوز

قبر سلطان کی بنا موت نے آکر ڈالی
قصر پورا نہوا اٹھا کوئی تعمیر ہنوز

جان بلب ہو گئین مجھ زیست کی امیدین
اور اطبا مین دواؤن کی ہے تدبیر ہنوز

لوگ جو خاک نشین تھے وہ ہوئے صدر نشین
دربدر مجھکو لیے پھرتی ہے تقدیر ہنوز

آب کوثر بھی پیا داخل جنت بھی ہوئے
لب پہ ہے لذت آب دم شمشیر ہنوز

عمر گذری ہے کہ زندان سے رہائی پائی
پر مرے شوق مین غل کرتی ہے زنجیر ہنوز

کیون تلون مرکے نہ نظرون مین کماندار و نکلا
سینہ و دل مین ترازو ہے ترا تیر ہنوز

کونسے جرم پہ قاتل نے تہ تیغ کیا
کوئی ثابت نہین ہوتی مری تقصیر ہنوز

مجھ تہیدست کو دولت بھی ملی خرچ بھی کی
خاک ہی چھانتے ہین صاحب اکسیر ہنوز

جلوۂ عارض جانان نہ چھپا زیر نقاب
پردۂ ابر مین ہے مہر کی تنویر ہنوز

واسطی لوگ زیارت سے پھر آئے اکثر
نگیا تو طرف روضۂ شبیر ہنوز

خواب مین کب تک کریگا پانون اے غافل دراز
جاگ آنکھین کھول دے درپیش ہے منزل دراز

قصۂ ہستی مرا کوتہ کیا اچھا کیا
خضر کی صورت ہوئی تھی عمر اے قاتل دراز

نزع مین خویش و احبا سے وصیت کیا کرون
وقت کوتہ ہے بیان آرزوی دل دراز

ہے درازی اوسکی کاکل کی تو مشہور جہان
پر ہماری ہجر کی شب سے نہین اک تل دراز

سستی اعضا کا باعث ہے مگر طول عمر
راہرو تھکتا ہے ہوتی ہے اگر منزل دراز

کیا ہمارے دیدۂ تر سے ہے خواہان تری
روز و شب رکھتا ہے دریا دامن ساحل دراز

کس طرح سے سارے عالم میں نہو قبضہ ترا
کہکشان سے بڑھ کے ہی تلوار اہل قاتل دراز

ہے اگر قصد عدم کر مجتمع زاد سفر
ای مسافر دور ہے یہ راہ منزل دراز

ہے دنی پر چرخ اس سے واسطی ناگو نہین کیا
ہاتھ کرتا ہے سخی کے سامنے سائل دراز

یوسف سے بھی سوا ہی مجھے دل مرا عزیز
تجھ سے نہین ہرا اے صنم دلربا عزیز

کوئی نہ دست مرگ سے ہمکو چھڑا سکا
کام آئے یار دوست نہ کچھ اقربا عزیز

ہمنے نثار اوسپہ کیا دل تو کیا ہوا
جان آشنا سے کرتے نہین آشنا عزیز

ہمکو پسند سایۂ دیوار یار ہے
شاہون کو ہوگا سایۂ بال ہما عزیز

قیمت مین دی ہزار کوئی زر کبھی نہ لون
تصویر تیری جان سے بھی ہی سوا عزیز

پہونچے قریب مرگ مرض طول ہو گیا
چھوڑین خدا پہ کچھ نکرین اب دوا عزیز

وہ کون ہی کہ جسکو نہین ہے عزیز تو
اس سے زیادہ یار ہے نام خدا عزیز

قربان جان اپنی فدا ہین دل و جگر
تجھ سے تو کچھ نہین مجھے اے دلربا عزیز

کیا مجھ دے مرا دل پر داغ تیری زلف
ہوتا ہی گنج سانپ کو جان سے سوا عزیز

دولت کی آرزو نہین مجھ خاکسار کو
اکسیر سے ہے بڑھ کے تری خاکپا عزیز

غافل نہین ہون مین کسی یوسف کی یاد سے
ہر وقت ہی زبان کو مرے ورد یا عزیز

قیمت بغیر مجھے کیون دیگا ساقیا
تیرا نہ مین عزیز نہ تو ہے مرا عزیز

کوئی نہین کسی کا زمانے مین واسطی
سب آشنا غرض کے ہین کیا دوست کیا عزیز

کبھی جاتا ہون جو دامن سے ہائی بیداد کے باہر
آدمی اوسکا روان ہوتا ہی جلاد کی پاس

ہون وہ بلبل کہ نہین خوف اسیری سے نجات
آشیانہ ہی مرا خانۂ صیاد کے پاس

کون احسان طبیبونکا اوٹھائے سر پہ
درد سر کا جو مداوا ہے تو جلاد کی پاس

کشتہ ہون اوس قد موزون کا وصیت ہی یہی — دفن ہو باغ مین مردہ مرا شمشاد کے پاس
صرف ہی سینہ خراشی مین عجب ناخن غم — تیز اسطرح کا تیشہ نہین فرہاد کے پاس
ہون وہ وحشی رگ جان تن سی نکلکر دوڑے — نیشتر ہو تری مژگان کا جو فصاد کے پاس
کرکے محبوس خبر خاک قفس مین لے گا — کہ سوا دام کے دانہ نہین صیاد کے پاس
بوسہ اونکے لب شیرین کا ہی کیسا شیرین — قند ایسا تو نہو گا کسی قناد کے پاس
زخم کھائین گے جو تن پر تو مزہ اوٹھے گا — ساتھ خنجر کے نمکدان بہی ہی جلاد کے پاس
بیٹھتا ہی مرے نزدیک تو مجنون اسطرح — جیسے شاگرد مودب کسی استاد کے پاس
ابکی سودا ہے بڑے جوش پہ لاؤ جاکر — کوئی بھاری سی جو زنجیر ہو حداد کے پاس
مرغ دل کیون نہ پھنسائین تری زلفونکی لٹین — دام ہی دام نظر آتی ہین صیاد کے پاس
سایہ اوسپر جو تری قد کا پڑا ہے اوترک — قمریان رعب سی آتی نہین شمشاد کے پاس
کون ہی سرو جو بندہ قد موزون کا نہین — خط غلامی کا تمھارے ہی ہر آزاد کے پاس

واسطی دور ہون اوس راحت جان سی جب سے
عیش آتا نہین میرے دل ناشاد کے پاس

آرزو گل کی نہ ہمکو ہی گلستان کی ہوس — ہے ہوس دلکو تو سیر کوی جانان کی ہوس
اسطرح ہی ہمکو سیر کوی جانان کی ہوس — جسطرح بلبل کو ہوتی ہی گلستان کی ہوس
ناتوان ہوکر کردن کیا کوی جانانکی ہوس — مور کو زیبا نہین ملک سلیمان کی ہوس
بوریا کافی ہی کجکول گدائی ہے بہت — مجھہ گدا کو کب ہے تاج و تخت سلطانکی ہوس
اک جہانکو شوق ہی اوس حور کا دیکھے مکان — کون ہی جسکو نہین ہے باغ رضوان کی ہوس
کچھ اگر ہوتی تری چاہ زنخدان کی خبر — پھر سکندر کو نہوتی آب حیوان کی ہوس
چاہتا ہی دل کہ کھاؤن زخم پر پوشیدہ زخم — تیغ ابرو کی ہوس ہی تیر مژگان کی ہوس
آرزو ہی خار صحرا کو پھٹے دامن مرا — پنجہ وحشت کو ہے میرے گریبان کی ہوس

سیب جنت بھی جو رضوان سامنے لائے نہ لے
یوسف دلکو ہے اوس سیب زنخدان کی ہوس

چشم طامع یا قناعت بھرتی ہے یا خاک گور
جیتے جی موقوف کب ہوتی ہے انسان کی ہوس

چاہتا ہے غیر چھلا پائے تیری ہاتھ سے
دیو کو ہے خاتم دست سلیمان کی ہوس

یار کا چہرہ دکھا یارب کہ ہے جوش شباب
فصل گل مین ہے تماشای گلستان کی ہوس

اشکباری پر اگر آجای اپنی چشم تر
خشکسالی مین کرین دہقان نہ بارانکی ہوس

واسطی ہمجنس کو ہمجنس سے ہوتا ہے انس
ہون پریشان ہی مجھے زلف پریشان کی ہوس

فراق یار مین کرتا ہون بار بار افسوس
یہی ہے ورد کہ افسوس صد ہزار افسوس

شب فراق مین رہتا ہون بیقرار افسوس
نہ صبر دلکو نہ باقی ہے اختیار افسوس

رقیب ہین چمن حسن یار مین گلچین
غم فراق ہے میرے گلے کا ہار افسوس

ہوا نہ مثل سکندر نصیب آب حیات
رہا مین بوسۂ لب کا امیدوار افسوس

جو ایکبار بھی دیکھون نہ زلف و عارض یار
تو کیون کرون نہ شب و روز لاکھ بار افسوس

مین اوس پری سے کرون حال دل بیان کیونکر
جو ساتھ ساتھ رہین لوگ سایہ وار افسوس

ہمارے رونے سے کیا خاک فائدہ نکلا
کہ دلمین یار کی ہے ابتلک غبار افسوس

ہماری خاک کو برباد کر دیا جبسے
نہ آیا فاتحہ کو بھی سر مزار افسوس

بگڑتی جاتی ہے سرکار واسطی اوٹھی
کچھ ایسے جمع ہوئے ہین صلاح کار افسوس

درہم کی ہے تلاش نہ دینار کی تلاش
آنکھونکو ہے تو دولت دیدار کی تلاش

کعبہ مین ہے گذر کبھی بتخانے مین گذر
گھر گھر پھرا رہی ہے ہمین یار کی تلاش

اوس گل کو ہے جو خط مجھے لکھوا کے بھیجنا
کرتا ہون کاتب خط گلزار کی تلاش

مطبوع کوئی شکل دکھائی نہ بخت نے
یوسف کی مدتون سر بازار کی تلاش

دیوانگی ہماری اذیت پسند ہے
ہر آبلے کو ہے خلش خار کی تلاش

جو لوگ بیگناہ ہین پوچھے گا اونکو کون
عفو خدا کو ہوگی گنہگار کی تلاش

پایا کبھی نہ رزق مقدر سے بھی سوا
ثابت ہوا یہ ہمکو بیکار کی تلاش

جاتا ہے سوی کعبہ کوئی کوئی سوی دیر
ساقی ہے ہمکو خانۂ خمّار کی تلاش

سایہ ہے اوسکو بال ہما کا بھی ناپسند
جسکو ہے تیرے سایۂ دیوار کی تلاش

آتا نہین ہے خواب مین اک شب وہ سیم تن
رہتی ہے ہمکو دولت بیدار کی تلاش

دریا مین غرق ہوتے ہین لیکن غنی ہی دل
اس پار کی ہی فکر نہ اوس پار کی تلاش

اسلام و کفر سے الگ اپنا طریق ہے
تسبیح کی ہوس ہے نہ زنّار کی تلاش

لڑنا ہی ہمکو چرخ سے ایدل کوئی تو آہ
ہنگام جنگ ہوتی ہے تلوار کی تلاش

زہد و ورع سے ہوتا ہی تعمیر پاک دل
مزدور کی ہے فکر نہ معمار کی تلاش

ہستی سے کوچ ملک عدم کو ضرور ہے
ہے ہمکو واسطی کمر یار کی تلاش

شب وصل بت دلخواہ خاموش
موذن غل نکر للہ خاموش

ہر ہی دیوانگی مین ہین نئے رنگ
کہینون گاہ نالان گاہ خاموش

پکارو غیر کو تم جب سر بزم
رہے کیا بندۂ درگاہ خاموش

دکھایا جلاکے داغ دل جو مینے
رہا کہہ کر وہ رشک ماہ خاموش

رقیب آگے مرے کرتا نہین بات
حضور شیر ہے روباہ خاموش

کبھی پوچھی جو راہ عشق ہمنے
رہا حیرت سے خضر راہ خاموش

کوئی پرسان نہین ہے صورت نی
رہیون مین خواہ نالان خواہ خاموش

گلا ای واسطی قسمت کا تا چند
یہ قصہ کہ کہین کوتاہ خاموش

ردیف

زلف اگر دیکھے کرے اپنا دل مانوس رقص
جسطرح گلشن مین کرتا ہی کوئی طاؤس رقص

چرخ کافر کو مری نالون پہ کیا آئیگا رحم
برہمن کرتا ہی سنکر نالۂ ناقوس رقص

سبحۂ سیارہ دیکھے چرخ پر سمجھا یہ مین
دیو کرتے ہین میان خانۂ منحوس رقص

تیری کرتی کی اگر جالی نظر آتے اوسے
صورت صوفی کرے خوش ہو کی جالینوس رقص

بزم مین اوس ترک کی پڑتی ہی جب تیغ نگاہ
ہو کی بسمل شمع کرتی ہی تہ فانوس رقص

شاد ہی اپنا دل پر داغ یاد زلف مین
جسطرح ابر بہاری مین کرے طاؤس رقص

شاد ہے دل گردش چشم بتان سے واسطی
دور ساغر کو سمجھتا ہے یہ کیکاؤس رقص

عالم حیرت مین مجھکو انجمن سے کیا غرض
بلبل تصویر ہون صحن چمن سے کیا غرض

دور یارونسے بیابان مرگ قسمت نے کیا
کام کیا تابوت سے مجھکو کفن سے کیا غرض

اوس سے یاد اللہ لازم ہی تو اس سے رام رام
اختلاف دین شیخ و برہمن سے کیا غرض

صحبت یاران ہمدم سے ہی لطف زندگی
جب وطن برباد ہو جائے وطن سے کیا غرض

اٹھ گئین دامن گریبان جوش وحشت مین عبث
تیرے عریان کو یہ پیرو پیرہن سے کیا غرض

محفلون مین اہل دنیا کی مین جاکر کیا کرون
حق یہ ہی عزلت نشین کو انجمن سے کیا غرض

یار سے آزردہ ہین دربان سے کیا مطلب ہمین
بت کی جب چھوڑی پرستش برہمن سے کیا غرض

جامہ زیبو نکو مبارک رخت زیبا ای جنون
شوق عریانی ہی ہمکو پیرہن سے کیا غرض

صاف دل ہین ہم کدورت سے ہی ہمکو کام کیا
آئینہ ہے اپنی پیشانی شکن سے کیا غرض

کسکو دیتی ہی صبا ترغیب گلگشت بہار
ہی چمن داغونسے دل ہمکو چمن سے کیا غرض

نکہت گیسوے جانانسے معطر ہے دماغ
ہمکو بو ہی نافۂ مشک ختن سے کیا غرض

بوسۂ لب لیجئے رخ پہ دہرا ہی اوسکی رخ
اب حلب مین ہو گئے وارد یمن سے کیا غرض

چھٹ گئے جب یار یارون سے تو پھر یاری کہان
روح کو ہی بعد مرنے کے بدن سے کیا غرض

سنگ در اوسکا پرستشگاہ ہے اپنے لیے
خانقاہ شیخ و دیر برہمن سے کیا غرض

پھنس گیا ہے دل جو گیسو مین تو پھنسنے دیجیے
آپکو اس قید ہی دام محن سے کیا غرض

عقل و دانش ہے جو تجھکو کر روش اپنی درست
واسطی سارے زمانے کے چلن سے کیا غرض

وصف عارض مین جو ہو تحریر خط
مہر کی پیدا کرے تنویر خط ++

کیجیے کیا یار کو تحریر خط
چاک کر ڈالے گا وہ بے پیر خط

یہی گردش ہے مری تقدیر کی
پھیر لایا قاصد دلگیر خط

آتے ہین بنکر بلا ئنک نامہ بر
لکھ رہا ہے کاتب تقدیر خط

وصف عارض جب کیا مینے رقم
بنگیا قرآن کی تفسیر خط

ذبح جب ہوتے تھے ہم قاصد پھرا
یار کا آیا یہ شمشیر خط ++

وصف خط و خال و زلف و رخ لکھے
بنگیا ہے صفحۂ تصویر خط

وصل کی امید سے دل ہے غنی
ہوگیا حق مین مرے اکسیر خط

سخت جانی سے ہے پتھر دل مرا
کیا پڑے گا تجھسے اے شمشیر خط

ایک بھی لکھتا نہین ہے وہ جواب
کرچکے ہین ہم سیکڑون تحریر خط

واسطی قاصد روان ہے سوے یار
چھوڑتا ہے کوئی کاغذ گیر خط

رقم کیا ہے اوسے اب تو اضطرار مین خط
بہا دے آب مین یا وہ جلا دے نار مین خط

اوڑائین پھرنے کہو بجائین کوی یار مین خط
ہے اب تو نامہ رسانون کے اختیار مین خط

جو بعد مرگ پھرا کوے یار سے قاصد
تو دوستون نے مرے رکھدیا مزار مین خط

مجھے یہ ڈر ہے کہ قاصد کمال مضطر ہے
کہین کمر سے نہ گر جاے اضطرار مین خط

کدورت دل محبوب صاف ظاہر ہے
کبھی لکھا بھی تو لکھا خط غبار مین خط

کرین وہ قاصد اگر اعتراض گستاخی — تو کہیو اوسنے یہ لکھا ہے اضطرار مین خط
مکان یار جو معلوم نامہ بر کو نتھا — لیے پھرا وہ ہر اک شہر و ہر دیار مین خط
یقین ہوا کہ وہ گل پارہ سال سے ہے خفا — نہ اوس بہار مین لکھا نہ اس بہار مین خط
سنا نئین لوگ مجھے پڑہ کے بدلیین کے — خدا کرے کہین آجاے اختصار مین خط
چھپا کے یار کو لکھا تھا ہمنے عشق کا حال — گمان تھا کہ پڑہیگا وہ گل ہزار مین خط
ہر ایک سطر ہو غیرت فزای سنبل تر — لکھون جو مدحت گیسوی تابدار مین خط
نہی ہے دست وکمر نامہ بر کی کیا معلوم — کنوئین مین پھینک کے آیا کہین کنار مین خط
وہ سخت جان ہون میری بدن پہ ایک جگہ — ہزار ضربت شمشیر آبدار مین خط

ضرور ہے کہ ہو پروانہ واسطی قاصد
کسیطرح تو پہونچ جاے بزم یار مین خط

ممکن نہین ہے خار سے داماں کی احتیاط — دست جنون سے کیا ہو گریبان کی احتیاط
رخسار یار کو نہ چھوؤنگا مین بی وضو — دیندار کو ضرور ہے قرآن کی احتیاط
ہے پنجہ جنون کی درازی اگر یہی — کیا ہو سکے گی ہمسے گریبان کی احتیاط
چھینٹین مرے لہو کی نہ پڑجائین وقت قتل — قاتل تجھے ضرور ہے داماں کی احتیاط
انچل ہٹے نہ سر سے دوپٹے کا ایک دم — لازم ہے یار زلف پریشان کی احتیاط
اسلام وکفر اوس رخ وگیسو سے مل گئے — ہندو سے اب نہین وہ مسلمان کی احتیاط
حرص وہوا سے دہر سے دل کی ضیانہ کہو — حرصر سے ہی ضرور چراغان کی احتیاط
حرص وہوا ہی سیل تو غیظ وغضب ہے برق — لازم ہی انسی خرمن ایمان کی احتیاط
کمہ وملک نہ حشر مین تولین مرے عمل — منظور ہو جو بلہ میزان کی احتیاط

محنت سے مال جمع ہوا ہے یہ واسطی
درد سخن سے چاہیے دیوانکی احتیاط

لفظ ہمیشی ہین سب املا غلط الف تا غلط
ہے کتاب ہستی موہوم سر تا پا غلط

مقصد منصور انا الحق سے یہ تھا حق پر ہے ہم نہین
دار پر کھینچا اونہین جسنے وہی سمجھا غلط

ہے بجا نمرود عاجز ایک پشئی سے جو ہو
ہوکے بندہ کیون خدائی کا کرے دعویٰ غلط

ہمچشم و کاوا کے وہ یہ مصرع دیوان حسن
سرو گلشن سے ہے تشبیہ قد رعنا غلط

تم سوا مجھکو کسی سے کام دنیا مین نہین
غیر جو کہتے ہین تمسے ہے یہ سر تا پا غلط

ایسے ہی ہوتے ہین حسن و عشق مین ناز و نیاز
وحشت مجنون نہ بے پروائی لیلی غلط

دشت وحشت مین ہزارونکی ہوئی مٹی خراب
کچھ نہین مضمون سطر جادہ صحرا غلط

جب بیان کرتے ہین وہ قصہ ہمارے عشق کا
قصہ گو یونسے وہ کہتے ہین یہ ہے قصہ غلط

لکھتے ہین سب ایک نقطہ بائے ابجد کے تلے
زیر لب ہرگز نہین اوس خال کا نقطہ غلط

اوسکے عنقاے دہن کا کب ہے ہستی مین وجود
کیون اوڑاتے ہین خبر یہ مردم دنیا غلط

کچھ نہین اس بات مین اے واسطی میرا قصور
میرے دیوان کو محرر نے اگر لکھا غلط +

کھیلنا اپنی جان پر ہے شرط
بازی عشق مین جگر ہے شرط

ہین جہان مین ہنر شناس بہت
آدمی کے لیے ہنر ہے شرط

سمجھے بیٹھے ہین کس لیے غافل
موت نزدیک ہے خبر ہے شرط

عشق مین نام سہل ہے لیکن
مثل فرہاد درد سر ہے شرط

راہ الفت مین چاہیے ہمت
دل کے دینے کو کچھ جگر ہے شرط

ظلمت شام غم نے گھیرا ہے
بد دعاے نالہ سحر ہے شرط

قصہ ہجر طول ہے اوس سے
عرض احوال مختصر ہے شرط

دیدنی ہے وہ رخ حجاب مین بھی
اک ذرا تیز یہ نظر ہے شرط

ہے وسیلہ ظفر کا قصد سفر
گر ظفر چاہیے سفر ہے شرط

آپ آتا ہے دوڑ کر معشوق	جذبۂ عشق مین اثر ہے شرط

سہل سمین تنون کا عشق نہین ٭
واسطی اسمین صرف زر ہے شرط

کون کہتا ہے کہ اعجاز بیان ہے واعظ
اپنے نزدیک تو کچہ ہیچمدان ہے واعظ

واعظ سن سن کے تری دل ہوئے جاتی ہین فگار
حق مین رندونکی چھری تیری زبان ہے واعظ

خوب دیکھا تو یہ سمجھے کہ ہے پھیکا پکوان
گرچہ اونچی تری ظاہر مین دکان ہے واعظ

کھائے جاتا ہے ہر اک شخص کا بک بک کے دماغ
مجھکو سودا ہے کہ تجھکو خفقان ہے واعظ

لوگ کہتے ہین جسے زخم سنان سے بڑہکر
حق تو یہ ہے وہ ترا زخم زبان ہے واعظ

عرش اعلے کیطرف کرتا ہے ایما نادان
ہم جو کہتے ہین کہ اللہ کہان ہے واعظ

اس عمامے کے سوا اور نہین کوئی شرف
سر بزرگی تری رندون پہ عیان ہے واعظ

کیا دلاویگا دم حشر تجھے صاف طہور
شیشۂ مے کیطرح پنبہ دہان ہے واعظ

تو برا انکو کہے گا تو کہین گے یہ بھی ٭
منہ مین رندونکے بھی آخر کو زبان ہے واعظ

مجلس وعظ مین یہ کون حسین آیا ہے
چشم رغبت سے جو اوسکو نگران ہے واعظ

جی مین آئے تو ذرا اوسکی ملاقات کو چل
صاحب خلق بڑا پیر مغان ہے واعظ

دیکھہ تو چل کے کہ ہوتی ہین جہان پیر جوان
میکدہ ہے کہ کوئی باغ جنان ہے واعظ

غائبانہ نہین میخوارون کی غیبت اچھی
کھا نہ مردار کہ ماہ رمضان ہے واعظ

تیرا کہنا تو سر آنکھون پہ مگر مہلت دے
کہ ابھی دختر انگور جوان ہے واعظ

آگے دیوار بدیوار تھا میخانے کے
واسطی اب نہین معلوم کہان ہے واعظ

تنگ آیا ہون مین سن سن کے بیان واعظ	کاٹ ڈالونگا کسی روز زبان واعظ
زخم پر زخم لگاتا ہے بیان واعظ	کاٹ تلوار کا رکھتی ہے زبان واعظ

مجلس وعظ چمن ہے جو ہو گوش شنوا
سرو منبر ہے تو قمری ہے لسان واعظ

دل مین آجائے تو ہو تی ہوئی دم بھر کو ملول
بادہ خوار وہی سر راہ مکان واعظ

باتین بڑھ بڑھ کے یہ رندو نسے کیا کرتا ہے
یہی بڑھنا ہے تو گھٹ جائیگی شان واعظ

ہے بہت مرتبہ پیر خرابات بلند
کب پہونچتا ہے وہان فہم و گمان واعظ

ماہ نو ابروے پر خم کا دکھادے جو وہ مست
ابھی ہو جاتی ہے عید رمضان واعظ

بھول کر منہ سے لگانا نہ کبھی ای رندو
زہر ہے زہر ہے حلواے دکان واعظ

دختر رز کی لطافت کا اگر وصف کرے
ہو تیون سے ابھی بھر دون مین دہان واعظ

بادہ خوار ونکی ترقی ہے تنزل اوسکا
جانتے ہین یہ بہار اپنی خزان واعظ

دل لگی سمجھے نہ رندون کی برے کہنے کو
مفت برباد نجائے کبھی جان واعظ

لائق قطع و برید اسکو سمجھتا ہون مین
یہ جو مقراض سی چلتی ہے زبان واعظ

سنکے ذکر لحد تنگ شکنجے مین کھنچا
پھر نہ دکھلائے خدا مجھکو مکان واعظ

شان مین اوسکے قصیدہ کوئی کہنا کیسا
مر بھی جائے تو نہون مرثیہ خوان واعظ

عرش سے بڑھ کے ہے پرواز قدح نوشونکی
تا در خلد ہے حد طیران واعظ

واسطی دلکو کسیکے نہین ہوتا ہے اثر
روز کرتا ہے خطا تیر کمان واعظ

روشن ہے سب یہ گو نکھی کچھ زبان شمع
پوشیدہ ایک پر نہین سوز نہان شمع

دریا بہاتے گر مژہ خون فشان شمع
ممکن نہین کہ کم ہو ذرا سوز جان شمع

آتش مزاج جو ہین نہین اونسے چشم فیض
دیکھے کبھی نہ رزق ہما استخوان شمع

وہ شعلہ رو ہے تو کہ ترے سوز عشق سے
جلتی ہے صورت پر پروانہ جان شمع

کرتی صفت وہ عارض پر نور یار کی
گویا جو بزم دہر مین ہوتی زبان شمع

قرب حبیب مرگ ہے عاشق کیواسطے
پروانہ جل گیا جو ہوا میہمان شمع

جلنے سے گر کوئی پر پروانہ بچ گیا — تعویذ بنگیا وہ پئے حرز جان شمع
اس بزم میں ہے کون کسیکا شریک حال — کوئی بھی پوچھتا نہیں اشک روان شمع
کیا وصف رخ میں تیری کہے اس سے کمی ہوئے — گلگیر نے جو بزم میں کاٹی زبان شمع
کس شب ستی کیطرح یہ جلکر ہوئی نہ خاک — پروانے کر چکے ہیں بہت امتحان شمع
فانوس پاپنچی کو کہیں ہم تو ہی بجا — ہے ساق پا ہی یار یہ ہمکو گمان شمع
تن میں وہ سوز غم ہے کہ دیکھے جو میری نبض — اونگلی لگی طبیب کی جلنے بسان شمع
ہوگا جو تیری عاشق دل سوختہ کا کوچ — پروانے آگے لیکے چلیں گے نشان شمع
باغ جہان میں رنگ تلون ہے کس قدر — شب کو بہار شمع ہے دنکو خزان شمع

تاب سماعت تب غم کب ہے واسطی
قصہ سنوں پتنگ کا یا داستان شمع

مرے دل کیطرح شب بھر جلی شمع — سحر کی جب ہوئی آمد چلی شمع
کسی پروانے کا پھسلا اگر پاؤن — زبان سے بولا و ٹھی یا علی شمع
بندھا مضمون جو اوسکے ساق پا کا — عجب بندش کہ سانچے میں ڈھلی شمع
بہار آئی کہ تم محفل میں آئے — برنگ نخل گل پھولی پھلی شمع
کسی پروانہ کو کیا درد سر ہے — دکھاتی ہے جو رنگ صندلی شمع
سواری کسکی نکلی شہر میں رات — کہ ہے ہر کوچہ مشعل ہر گلی شمع
جو یون ٹہرکر دو گے بزم میں رقص — تو گل کر دیگی دامن کی کلی شمع
برص سمجھے صباحت کو وہ اپنے — جو دیکھے تیری صورت سانولی شمع
جلاتے کیون نہ دلکو تیرہ بختی — ہوئی جب شام محفل میں جلی شمع

کرے اوس رخ سے دعوی واسطی کیا
نہ دیوانی نہ ایسی باولی شمع

مال کی ہمکو نہ دولت کی طمع
ہے فقط گنج قناعت کی طمع

لقمۂ غم کی ہے یون خواہش مجھے
جسطرح بھوکون کو نعمت کی طمع

ایک تو بوسہ لب شیرین کا دو
ہے زبان کو اپنے لذت کی طمع

ہین جہان مین طالب امر محال
جو یہان کرتے ہین راحت کی طمع

کون بہتر تھا بھلا زہاد سے
گر نہوتی انکو جنت کی طمع

خواہش مے ہے ہمین یون ساقیا
جسطرح پیاسے کو شربت کی طمع

حال دیکھو صاحب اکسیر کا
خاک چھنواتی ہے دولت کی طمع

طبع رکھتے ہین غنی تیرے گدا
کب ہے انکو ملک و دولت کی طمع

حال قارون سنکے یہ ثابت ہوا
باعث آفت ہے دولت کی طمع

مجتمع کرتے ہین دولت بیحساب
ہے حریصونکو قیامت کی طمع

خاک اوڑتی ہے ہماری بعد مرگ
ہے ترسے باران رحمت کی طمع

ہے مزاج اوس شوخ کا فرقت پسند
اپنے دلکو عیش وصلت کی طمع

عرصۂ محشر مین ہمکو واسطی
ہے پیمبر سے شفاعت کی طمع

ہے کھولے لالہ باغ مین دکھلاکے چار داغ
ایسے تو ہین جگر مین ہمارے ہزار داغ

کیا میرے دلکو عشق مین ہو ناگوار داغ
ہے حسن کی کچہری مین یہ راہوار داغ

آخر یہ سوز عشق مرے کام آئے گا
مرنے کے بعد ہوگا چراغ مزار داغ

معشوق عاشقون پہ جو ہوجائین مہربان
طاؤس کو نہ دے کبھی ابر بہار داغ

ظاہر ہے آفتاب مین اور میرے دل مین فرق
پوشیدہ ہے یہان تو وہان آشکار داغ

شاید اسے بھی سرو چراغان بنائینگے
کیون میرے دلکو دیتی ہو تم بار بار داغ

تھوڑے سے رہ گئے ہین مرے آشنا عزیز
دنیا نے اب مجھے مرے پروردگار داغ

محروم ہون نظارۂ چشمِ حبیب سے
دیتی ہے کیسی گردشِ لیل ونہار داغ

انجم نہین ہین یہ ترے ہاتھون سے ای قمر
ہین سینۂ سپہر مین یہ بیشمار داغ

عقبے کا عیش ہے ہمین دنیا مین بھی نصیب
دکھلا رہے ہین باغِ جنان کی بہار داغ

پایا ہے وہ مزا ابھی آسودگی نہین
ای چرخ اور دی ہمین دو تین چار داغ

ملتا ہے زر خزانۂ الفت سے واسطی
دیتا ہی داغ پر ہمین وہ گلعذار داغ

کیا جلاؤن مہروش تیری مقابل مین چراغ
کب کوئی کرتا ہی روشن دنکو محفل مین چراغ

احتیاجِ روشنیِ شمع راتون کو نہین
ہے خیالِ روی جانان اپنی محفل مین چراغ

ناتوان ہون چاہیے پہلے تجسس بعد قتل
ساتھ خنجر کے ہے لازم دستِ قاتل مین چراغ

ہون جو مین وحشیِ شبِ تاریک مین صحرا نورد
غول دکھلائین مجھے آ کے منزل مین چراغ

خوف کیا تاریکیِ راہِ عدم کا عشق مین
شعلہ ہای داغ دکھلائینگے منزل مین چراغ

وہ بھی جلتا ہی شبِ فرقت مین تا وقتِ سحر
ساتھ دیتا ہی ہمارا وقتِ مشکل مین چراغ

غسلِ دریا کو جو آئے وقتِ شب وہ شعلہ رو
ہون حبابِ آب سب آغوشِ ساحل مین چراغ

غور سے دیکھو تو محفل سے نہین کم دشتِ نجد
قیس پروانہ رخِ لیلی ہے محمل مین چراغ

ہو سکے کیا دخلِ زندانِ خیالاتِ جہان
جلتے ہین داغونکے اپنے خانۂ دل مین چراغ

ڈھونڈھنا لازم ہی پہلے اہلِ ہمت کا نشان
چاہیے کاسے کے بدلے دستِ سائل مین چراغ

چھا گیا ایسا جہان مین میر ہزیانونکا دہوان
دنکو اب درکار ہے ہر ایک محفل مین چراغ

آگیا زندان مین کسیکے روی روشن کا خیال
بنگئے حلقے سلاسل کے سلاسل مین چراغ

ہو جہان معشوق خود آتی ہین عاشق دوڑ کر
کب طلب کرتا ہی پروانونکو محفل مین چراغ

جلوۂ معشوق کی ہی دیدۂ عاشق مین قدر
پھول ہین گلشن کے پیشِ چشمِ عنادل مین چراغ

کوردلکو کب نظر آتا ہے معنی کا فروغ
واسطی بیکار ہی اندھونکی محفل مین چراغ

خود نہیں جاتی ہین ہم کوچۂ جانان کیطرف | شوق کھینچے لیے جاتا ہی گلستانکی طرف
رخصت اي طوق وسلاسل کہ بہت دن گذرے | قصد زندان سے ہمارا ہی بیابانکی طرف
ضعف سے دل کا نہ ارمان جنون مین نکلا | رہگیا ہاتھ مرا اوٹھ کے گریبان کی طرف
ابر کو دیکھ کے بیجا نہیں طاؤس کا رقص | تخت بلقیس کا آیا ہے سلیمان کی طرف
دل جلانے کا سبق ہمنے جو تعلیم کیا | فاختہ اوڑ کے گئی سرو چراغان کی طرف
دل سے اوس حور کی الفت نہ لیس گھٹی | تن رہا روح گئی روضۂ رضوان کی طرف
موت کی یاد فراموش ہنوز ندون کو | چاہیے روز گذر گور غریبان کی طرف
سامنا اوس لب جان بخش کا جب ہو نہ سکا | لعل اوڑ اوڑ کے گئے شہر بدخشان کی طرف
نہیں منظور کسیکی ہمین خاطر شکنی | ہم تو ہندو کی طرف ہین نہ مسلمان کیطرف
ہون وہ وحشی کہ مرے پاؤن جو تھکجاتے ہیں | آبلے دوڑتے ہین خار مغیلان کی طرف
وادی نجد مین کیا منتظر لیلے ہے | کان مجنون کے ہین آواز حدی خوان کیطرف
نہین نکلا یہ تری چاہ ذقن سے خط سبز | گذر خضر ہوا چشمۂ حیوان کی طرف
ہو جو بے پردہ وہ رخ ذکر ہے کیا ذرون کا | چشم حربا نہ پڑے مہر درخشان کیطرف

واسطی شاہ خراسان کی زیارت ہو ضرور
ہند سے کوچ کرو ملک خراسان کیطرف

ہنگام سیر باغ جو آیا خیال زلف | سنبل پہ طائیے دل کو ہوا احتمال زلف
دل کو جو مانگتی ہے تو دے عذر کچھ نہیں | ہمسے تو ہو سکے گا نہ رد سوال زلف
فارغ نہیں ہین غم سے حسین بھی جہانگیر | بیمار چشم یار ہے ابتر ہے حال زلف
تا صبح اژدہے نظر آتے ہین خواب مین | رہتا ہی شام ہی سے جو ہمکو خیال زلف
سنگ جفا سے وہ کہین ٹوٹے نہ استخوان | شانہ کرے سمجھ کے سر گوشمال زلف
یارب نہ اوسکے حسن جوانی کو ہو زوال | خط کو سفید ہونے نہ دے اتصال زلف

تیغ

ریش سفید پیر پہ ہنستے نہ یہ جوان
کچھ بھی جو اپنے دلمین سمجھتے مآل زلف

تاتب ہے اتنو حسن پرستی سے دل مرا
کھینچے کمند نکلے اسے کیا مجال زلف

خوشبو ہے اسقدر کہ نہ یہ پیچ ہی نہ خم
سنبل سے کیا سمجھ کے کوئی دے مثال زلف

ہے چھوٹنا محال مقید رسے کے پیچ سے
دل سے کسیطرح نہین جاتا خیال زلف

خط سے ہے اور مصحف رخسار کی نمود
کسواسطے ہین آپ پریشان مثال زلف

چہرے کا اوسکے برق یہ ہمکو ہوا گمان
ابر سیہ اوٹھا تو گیا احتمال زلف

آگاہ واسطی ہے سفید و سیاہ سے
یہ خوب جانتا ہے کمال و زوال زلف

جہسا کوئی جہان مین نہین مبتلای زلف
سر مین بھری ہی روز ازل سے ہوای زلف

افشان کی شوق مین یہ تماشا دکھای زلف
تاری سب آسمان کی ابھی توڑ لائی زلف

ہرگز تمام ہو نہ عبارت کا سلسلہ
لکھین جو خط شوق مین ہم ماجرای زلف

روز سیہ کے دام مین مدت سے قید ہون
سر سے کسیطرح نہین ٹلتی بلای زلف

شانے کیطرح سے جو زبانین ہین ہزار
ہرگز نکر سکون مین سر مو ثنای زلف

وجہ موافقت ہے پریشانی سرشت
زلف آشنای دل ہے تو دل آشنای زلف

اب نقد جان بچیگا نہ اپنے متاع دل
خط سیہ بھی اوسکا ہی رہزن سوای زلف

تازہ ہی روی یار کو خون دل و جگر
شانہ ہے اپنا پنجہ مژگان برای زلف

جوش جنون مین وصل کی عشرت کہان نصیب
اب ہتکڑی ہی ہاتھ مین اپنی بجای زلف

حاضر گلا پھنسانے کو ہے اپنا مرغ دل
پھر شکار دام تو اپنا بچھاے زلف

کام آئینگے یقین ہی مری مشت استخوان
شانے تو بعد مرگ نہین سر سے جای زلف

مجموعہ حواس کا شیرازہ کھل گیا
ہنگام شب خیالی یہ پریشان ہوا ے زلف

دیکھین گے آفتاب تہ ابر کا فروغ
دامن مین لا کہ چہرے کو اپنے چھپائی زلف

ہوکر خجل چمن سے گریزان ہو سنبل بار
ای دل نکل نہ سینے سے باہر شب وصال

سنبل کو پیچ و تاب جو اپنی دکھای زلف
ڈر ہے نگل نہ جای تجھے اژدہای زلف

دیوان مرا ہے چہرۂ معشوق واسطی
سطرین ہین زلف دائرے ہاین حلقہ ہای زلف

یا رب کوئی جہانمین نہو مبتلای عشق
مرنا غم فراق مین ہی انتہای عشق

پہلے جنون ہے بعد گذرنا جہان سے
وہ ابتدای عشق ہے یہ انتہای عشق

محمود و قیس و وامق و فرہاد اور مین
کس پر نہین جہان مین نزول بلای عشق

کی سیر آسمان و زمین کی تو یہ کھلا
دونون جہانمین خاک نہین ہی سوای عشق

مشکل ہے اشک و آہ سے فرصت تمام عمر
دلمین مقام عشق ہی آنکھومین جای عشق

کعبے سے کچھ غرض ہی نہ مطلب ہی دیر سے
بیگانہ اک جہان سے ہے آشنای عشق

پیدا کیا خدا نے مجھے عشق کے لیے
ہے عشق میری واسطے مین حسن برای عشق

کیون سر پہ بار منت عیسی اوٹھایئے
اچھا نہوگا یہ مرض لا دوای عشق

آتی ہے مجھکو دیر و حرم سے یہی صدا
واجب ہے سجدہ در دولتسرای عشق

دونون جہان کا ہی وہ حقیقت مین بادشاہ
ہی جسکی سر پہ سایہ بال ہمای عشق

کوئی ہو قتل اسکو غرض اپنی زیب سے
خون ہزار کشتہ ہی رنگ حنای عشق

ہے پادشاہ وقت حوادث سے کام کیا
نیرنگی زمانہ ہے دلق گدای عشق

داغ جنون عیان ہین جو سر سے قدم تلک
گلدوز ہی یہ تن پہ ہماری قبای عشق

شبہا در انتظار تو مے گفت واسطی
یارب چو من مباد کسے مبتلای عشق

سمجھی اوٹھا جو پردۂ دولتسرای عشق
ایسی کبھی ہین دل نے مرے نالہای عشق

ہے حسن داخل حرم کبریای عشق
آتی نہین زبان سے صدا اب سوای عشق

اوڑ جائین کوہ برہم و درہم ہون آسمان
اپنا جو زور شور دکھائی ہوائے عشق

اتنے پسے ہیں زمین چھپائی ہین استخوان
شاید کرم کرے ادھر آئی ہمائے عشق

کشتی گڑے ہین کہ جو قابل ہین سیکڑون
مملو مسافرون سے ہی مہمانسرائے عشق

کر تو زیارت لحد قیس نجد مین ٭
اب تک یہ آرہی ہے صداہائے ہائے عشق

وہ کون عضو تن ہے کہ جسمین نہین ہے درد
ہو رنگ رخ شکستہ تو آئی صدائے عشق

کچھ رنگ بوستان محبت کا ہے جدا
کانٹونکو پھول کرتی ہے آب ہوائے عشق

دشت جنون سے پھر کے یہ کیا آئین شہر مین
ناآشنا زمانے سے ہین آشنای عشق

نعمت تمام خلق کی لبریز ہو چکی
خالی ابھی ہے کاسہ دست گدای عشق

فرہاد و قیس و وامق و نل سب یہین چلے
تن پر ہمارے ٹھیک ہوئی ہے قبائے عشق

عیش و نشاط بزم جہان ناگوار ہے
جلدی چراغ زیست بجھائی ہوائے عشق

آتا جو مین عدم سے نہ ہستی مین واسطی
پیدا الٰہی نہ عشق کو کرتا خدائے عشق

روز شمار کے ہے برابر شب فراق
دیکھیں تمام ہوتی ہی کیونکر شب فراق

ہے دشت ہولناک مرا گھر شب فراق
غولونکی مشعلین ہین منور شب فراق

ہون سخت تنگ کس سے گلا کاٹ کر مرون
قبضے مین ہی نہ تیغ نہ خنجر شب فراق

بستر پہ مثل مردہ پڑا ہے تن ضعیف
تاریکی لحد سے ہے بدتر شب فراق

ہے مثل زلف یار درازی اگر یہی
ہوگی نہ صبح تا دم محشر شب فراق

پوچھو نہ حال کچھ کہ مین زندہ ہون گور مین
دل اسقدر رہا ہے مکدر شب فراق

روزن تمام کم دہن یار سے نہین
ہے غار اژدہا کہ مرا گھر شب فراق

انجم نہین ہین صاف مرے قتل کو یہی
گویا چمک رہی ہین یہ خنجر شب فراق

تا صبح تھا جو موت کی آنے کا اشتیاق
آنکھیں مری رہین طرف در شب فراق

گذری شب وصال کہ چلتی تھی جام مے
لبریز اب ہے عمر کا ساغر شب فراق

گردون پہ جو ستارہ ہی عقرب ہی کم نہین
ہی کہکشان پہ شبہہ اژدر شب فراق

رکتے نہین ہین آنکھو نمین آنسو کسیطرح
دہو جاہی کاش زیست کا دفتر شب فراق

برگشتگی نصیب کی یہ ہے کہ ضعف سے
سر پھر رہا ہے آتے ہین چکر شب فراق

شمع و چراغ ہین تو کہان روشنی کا نام
گردون پہ ہی تو ماہ انور شب فراق

مرغ سحر کی ہے نہ موذن کی ہے صدا
سنسان ہو رہا ہے مرا گھر شب فراق

پھر پھر گئی ہے در تلک آ آ کے موت بھی
کیسا پھرا ہوا ہے مقدر شب فراق

نیند آ سکے خاک ایسی مصیبت مین واسطی
زنبور سرخ ہین گل بستر شب فراق

ہی عشق آب و رنگ گل روی یار تک
وحشت کا جوش ہے ہمین فصل بہار تک

ہستی سے چل سکے خوف ہی تہماری کا کیا
تانتا لگا ہوا ہے عدم کے دیار تک

ہین فاتحہ کے بعد فنا ہم امیدوار
آؤ کبھی کبھی تو ہمارے مزار تک

یاران رفتہ کا کہین باقی نہین نشان
نقش قدم کہان نہین گرد و غبار تک

دوڑا پیادہ جا سے سوا قیس ناتوان
پہونچا مگر نہ لیلے ناقہ سوار تک +

ہر گام گو کہ ضعف نے جھکو تھکا دیا
آخر کو گرتے پڑتے گیا کوی یار تک

پایا کہین جواب نہ اوس سبزہ رنگ کا
ہر چند ہند مین مین گیا سبزوار تک

وہ تاجور کہ جنکے مکان تھی فلک شکوہ
باقی نہین ہین اونکے نشان مزار تک

ساقی پلا ہی جا ہمین ساغر شراب کے
انعام دینگے ایک سے توڑی ہزار تک

ہو کر بشر ہون رزق سی کیا نا امید ہم
رہتے ہین گرسنہ نہ کبھی مور و مار تک

لایا ہے دور چرخ دہان ہمکو واسطی
جس دشت مین نہین شجر سایہ دار تک

ای دل سمجھ کے بوسہ زلف سیاہ مانگ — اوڑتا ہوا یہ سانپ ہی اس سی پناہ مانگ

ملتے ہیں اک سوال میں دونوں جہاں یہیں — در پر گدا کے بھیک تو ای بادشاہ مانگ

ریحان ہے کفش آبلہ پائے قدم — سر دی خدا تو داغ جنون کی کلاہ مانگ

حاضر ہیں جان جو مال سی انکار ہے کسے — جو مانگنا ہو تجھکو وہ اے شہنشاہ مانگ

عاشق نہ اوسکے مانگ کا ہوئے دل غریب — اندیشہ ناک راہ ہی اس سے پناہ مانگ

دل گم ہوا ہے زلف میں ملتا نہیں مگر — کوئی نہ کوئی اسکی نکالے گی راہ مانگ

خالی نہیں ہے فیض سے ایکدم در کریم — دیتا ہی بی طلب وہ نہ مانگ اوس سی خواہ مانگ

ہو قصد باغ کا تو رخ اوس لالہ رو کا دیکھ — پیاسا جو ہو تو اوسکے زنخدان سی چاہ مانگ

مصرع در کریم پہ ہے یہ لکھا ہوا — جو مدعا ہو ہمسے طلب گر جو چاہ مانگ

شل ہوں جو پاؤں طاقت رفتار کر طلب — کم سوجتا ہو تجھکو تو نور نگاہ مانگ

آمادہ ستم وہ صنم ہے تو واسطی
تو صبر کر خدا سے دعای رفاہ مانگ

سوز غم سی یہ مری سینے میں جلتی ہی آگ — سانس لیتا ہوں اگر منہ سی نکلتی ہی آگ

فی الحقیقت وہ کنواں ہی غم می ایسا قی — روز پانی کی جگہہ جس سی اوبلتی ہی آگ

سنگدل جلتی ہیں اونسی ہی شرارت کی بنا — آہن و سنگ سی دیکھو کہ نکلتی ہی آگ

سوز دل سی وہی حال مری چہرے کا — رنگ زر جیسے تپانے میں بدلتی ہی آگ

سرکشی گرم مزاجوں کی دم عجز بھی ہے — پا دن رکھتی نہیں پر دوڑ کی چلتی ہی آگ

ترے محرور یہ دم خاک کریں لوگ دعا — پھونکتا ہی جو کوئی اور بھی جلتی ہی آگ

واسطی قصد جو گھلتی ہے خبوئین میرے
سبکو ہوتا ہے گمان یہ کہ وہ چلتی ہی آگ

تلاش یار میں ہے رہنما دل — لیے پھرتا ہے مجھکو جا بجا دل

اگر ہوتا نہ زلفون پر فدا دل
تو کیون ہوتا بلا مین مبتلا دل

مین اوسکے ہجر مین روتا ہون دن رات
کہ جسنے ہنستے ہنستے لے لیا دل

یہ سودا ہم سمجھ کر مفت لیتے
جو بوسے کے عوض وہ مانگتا دل

ہوا کس بے وفا کا آشنا تو
برا تیرا ہوا اے نا آشنا دل

ہوئے بیخود جو دیکھا جلوہ حسن
تمھین پایا تو اپنا کھو گیا دل

کہین کیونکر نہ مجھکو اہل دل لوگ
مین وہ ہون جسنے مانگا دیدیا دل

دعا دی مجھکو پاکر اوس پری سے
نہین دیکھا ہے ایسا باوفا دل

نجا سکیگے قیامت تک محبت
مبارک ہو تمھین صاحب مرا دل

سنے نالے تو پر ظالم نے کترے
ہوئی مقراض منقار عنادل

نہین اس دل مین جا داغونکی خالی
الٰہی ہو عنایت دوسرا دل

جفا کر اسقدر مجھپہ نہ اے بت
خدا سے ڈر کہ ہے اللہ کا دل

نہین پھولون سے کم داغ محبت
حقیقت مین ہے باغ دلکشا دل

نہ سمجھا واسطی مین سوز غم سے
کہ شعلہ ہے مرے پہلو مین یا دل

سر ہی چلنا ہی دم تیغ پہ مشکل قاتل
ہی مسافر کے لیے سختی منزل قاتل

اسقدر تجھسی ہے مانوس مرا دل قاتل
دہن زخم صدا دیتی ہین قاتل قاتل

پاون کب گنج شہیدان سی بڑھا سکتا ہون
تیرے شمشیر کے جوہر ہین سلاسل قاتل

ناخن تیغ سے مقتل مین کھلی دل کی گرہ
حل ہوا آج مرا عقدہ مشکل قاتل

زعفرانی ہے جو تلوار کا تیری رومال
ہنس رہے ہین دہن زخم سی بسمل قاتل

سبد گل سے زیادہ ہین لہو کے تھالے
کیا تماشا ہی تری کشتونکی محفل قاتل

بسملون نے گل عارض جو ترا دیکھا ہی
ہچکیون مین بھی ہی آواز عنادل قاتل

سر ٹپکتا ہون یہ ہے شوق شہادت مجکو
یا خدا کیون ہی مری حال سی غافل قاتل

تیری کشتونکا دم نزع ہو گیا بیڑا پار
بحر شمشیر کا کوسون نہین ساحل قاتل

چل کے مقتل سے نہ منہ پھیر کے دیکھا اوسنے
ہم پکارا کیے کس یاس سے قاتل قاتل

زار ہون زار نہایت ہین بجز رسوائی
کچھ بھی ہوگا نہ مرے قتل سی حاصل قاتل

دھیان دلمین جو تری چاند سی رخسار کا ہے
چاندنی سے نہین ڈرتی تری بسمل قاتل

ابرو و گیسو و مژگان کا تو مذکور ہی کیا
روی معشوق کا ہوتا ہے ہر اک تل قاتل

واسطی قتل ہوا نجد مین مجنون بی تیغ
ہو گئے دید رخ صاحب محمل قاتل

ہمسے بھاگیگا جو تو سیکڑون منزل قاتل
کھینچ لائیگی کمند کشش دل قاتل

دور کراون نہ کسطرح تری محفل مین
ہون مین مجبور کہ قابو مین نہین دل قاتل

ذبح کے وقت مقدر کی رسائی دیکھو
خلد مقتل ہے مرا حور شمائل قاتل

کشتنی وہ ہون اگر قصد مین مقتل کا کرون
آئی لینے کو مرے سیکڑون منزل قاتل

اسقدر شوق شہادت مین تڑپتا ہون مین
دل ہی سینے مین مری طائر بسمل قاتل

اک نظر اونکو دکھا دی رخ سیمین اپنا
تجھسی مقتول دیت کی نہین سائل قاتل

عید قربان ہی ملاتا ہے گلے سی گیا تیغ
پہلے تو آکے شہیدونکے گلے مل قاتل

عشق خط رخ جانان سے حذر کر اے دل
ہے یہ سبزہ صفت زہر ہلاہل قاتل

تیری شمشیر کو کافی ہے یہی سنگ فسان
مری چھاتی پہ جو یہ پتھر کی ہی سل قاتل

سر جدا سینہ جدا ہاتھ جدا پاؤن جدا
لاش میری نہین تشہیر کے قابل قاتل

قتل ہونا جو مرا خار رقیبان کو ہوا
آج پھوٹے مرے سب آبلۂ دل قاتل

قدم شوق نہین ٹھہرے یہ دراز سی کم
دم مین جا پہونچون اگر ہو کہیں منزل قاتل

کسکو مقتول کیا ہے کہ یہ بیتابی ہے
ہاتھون سینے مین اچھلتا ہی ترا دل قاتل

مجکو اور غیر کو کر ایک ہی خنجر سے نہ ذبح ۔ چاہیے تجکو تمیز حق و باطل قاتل

واسطی حسرت دیدار تو نکلے دم ذبح
شکر صد شکر ملا حور شمائل قاتل

کسکو فراق یار مین ہے آرزوی گل ۔ نشتر رگ دماغ کو ہی موج بوی گل
پھرتے ہین عشق باز بھی معشوق کے کہین ۔ کیسی ہوا چلی رخ بلبل ہو سوی گل
روکر چمن مین کرتے ہین بلبل کو ہم ذلیل ۔ ہنسکر بگاڑ دیتی ہین وہ آبروی گل
حاصل کبھی نہ اوس رخ روشن کی ہو صفا ۔ شبنم چمن مین لاکہہ کرے شست وشوی گل
تقدیر عندلیب کی سوگند کھائیے ۔ ہر صبح اوٹھکے دیکھتی ہی پہلے روی گل
خاطر پسند اوس رخ گلگون کی ہی بہار ۔ ہمکو تلاش لالہ نہ ہی جستجوی گل
بلبل کی کچہ صبا نے قفس مین نہ لی خبر ۔ تجبو ڈون بہی اسطرف کبھی لائی نہ بوی گل
بلبل کو ذبح باغ مین صیاد اگر کرے ۔ نہر اوسکے خون کی جو ہو وان ہوتے سوی گل
خوشبو ہی تن سے کسکے معطر ہوا چمن ۔ کانٹونکو سونگھتا ہون تو آتی ہی بوی گل
جز حسن و عشق ذکر نہین بزم یار مین ۔ مذکور عندلیب ہے یا گفتگوی گل
مژگان کا وصف سنکے وہ لکر خفا ہوا ۔ چڑ سے کہ ذکر خار کیا روبروی گل

صحن چمن سے سینہ پر داغ کم نہین
ای واسطی نہین ہے ہمین آرزوی گل

اس باغ مین ہوی تر و تازہ ہزار پھول ۔ پھولا نہ ایک بھی صفت روی یار پھول
بوے وفا کہان کہ ہمارے مزار پر ۔ لاکر کبھی کسی نے چڑہاے نہ چار پھول
لمرہ ہے یار کا کہ دکان گلفروش کی ۔ انبار ہر جگہہ نظر آتے ہین ہار پھول
ہے بے ثبات گلشن ایجاد کی بہار ۔ پھولین نہ چار دن کے لیے ای ہزار پھول
کیا پیر میفروش کوئی گل فروش ہے ۔ ہر دم جو مانگتا ہے ہر اک بادہ خوار پھول

زر جسکے پاس ہو اوسی کیونکر خوشی نہو
یہ وجہ ہی جو ہنستی ہین بے اختیار پھول

دان رخ پہ خط یہان بدن زار و داغ سب
یہ پھول پر ہین خار وہ بالائے خار پھول

منظور میکشی ہو تو گلشن مین آیئے
ساغر لیے ہوئے ہین سر شاخسار پھول

نرگس مریض چشم ہے سنبل اسیر زلف
غنچے دہن پہ صدقے ہین منہ پر نثار پھول

جو داغ میرے سینے مین ہے انتخاب ہے
دکھلا رہے ہین باغ مین کیا کیا بہار پھول

بے بہرۂ ازل کو ہی کیا نفع باغ سے
رکھتا ہی پھل نہ سرو نہ نخل چنار پھول

ای واسطی ہین وحشی نازک مزاج ہون
مجھپر ذرا ہنسین تو کرین سنگسار پھول

ہرگز نہو سکے تری رخ سے دوچار چشم
داغون سے ہو بدن جو ہمارا ہزار چشم

رکھتی ہی بسکہ حسرت دیدار یار چشم
مرنے کے بعد وا ہے میان مزار چشم

نکلے گی جان حسرت دیدار یار مین
ہرگز نہوگی بند دم احتضار چشم

ڈرتا ہون مین کہ یار کہین ہو نہ بدگمان
حسرت سے دیکھتی ہی عبث بار بار چشم

کس شہر کس دیار کی سیکھی ہے تمنے رسم
دل لیکے آپکی نہین ہوتی دوچار چشم

جس دل مین تیرا درد نہین ہی وہ دل نہین
دیکھے نہ جو تجھے وہ ہی بے اعتبار چشم

پڑجائیگی نظر کمر یار پر کبھی ÷ ÷
عنقا کا ایک روز کریگی شکار چشم

جو کچھ کیا وہ گردش تقدیر نے کیا
دلکے نہ کچھ خطا ہے نہ تقصیروار چشم

خانہ خراب دل کو ڈبوتے گی ہر جگہہ
ہوئے نہ تر سے گی چین سے زیر مزار چشم

کم برق سے نہین ہے تجلی جمال کی
ہوتی ہی بند دیکھہ کی بے اختیار چشم

فرزند سے محبت مادر ہے آشکار
رکھے نہ طفل اشک کو کیون ہمکنار چشم

آئے ہو حال پوچھنے دیکھو تو اسطرف
کرتے ہو بند شرم سے کیون بار بار چشم

کیون کشت آرزو نہ ہماری ہری رہے
لبریز آب ہے صفت چشمہ سار چشم

ہرگز نہ سیر ہو جو ملین نعمتین ہزار / کتنا حریص ہے یہ سگِ نفس چار چشم

بھڑکی ہی آگ کیا دلِ سوزان مین واسطی
روتی ہی زار زار جو بے اختیار چشم

اوس آفت زمانہ سی ہو کر دو چار چشم / ہے مبتلا ہی گردش لیل و نہار چشم
اوس گل کی یاد مین ہوا گر اشکبار چشم / دکھلا ہی جوش بارش ابرِ بہار چشم
ہے ای نظر یہ تیرے سبب شکار چشم / نادیدہ باز گشت سی ہی شرمسار چشم
بچتا نہین ہی کوئی خدنگ نگاہ سے / آہو ہے یہ آہوی مردم شکار چشم
آنکھین لال کر مری اشکونکو دیکھکر / لائی ہے نذر کو گہر آبدار چشم
نور ابصر کدورت خاطر سے اوڑ گیا / آئی جو دل مین گرد تو لائی غبار چشم
دکھلائی جب فلک نے شبِ ہجر کی سحر / جب ہو گئی سفید شب انتظار چشم
بجلی گری جو ہجر مین ہو بیقرار دل / طوفان اوٹھے جو رونے لگے زار زار چشم
سونا کہان تصور دندانِ یار مین / کرتی ہی اختر ون کو فلک پر شمار چشم
نیرنگی زمانہ سے ہے نیرنگ حسن ہے / دکھلا رہی ہی گردش لیل و نہار چشم
دو ہو گیا وہ برشِ تیغِ نگاہ سے / کی جس سی راہ مین مری قاتل نی چار چشم
جانا ہو نامہ لیکے مت تجھے نامہ بر تو جا / طوطی کی طرح جسے نہ بدل بار بار چشم
ای دل ہی ہر سطر سرمے کی دنبالی سی اگر / اوس بت کی ہی ستارۂ دنبالہ دار چشم
واہے یہ مثل دیدۂ انجم سحر تلک / ہوتی نہین ہے بند شبِ انتظار چشم

رہتی ہے مثل دیدۂ نرگس کھلی ہوئی
ای واسطی ہی دید کی امیدوار چشم

ہو چکے ہین ذبح تیغ غمزۂ قاتل سی ہم / کم تڑپنے مین ہین کیونکر کسی بسمل سی ہم
[illegible] نکلتے کوچۂ قاتل سے ہم / ہین مگر مجبور اپنے اضطراب دل سے ہم

روز ہم رندون کا تو بک بک کی کہتا ہی دماغ
تنگ ہین ناصح تری تقریر لاطائل سی ہم

طالب دیدار کو کیا دوزخ و جنت سی کام
بارہا یہ سن چکے ہین مرشد کامل سے ہم

جنکے دل قابو مین ہین وہ راز سی واقف نہین
حال دل انہی کا پوچھینگے کسی بیدل سی ہم

چلے ہین کعبہ کہین ابرو کو تیرے اے صنم
سنگ اسود کو جو دین تشبیہہ تیرے تل سی ہم

دار فانی مین کہان مثل شرر ہمکو ثبات
آنکھ کہلتی ہی گذر جائینگے اس منزل سی ہم

دل سی دلکو راہ ہوتی ہی مثل مشہور ہے
تیرے دل کا حال پوچھین گے اب اپنے دل سی ہم

گرتے پڑتے جابجا ہر گام اوٹھتے بیٹھتے
کوچۂ محبوب مین پہونچے بڑی مشکل سی ہم

در تلک تم بھی جو آوگی تو کیا ہو جائیگا
طالب دیدار آئے ہین کئی منزل سی ہم

جب تلک دریا مین تھے ہستی تھی اپنی مثل موج
مٹ گئے جب ملگئے آکر لب ساحل سے ہم

لاغری مین ہی ارادہ پھر نہون ہرگز جدا
صورت جوہر لپٹ کر خنجر قاتل سے ہم

شوق ان جادو نگاہون کا ستاتا ہی ہمین
سحر جا کر سیکھ آوین کشور بابل سے ہم

کیون پریرو ہمکو دیوانہ بناتے واسطی
کیا کرین ہین عشق مین مجبور اپنے دل سی ہم

نہ مجھے کفر سے مطلب ہی نہ اسلام سے کام
ہان تری ذات سی مطلب ہی تری نام سی کام

دلکو ہے اوسکے رخ و زلف سیہ فام سے کام
کون رکھتا ہی دیار حلب و شام سے کام

ابتو رہ کہتا ہی قدم عشق مین ہوتا ہو سو ہو
کچہ نہ آغاز سے مطلب ہے نہ انجام سے کام

چشم میگون کی تصور مین ہون بیخود ساقی
نشہ ہی سی نہ مطلب مجھے جام سے کام

آنکھ آئی نہین اوس فتنۂ عالم کی نظر
کب نکلتا ہی مرا گردش ایام سے کام

چشم بد دور مری آنکھین ہین دیدار پسند
کچھ بھی نکلے گا نہ قاصد خط و پیغام سی کام

تم تو فارغ ہو کہین ذکر ستمگاری سے
میرے دلکو نہین راحت و آرام سے کام

رات کو آؤ اگر دنکو نہین آتے ہو تو ہو
ہے فقط مجھکو تو اے مشفق من کام سے کام

ہوس دانہ فقط دام مین لائی صیاد
ورنہ کیا تھا مجھے اس کشمکش دام سی کام

مانگین اوس طفل سے کیا سیب ذقن کا بوسہ
پختہ کارونکو نہین اس ہوس خام سی کام

گالیان روز بہک کر جو دیا کرتا ہے
واسطی مجھکو ہے اوس مست مئی آشام سے کام

اوسکے کوچے مین اب نجا بیٹھینگے ہم
صبر کو اپنے آزمائین گے ہم

اسلیے ہے تلاش مجنون کی
اپنا قصہ اوسے سنائین گے ہم

خوف ہے اپنے ضعف سی یہ ہمین
نازکیونکر ترے اوٹھائین گے ہم

غم یہی ہے تو ایک نالے مین
ہفت افلاک کو جلائین گے ہم

دیکھہ ای دل سوال وصل نکر
وہ جو بگڑے تو کیا بنائین گے ہم

کہتے ہین دام زلف دکھلا کر
سیکڑون مرغ دل پھنسائین گے ہم

ہجر مین سیکے تیغ کا پانی
اپنے دل کی لگی بجھائین گے ہم

ہے اگر الفت کمر مین یہ ضعف
دو ہی دن مین نظر نہ آئین گے ہم

بے حجابی پسند ہے اوسکے
جام پر جام اوسے پلائین گے ہم

ہین وہ وحشی کہ حشر کر دینگے
اپنی زنجیر اگر ہلائین گے ہم

اوسکے در پر جبین یہ رگڑینگے
خط تقدیر کو مٹائین گے ہم

اوسکے رخ کے ہین دیکھنے والے
آنکھہ خورشید سے ملائین گے ہم

ہر طرح وصل اوس سے ہے منظور
آپ جائین گے یا بلائین گے ہم

آنکھہ وہ فتنہ گر لڑا دیکھے
جان ای واسطی لڑائین گے ہم

شوق یوسف مین لگا یوی زلیخا بکھین
او ہم تم سر بازار تماشا دیکھین

ہوشیاری نی پھنسایا ہے ہمین قید مین سخت
کب مصیبت سی چھڑائی ہمین سودا دیکھین

اے پری حور اوتر آئے اگر جنت سے
آنکھ اوٹھا کر نہ تیری عاشق شیدا دیکھیں

زور چلنے کا نہیں رستم و سہراب کا بھی
آگے اوس ترک کے آنا ہو اگر آ دیکھیں

ہے یقین پھر نہ رہے دعوے یکتائی حسن
کبھی آئینہ تو یہ آئینہ سیما دیکھیں

نظر آتا نہیں کچھ بے بصری کے باعث
دیدۂ دل ہو جو بیدار تو کیا کیا دیکھیں

ارنی کہتے ہیں دیدار کے طالب ہیں بہت
اپنی طاقت تو ذرا حضرت موسیٰ دیکھیں

حرف تم منہ سے نہ نکلے یہ اوڑیں ہوش و حواس
نبض بیمار محبت جو مسیحا دیکھیں

کان بہولونکے ملی دیدۂ نرگس ہمکو
کیا سنیں گلشن آفاق میں ہم کیا دیکھیں

نقد جان کی ہے طلب خنجر جلاد کو روز
کب ٹلی سر سے ہمارے یہ قضا دیکھیں

نیکو دین دلکو جو نالان نہ ہے الفت میں
ہمسے کیونکر ہو کہ ہم سرو دیہ بالا دیکھیں

قبر سے حشر میں اوٹھنا تو پڑیگا لیکن
ہمسے ہوگا کہ رخ مردم دنیا دیکھیں

کیا تماشا ہے کہ داغون سے چراغان ہیں ہم
شمع رو دور کھڑے رہ کے تماشا دیکھیں

دل کو اولجھن ہے جگر منہ کو چلا آتا ہے
کب عیان ہوتی ہے صبح شب یلدا دیکھیں

ماہ شعبان ہمیں ای ابرو قاتل دکھلا
کہ تجھے دیکھ کے ہم سبزۂ مینا دیکھیں

ارنی منہ سے نکالیں نہیں پڑتی جرأت
جو نہ ہو قابل دیدار اوسے کیا دیکھیں

شہر سے تنگ بہت آئے ہیں ای جوش جنون
کوئی جنگل کوئی وادی کوئی صحرا دیکھیں

واسطی سینہ پر داغ ہے اپنا گلشن
اپنی خاطر کہ وہ آئین تو تماشا دیکھیں

حال ابتر ہو تو گیسوی رسا بن جاؤن
جسقدر عشق میں بگڑوں میں سوا بنجاؤن

نامہ بھیجے جو طلب کا تجھے وہ غیرت گل
اسقدر جلد چلوں میں کہ ہوا بنجاؤن

آنکھیں تلووں سے تو ہر گام ملوں وقت خرام
کاش میں راہ میں نقش کف پا بنجاؤن

بیٹھتا ہے تری دیوار پر آکر ہر صبح
زاغ کو مدنظر ہے کہ ہما بنجاؤن

ساتھ چھوڑون نکسی بیکسی مین محبوبون کا
وہ اگر نکہت گل ہوان مین صبا بنجاؤن

مرکے عشق لب جانبخش کا جائے نہ اثر
خاک ہوجاؤن جو مین خاک شفا بنجاؤن

اہل دولت جو کرین طعن میری عسرت پر
زر دخجالت سے ہون ایسا کہ طلا بنجاؤن

زیب معشوق رہے مد نظر صد مو ئین
جل کی سرمہ ہون تو مین پسکے حنا بنجاؤن

گھٹ کے بھی یہ تن زار ہوا ہے تو کیا
کاش اوس شوخ کا مین بند قبا بنجاؤن

مشق فریاد سے فصد دل مجنون ہے کہ مین
گردن ناقہ لیلے کا درا بنجاؤن

فائدہ کیا ہے جو گھر بیٹھے ہوے جلوہ نما ہون
کاش مین شمع مزار شہدا بنجاؤن

ای فلک کوئی تو ہو رنگ تکلف حاصل
رخت شادی نہ سہی شال عزا بنجاؤن

نہ پھرے روی توجہ تری جانب سے کبھی
تو جو کعبہ ہو تو مین قبلہ نما بنجاؤن

واسطی دل تو ابھی تک تو ہے شاہی کی ہوس
کوچہ فقر مین ہو چکون تو گدا بنجاؤن

شعرا بندش مضمون گہر کیا جانین
عالم غیب کی یہ لوگ خبر کیا جانین

وصل کا دن بھی کبھی آئیگا یا جائیگی جان
چاہنے والے ترے نفع و ضرر کیا جانین

زندگی تک ہے فقط گردش ایام کا غم
ساکن زیر زمین شام و سحر کیا جانین

دشت گردی ہے جدا گوشہ نشینی ہے جدا
خانہ پروردہ آرام سفر کیا جانین

کیون نہ بیدرد میرے اشک بہائے ہین تمام
جوہری جو نہون وہ قدر گہر کیا جانین

رخت و عریان بلا فرق ایک ہی دیوانون کو
ہوش تک جنکو نہو عیب و ہنر کیا جانین

اہل ہستی ہین کہان واقف احوال عدم
جو وطن مین ہین وہ ایذای سفر کیا جانین

دعوی حسن ہے بیجا ترے رخسار سے
یہ ملاحت یہ نمک شمس و قمر کیا جانین

خبر باغ قفس مین ہین صبا سے ہے کیا
پھول لائے کہ ہوئی سبز شجر کیا جانین

جب نظر کبھی چشمون سے ہے پانی جاری
روکنا اشک میرے دیدہ تر کیا جانین

نیک جو ہین وہ نہین صحبتِ بد سے واقف
اہلِ مسجد کسی خمار کا گھر کیا جانین

عیش و آرام کے طالب ہین مجازی عشاق
مزۂ زخمِ دل و داغِ جگر کیا جانین

گرچہ پیری نے بنایا ہی مجھے خاکستر
گرمیان وہ ہین جنہین برق و شرر کیا جانین

واسطی دام و قفس سے نہین واقف ہم تو
باغ مین رہتے ہین صیاد کا گھر کیا جانین

بڑھکے ہے جام جہان بین سے تماشا دلمین
کہ نظر آتی ہے ہر دم نئی دنیا دلمین

ادبِ حسن نے ہونے نہ دیا بوس و کنار
وصل کی شب بھی رہی دلکی تمنا دلمین

ای اجل اور بھی دو روز مجھے مہلت دے
دیکھ ظالم ابھی ارمان ہین کیا کیا دلمین

اوڑکے پہونچونگا ہین کچھ اوسکی گلی دور نہین
پر نکل آئین گے ہو شوق تو پیدا دلمین

ایسا آسان نہین بیمارِ محبت کا علاج
کچھ نہ کچھ سوچکے آئے ہین مسیحا دلمین

کیا عنایت ہے خدا کی کہ یہان جیتے جی
ہے خیالِ رخ و قد جنت و طوبی دلمین

آبلے پاؤن مین جتنے تھے وہ سب پہوٹ گئے
ای جنون بس رہی وہی تھا جو پھپولا دلمین

خالِ مشکین کا تصور نہین جاتا ہے کبھی
داغِ سودا ہی ہی یا ہے سویدا دلمین

غمزہ و ناز مناسب نہین میرے آگے
جا ہی معشوقۂ دنیا کی نہین جا دلمین

کسقدر ہمکو ہی الفتِ جانان ہے عزیز
تن مین جان آنکھ مین پتلی ہی سویدا دلمین

مے سے گو جام ہمارا ہے تہی مثلِ حباب
ہے جگہ اپنی دلِ ساقی دریا دلمین

پاس آتے نہین ہرگز ہین بلاتا ہون ہزار
نہین معلوم کہ وہ سوچتے ہین کیا دلمین

ہون وہ درویش کہ ہے ہاتہ مرا کوزۂ گدا
وہ تونگر ہون کہ ہے وسعتِ صحرا دلمین

یادِ گیسو مین جو لی سانس تو خوشبو آئی
مشک نافہ ہے الہی کہ سویدا دلمین

یاد اللہ کی ہے احمد و حیدر کا خیال
کعبہ دلمین ہے نجف دلمین مدینا دلمین

واسطی کیسے شرف حق نے محمد کو دیے
خلقت پاک ہوئی عہدِ شہ عا دلمین

فرق پیری سے ہے اب تاب و توانائی مین
چاہیے بیٹھے رہون گوشۂ تنہائی مین

اپنے سایہ سے بھی رم کرتا ہے رشک پری
وحشت ایسی ہے کہان آہوے صحرائی مین

چاہتے ہین یہ خوشی تیرے نظارہ کی صنم
پتلیان رقص کرین چشم تماشائی مین

پہر د تجکو دوتا کہتے ہین ای زلف رسا
سر مو فرق نہین ہے تری یکتائی مین

رخصت سجدہ تو دربان سے تری در پہ ملی
ای صنم کسکو تامل ہے جبین سائی مین

مجکو کیا کام نہ زندہ مرا مردہ وہ کرین
فرق آجائیگا اعجاز مسیحائی مین

شہر والونکے جو ہاتھون سے اوٹھاتی ہین ستم
عمر کرتے ہین بسر مردم صحرائی مین

یاد آیا جو ہمین اوس سے لپٹ کر سونا
صبح تک نیند نہ آئے شب تنہائی مین

شمع رخسار کا ہے ایک جہان پروانہ
شمع کو دخل ہے کیا انجمن آرائی مین

رشک ہے سینۂ پر داغ سے میرے اوسکو
داغ بیوجہ نہین لالۂ صحرائی مین

کبھی کہتا ہون سر بزم جو اوسے کوئی بات
ہنسکے کہتے ہین اسے کہیے گا تنہائی مین

کسنے دکھلا کے یہ جلوہ ہمین بے جان کیا
پڑ گیا مفت خلل صبر و شکیبائی مین

حضرت شیخ جو پھرتے ہین لگائے عینک
اور کچھ بات نہین فرق ہے بینائی مین

کب ہین روتا نہین گھر دیکھ کے اوس سے خالی
ایک دریا سا بھرا رہتا ہے انگنائی مین

واسطی صحبت احباب ہے اپنی تو حیات
کس طرح خضر بسر کرتے ہین تنہائی مین

وہ دل ہی کوئی دل ہے کہ جسمین تو نہین
کسکام کا وہ گل ہے کہ جس گل مین بو نہین

کچھ غم نہین جو ضعف سے تن مین لہو نہین
غم تو یہ ہے کہ تیغ تیری سرخرو نہین

جب تک کہ ہو خموش دہن مین کلام ہے
کچھ گفتگو کرو تو کوئی گفتگو نہین

عارض کا تیرے دیکھنے والا ہون ای صنم
آئینے کی نظر مین میری آبرو نہین

سنبل کو تیری زلف سے ہے کیا مناسبت
یہ خم نہین یہ پیچ نہین ہے یہ بو نہین

کہلائے گا وہ پیر مغان کا مرید کیا — جسکو نصیب بیعت دست سبو نہین
ای گل تری گلے مین ہین جبتک کہ ہم تمیز — گلشن تو کیا بہشت کی بہی آرزو نہین
انکار غائبانہ ہے قاتل کو قتل سے — کیا جان ہی کبہی تو مرے روبرو نہین
کسکی نگاہ لطف سے مسجد ہے میکدہ — خالی شراب سے کوئی ظرف وضو نہین
دیوانہ ہو رہا ہون مین پنجہ مین بیڑیان — جسدن سے ہاتھہ یار کا طوق گلو نہین
آنکھونسے دلسی ہو نہ جدا ای خیال یار — تیرے سوا کسی کی مجہے آرزو نہین
ناصح ہو تیری پند و نصیحت مین کیا اثر — آگاہ ذائقہ سے محبت کے تو نہین
گذرین ہزار رنج نہ نکلے زبان سے آہ — عادت گلی کی ہمکو شکایت کی خو نہین
روتے مین ہے خیال جو گیسوی یار کا — دُرِّ نجف کیطرح کس آنسو مین مو نہین
آئینے کیطرح سے جو رکہتے ہین دلکو صاف — ہین دوست نیک و بد کوئی اونکا عدو نہین
اتبک اثر نہ تونے کیا دلمین یار کے — ای اشک کچہ نظر مین تری آبرو نہین
فصاد تر کرے ترا نشتر زبان خشک — اتنا بہی ضعف سی مرے تن مین لہو نہین

رہتا ہے کیف بادۂ الفت سی مست یہ
کچہ واسطی کو حاجت جام و سبو نہین

یارونکی بر خلاف جو صحبت ہی اندنون — ہمکو پسند گوشۂ عزلت ہی اندنون
اوس آفتاب وش سی جو فرقت ہی اندنون — ہر روز مجھکو روز قیامت ہی اندنون
ظاہر ہی بات بات سی اک شورش جنون — مائل کسی پری پہ طبیعت ہے اندنون
حاصل ہوئی ہی وصلت محبوب سیمتن — ہاتہ اپنا اور دامن دولت ہے اندنون
قصۂ تمام لیلی و مجنون کا ہو چکا + — میری تری جہان مین شہرت ہی اندنون
اوس لب کا بوسہ کم نہین آب حیات سے — ہم بہی خضر ہین موت سی فرصت ہی اندنون
دل کیون نہ شاد ہو کہ وہ لکہتی ہین خط پہ خط — ہردم نزول آیۂ رحمت ہے اندنون

آہٹ کے یار راہ سے پھرتا ہے اولٹے پاؤن
برگشتہ مجھسے کیا مری قسمت ہی اندنون

کیا آئے وہ مسیح ہمارے علاج کو
ناساز دشمنونکی طبیعت ہے اندنون

فصل بہار آئی ہی گھر گھر خوشی ہی عام
ماتم کدہ بھی خانۂ عشرت ہے اندنون

آواز ناو نوش سے ایسے بھرے ہین کان
ناصح کی ناگوار نصیحت ہے اندنون

جام و سبو مین سبزہ ہے ابر سیاہ ہے
گلشن مین بادہ خوارونکی صحبت ہے اندنون

باہر نہین نکلتے ہو تم چار چار روز
کیا دشمنونکی سست طبیعت ہے اندنون

گھر میکدہ مین سامنے ساغر شراب کا
قبضے مین اپنے کوثر و جنت ہے اندنون

سارے جہان کی فکر غم ہجر واسطی
آئی اجل تو سب سے فراغت ہی اندنون

کہتا ہون شعر مدحت حسن ملیح مین
اس سے نمک ہی میری کلام فصیح مین

جو حسن یوسفی ہی وہی حسن احمدی
باقی ہے گفتگو تو صبیح و ملیح مین

کہتے ہین جسکو فقر وہ ہی فخر کا سبب
مضمون درج ہے یہ حدیث صحیح مین

قاتل وہ تیری تیغ کا پانی کدھر گیا
کانٹے پڑے ہین پیاس سی حلق ذبیح مین

آسان پسند اونکی طبیعت ہی نامہ بر
کہنا ذرا پیام زبان فصیح مین

ایسا مرض گذر ہو جو قبر حسین پر
خاصیت شفا ہے غبار ضریح مین

سب جانتے ہین اونکی کمر کا نشان نہین
انکار کیا کرے کوئی امر صریح مین

اتنا تو ہے اونکو میری ملاقات کا ہی شوق
ہوتی ہی نذر بندھتی ہین جا کے ضریح مین

کیونکر ہو ایک وصف لب و چشم واسطی
ہے تفرقہ مزاج علیل و صحیح مین

جب سے پابند زلف جانان ہون
کیا کہون کسقدر پریشان ہون

کبھی خندان کبھی مین گریان ہون
ایکجون برق ہون کہ باران ہون

اٹہو آؤ مری عیادت کو
کوئی دم کا مین اور مہمان ہون

ای بتو پیچ سے دعوی الفت
جہونٹہ کہتا نہین مسلمان ہون

ان جفاؤن پہ خامشی تا چند
ای پری مین بہی آخر انسان ہون

کسکو پرواہ ہے سیر گلشن کی
خود گل داغ سے گلستان ہون

ای فلک مجھکو چشم کم سے نہ دیکھ
ذرۂ آفتاب تابان ہون

سیب فردوس بہی ملی تو نہ لون
طالب بوسۂ زنخدان ہون

ناز بیجا وہ مجھ سے کرتے ہین
جنکی مین دوستی پہ نازان ہون

جمع ضدین امر مشکل ہے
وہ تو کافر ہے مین مسلمان ہون

کسکی تصویر آگئی ہے نظر
شکل تصویر مین جو حیران ہون

مجھ سے چھٹی ہی خلق آفت مین
کشتی نوح وقت طوفان ہون

دوستون کا مین دوست ہون دلسوز
دشمنون کا مین دشمن جان ہون

خود ہون بد پر ہون آبروونکی پناہ
دشت مین سایۂ مغیلان ہون

واسطی ہجو ہی سے کیا واقف
مین تو سیدہا سا اک مسلمان ہون

ذرہ ہی افشان کی نہین زلف بت بے پیر مین
اوڑتی پھرتی ہین پریشان خانۂ زنجیر مین

موت آتی عشق ابروی بت بے پیر مین
ڈوبتا ہون قلزم آب دم شمشیر مین

بے کمر تہی بی دہن تہی وہ کہنچی جسدم شبیہ
دو جگہ قرطاس سادہ رہ گیا تصویر مین

قید مین بہی بسکہ اون آنکہونکا رہتا ہی خیال
دیدۂ بادام ہین حلقے مرے زنجیر مین

ہوگیا اوس زلف پر چین تک جو میرا دسترس
کشور چین آگیا بالکل مرے جاگیر مین

وصف خط سبز مین جسوقت کہلتی ہی زبان
طوطیونکو بند کر دیتا ہون مین تقریر مین

آب بہی باہر نہین پاتی ہم ای قاتل نہین
فلس ماہی ہین کہ جوہر ہین تری شمشیر مین

کھینچتا ہی اوس حسین کی تو جو اے مانی شبیہ
صرف رنگ وہی یوسف چاہیی تصویر مین

دولت دیدار لوٹے گی ہماری چشم شوق
سینہ چھپائی لاکھ قاتل دامن شمشیر مین

جانتا انجام ہستی کا اگر مین ناتوان
چھپ رہا ہوتا شگاف خامۂ تقدیر مین

وہ مسیحا ہو مرقع کی جو تمنے سیر کی
جان تازہ پڑگئی ہر پیکر تصویر مین

چاہتی ہی یاد اوس ترک کی وقت نماز
سو نمازی ذبح ہون ہر نعرۂ تکبیر مین

کیا لکھون تعریف مین اوس گیسوی پر پیچ کی
پیچ کا مضمون ہی آسکتا نہین تحریر مین

حاجت رنگ حنا کیا تجھکو ای ناوک فگن
دست و پا گلرنگ کر خون تن نخچیر مین

بہر تسخیر جہان ہو کیون نہ کافی واسطی
اسم اعظم مصطفے کا نام ہے تسخیر مین

خیر کیسی الفت زلف بتان کی پیر مین
بولتی ہین روز کڑیان خانۂ زنجیر مین

جب لگا کرنے مین اونکی زلف پیچان کی ثنا
پڑ گئی الکنت سی گتھی رشتۂ تقریر مین

کھینچتے ہین جب ہمارے چشم گریان کی شبیہ
ڈوب مرتے ہین مصور قلزم تصویر مین

ناقبول خلق ہون ایسا جو مین چھپتا ہون منہ
خون اوتر آتا ہی چشم جوہر شمشیر مین

تیرے دیوانے کے آتی ہین جو زندان مین قدم
شادیانے بج رہے ہین خانۂ زنجیر مین

اشک خون رویا اگر مین کر کی اوس ابرو کو یاد
بھر دیے یاقوت احمر دامن شمشیر مین

ہاتھ سے آئے کسطرح جو شی مقدر مین نہو
ہوگئی عمر اپنی آخر وصل کی تدبیر مین

جان دیتے ہین بتونکی زلف پیچان پر جو لوگ
حشر کے دن آئینگے جکڑے ہوئے زنجیر مین

رنگ لایا دیکھ ای قاتل مرا خون سیاہ
بنگیا یہ سرمہ چشم جوہر شمشیر مین

رو کی دہو ڈالون کا مین تیری مرقع کو تمام
دیکھنا آنکھین بہا پانی مری تصویر مین

حسن کی کشور کی دی تجکو خدا نے سلطنت
شاہی ملک جنون لکھی مری تقدیر مین

کیا حرارت تن مین ہی جسدم کیا مجھکو شہید
ہوگیا پانی کا قطرہ گھل کی پیکان تیر مین

کاتبِ تقدیر کو کیا جانے کیا آیا خیال
حرف سب اولٹی لکھی میری خطِ تقدیر مین

بارہا جو کر چکے تفسیر قرآن مجید
رہ گئے عاجز کلامِ یار کے تفسیر مین

موت اگر آئی تو آئی کربلائین واسطے
ہون اگر مدفون تو صحنِ روضۂ شبیر مین

اوسکے دیدار کی میری مین بھی امید نہین
ہو چکی صبح مگر جلوۂ خورشید نہین

آبِ شمشیر ہے یا آبِ بقا ہے قاتل
کون کشتہ ہے کہ جو زندۂ جاوید نہین

کوچۂ عشق نہین مسلخ قصاب سے کم
مرگ ہی مرگ ہے یان زیست کی امید نہین

کیون نہ ہم مست ہون احوال جہان سے واقف
کون پیمانہ ہے جو ساغرِ جمشید نہین

بیٹھتا ہے کبھی گانے کو جو وہ مہر لقا
چرخ کہتا ہی کہ کچھ رتبۂ ناہید نہین

کوہی سفاک سے کیا خاک پھریگا قاصد
خط تو لکھا ہے جواب آنے کی امید نہین

یار کے گلشنِ عارض مین ہین ہر رنگ کے پھول
گل مہتاب نہین یا گل خورشید نہین

شجرِ فکر کے یہ تازہ مضامین ہین ثمر
کیون نہ پھل لاتی کہ یہ سرو نہین بید نہین

جھوٹی کرتی ہین ثنا اوسکے کمر کی شاعر
کبھی معلوم کسی شخص کو یہ بھید نہین

تودہ ہے سینہ صد چاک ترے تیرون کا
کس جگہ دیکھہ تو سوراخ نہین چھید نہین

واسطی زیست کا دنیا مین بھروسا کیا ہی
کہ سوا ذات خدا کے کوئی جاوید نہین

اِس ستم پر خطرِ روزِ جزا ہی کہ نہین +
آخر ای بت کوئی تیرا بھی خدا ہی کہ نہین

ای طبیبو مجھے للہ بتادو دانستا
مرضِ عشق کی کوئی بھی دوا ہی کہ نہین

روز ہاے کیطرح مین تو ہون قربان تجھپر
مہر مجھہ سے تجھے ای ماہ لقا ہی کہ نہین

ای فلک شکوۂ بیداد جو مین کرتا ہون
تو ہی انصاف سے کہدے یہ بجا ہی کہ نہین

تو کہان اور حسینونکی کہان گرمیِ بزم
ای سپند اب یہ اوچھل ٹپکنی جا ہی کہ نہین

تیرے ہوتے کہ ہدف ہونے پہ مرتا ہون مین
تیر غیرون پہ لگاؤ یہ خطا ہی کہ نہین

نازک ایسی کمر یار نہ بار رکھے یہ +
یہ تن زار مرا تجھ سے سوا ہی کہ نہین

دعوے حسن نکر دیکھہ تو آئینہ مین منہ کو
دوسرا تجھسا حسین ماہ لقا ہی کہ نہین

دشت وحشت سے یہ کانٹو نکی صدا آتی ہی
تر کرے ہمکو کوئی آبلہ پا ہے کہ نہین

چشم محبوب سے دعوی تجھے ہمچشمی کا +
دیکھہ نرگس تری آنکھون مین حیا ہی کہ نہین

کمر یار ہے غایب تو دہن ہی معدوم
نہین معلوم کہ کچھ انکا پتا ہے کہ نہین

واسطی کیون نہ شگفتہ ہو ترا غنچۂ دل
کوچۂ یار مین جنت کی ہوا ہے کہ نہین

کرتا ہی غیر شانہ اوس زلف دلستان مین
یان درد ہو رہا ہی ہر ایک استخوان مین

ہین مرغ خوش نوا ہم اس گلشن جہان مین
جھگڑا پڑیگا بیشک صیاد و باغبان مین

اوس گل کو دیکھنے ہم آئے ہین اس جہان مین
شوق جمال یوسف لایا ہی کاروان مین

دعوت سگ و ہما کی ہی ہمکو کون مشکل
دونون تو سیر ہونگے اک مشت استخوان مین

جائینگے ساتھ لیکر زاہد کو میکدہ مین
کیا لطف ہی جو تنہا داخل ہون ہم جنان مین

عاجز ہی ناوک افگن ہمکو ہدف بنا کر
تیرونکے پر کٹے ہین چلے نہین کمان مین

حاجت چراغ کی ہی کیا مفلسونکے گہر کو
شمع قمر سے روشن فانوس آسمان مین

ہین صورت چراغان داغون سے دونون پہلو
پروانۂ دل اپنا جلتا ہے درمیان مین

کرتے ہین باغبان کی تا فصل گل خوشامد
پھر بات بھی نہ اوسکی پوچھین گے ہم خزان مین

تعریف گلرخونکی ورد زبان ہی ہر دم
منہ مین زبان نہین ہی بلبل ہی آشیان مین

دیوانہ ہو نہین ایسا بازار مین جو آیا
بیڑی نی غل مچایا حداد کی دکان مین

پیاسی مری لہو کی ہر دم ہی تیغ قاتل
جوہر نہ انکو سمجھو کانٹے ہین یہ زبان مین

ہستی مین بھی علاقہ رکھتے ہین ہم عدم سے
قالب ہی اس جہان مین روح اپنی اوس جہان مین

وہ تو قفس سے اوڑ کر پہلی چمن مین پہونچی
صیاد جانتا ہی بلبل ہے آشیان مین

خطِ سیہ نے چہرہ اوس گل کا چھالیا ہے
داخل ہوا یہ کافر کس راہ سے جنان مین

فرقت کی شب لگائی کیا تیر آہ ہمنے
انجم نہین پڑی ہین سوراخ آسمان مین

ای واسطی جو اونسے شمشیر ناز کھینچے
تھے منچلے جو عاشق ٹھہرے وہ امتحان مین

روز آ آ کر ہوا دامن کی دی جاتا ہی کون
آتشِ سودا نہین معلوم بھڑکاتا ہی کون

مہر و مہ کی آئینے میں پیشِ نظر لاتا ہی کون
کوئی روشنگر نہین تو انکو چمکاتا ہی کون

کوئی گل ہی زرد کوئی سرخ کوئی ہی سفید
باغ مین نیرنگیان قدرت کی دکھلاتا ہی کون

کوئی قاتل مین بظاہر تو نہین ہے کوئی لاگ
پھر خدا جانے اودھر کھینچے لیے جاتا ہی کون

کشورِ حیرت کی ساکن بندہ ہین محشر تلک
گل میانِ گلشنِ تصویر مرجھاتا ہی کون

کون جانے ابر کی پردے مین ہی کون اشکبار
برق کی جامی مین کیا معلوم جلاتا ہی کون

ماہ پھرتا ہی جو مثلِ ہالہ مہتابی کی گرد
راتکو جلوہ لبِ بام آکی دکھلاتا ہی کون

دشت وحشت کو چلی ہین ساتھ مجنون اور ہم
شرط بد کر دیکھیے دونون مین بڑھ جاتا ہی کون

خط مرے پہونچے تو اونسے تنگ ہو کر یہ کہا
روکو یہ کاغذ کے گھوڑے روز دوڑاتا ہی کون

سیکڑون صیاد ہین پر کیا اسیری کی امید
صید لاغر ہون مین مجکو دام مین لاتا ہی کون

ہم ہین حق پر ہی یہ ہفتاد و دو ملت کو خیال
محفلِ عالم مین اپنی سی نہین گاتا ہے کون

کوی جانان سی امیدِ رجعتِ قاصد نہین
ملکِ ہستی سی عدم کو جاکی پھر آتا ہی کون

بیخودی چھائی ہی کچھ ایسی کہ ناصح تھک چکا
ہوش اتنا بھی نہین ہمکو کہ سمجھاتا ہی کون

قطعِ امید اپنے مذہب مین دلیلِ کفر ہے
فاقلو لا تقنطوا قرآن مین فرماتا ہی کون

مین ہوا سائل تو اونسے یہ تجاہل سی کہا
در سے در پر مری دیکھو تو چلاتا ہی کون

وادیِ غربت مین سرگردان ہین کیونکر نہ ہم
خضر بھی ہمسے خفا ہین آہ بتلاتا ہی کون

اہل دنیا مال دنیا پر جھگڑتے ہین عبث
چار دن کا ہی یہ میلا جاکی پھر آتا ہی کون

کس سے مانگین کسکی در پر جائین کرنیکو سوال
ہم فقیرون کا بھلا تیری سوا داتا ہے کون

مہربان جتنی ہین سب تا زیست ہین سبان جال
فاتحی کو بھی کسیکے قبر پر آتا ہے کون

خاصۂ اکسیر کے بوٹے کا رکھتا ہی وہ گل
ڈہونڈ ہتی ہین سیکڑون لیکن اسی پاتا ہی کون

ابر نیسان پنجۂ مژگان نہین گر واسطے
روز موتی اشک کی دامن پہ برساتا ہی کون

سوزشِ عشق سے بیتاب رہا کرتا ہون
آدمی ہوکے مین سیماب رہا کرتا ہون

بیقراری ہی مری شدت گریہ مین بھی
آب مین ماہی بے آب رہا کرتا ہون

ضعف پیری سی گریبان مین نہین سر میرا
حرف سجدہ تہِ محراب رہا کرتا ہون

تاج سے مجکو نہ مطلب ہے نہ کجکول سے کام
تارکِ عالمِ اسباب رہا کرتا ہون

ہے کسیکے رخِ پرنور کا دہیان جو گمان
محو نظارۂ مہتاب رہا کرتا ہون

گرِ دیکھتا ہون کسی قلزم خوبی کی مدام
دور مین صورتِ گرداب رہا کرتا ہون

ذبح ہوجانیکا یہ شوق ہی فرقت مین مجھے
وارد مسلخ قصّاب رہا کرتا ہون

تیرے دانتونکی مضامین کیے ہی ہر وقت تلاش
طالبِ گوہر نایاب رہا کرتا ہون

ہے سفر مین خبر اہلِ وطن کا جو خیال
خواستگارِ خطِ احباب رہا کرتا ہون

چاہتا ہون کہ تری نرگس میگون دیکھون
طالب جام میِ ناب رہا کرتا ہون

واسطی فاتح خیبر کا جو ہون دلسے غلام
فوج اعدا پہ ظفریاب رہا کرتا ہون

اوسکے کوچے مین خاک جاؤن مین
ایسے جنون آپ مین تو آؤن مین +

تاب اگر دیکھنے کی لائے کوئی
اپنے داغِ جگر دکھاؤن مین +

ہین یہ ماسنے کے لوگ ناشنوا
نالۂ دل کسے سناؤن مین +

اب خنجر ملے جو قاتل سے — اپنے دل کے لگی بجھاؤن مین
نالے کرتا جو باغ مین جاؤن — عندلیبون کے ہوش اوڑاؤن مین
دل جو لیتا ہے لے وہ دزد حنا — ہون سخی آنکھہ کیا چراؤن مین
تنگ ہون سخت ناتوانی سے — کیونکر اوسکے ستم اوٹھاؤن مین
جی مین ہے کرکے زلف مین شانہ — بات بگڑی ہوئی بناؤن مین

واسطی دل ہے خون فرقت مین
لب سے کیا جام مے لگاؤن مین

روتا ہون سوز دل سے عبث اضطراب مین — رنگ اثر نہین کبھی اشک کباب مین
ہے عکس روی یار کا جام شراب مین — آتا ہے آفتاب نظر آفتاب مین
کیا کیا اوٹھائے رنج امید ثواب مین — دشمن بھی مبتلا نہو ایسے عذاب مین
کیا دشمن قریب ہے دلکو میرے حذر — کب زخم تیغ موج سے ہے فرق حباب مین
ای شہسوار حسن فلک ہے ترا سمند — مطلق نہین ہے فرق ہلال و رکاب مین
کیا سوز دل سے عنصر آب بے ہوا ہوا — پانی جواب نہین مری چشم پرآب مین
دیکھے گلونکو نرگس مخمور سے جو یار — خاصیت شراب ہو پیدا گلاب مین
دیوانہ اک پری کا رہا مین تمام عمر — کیا ڈر حساب کا مجھے روز حساب مین
لازم ہے دل مین یاد ہو حسن ملیح کی — شامل نہو نمک تو مزہ کیا کباب مین
فرفر دیا سوال نکیرین کا جواب — مطلق زبان رکی نہ سوال و جواب مین
کیا احتیاج کشتی مے کی ہے ساقیا — غوطے لگا رہا ہون مین بحر شراب مین
تھا قصد گفتگو کا بہت اونکے سامنے — نکلا نہ کچھ زبان سے مگر اضطراب مین
اللہ رے تیری عارض پرنور کی ضیا — یہ روشنی کہان ہے مہ و آفتاب مین
زاہد کو مے پلا کے ذہین دھو گئے ہین مغ بچے — منظور ہے کہ کچھ تو ہون داخل ثواب مین

ہے برج سنبلہ مین گذر آفتاب کا ۔ یاروی یار گیسوے پرپیچ و تاب مین

کس شمع رو کو قصد ہے دریا کا واسطی
ہے روشنی ہر ایک مکان حباب مین +

دیکھا جو عکس زلف کا جام شراب مین ۔ افعی نظر پڑا قدح آفتاب مین
بے یار رو رہا ہون جو بزم شراب مین ۔ ہر سمت تیرتی ہے بط بادہ آب مین
یہ بھی ہے اوسکی چھیڑ کہ قاصد یہ ہو عتاب ۔ قرطاس سادہ بھیجدیا ہے جواب مین
پھبتی کہی یہ عارض و پھاہے یار پر ۔ کوزے ہین قند کے ورق آفتاب مین
آتا ہے یہ خیال حسینون کو دیکھکر ۔ ہم بھی اسیطرح کے کبھی تھے شباب مین
ساقی سے ہے میکدے مین بھی برساتکا سمان ۔ شیشے مین ہے شراب کہ بجلی سحاب مین
یارب نہا کے بحر مین کون اپنی گھر گیا ۔ موجین ہین بیقرار نہین دم حباب مین
غش سے نچونکتا کبھی تیرا مریض عشق ۔ تیری عرق کی بو جو نہوتی گلاب مین
مسجد سے واعظون نے نکالا سمجھ کے مست ۔ قصد ثواب کر کے پڑے ہم عذاب مین
دفتر ہزارہا یم رحمت مین دھو گئے ۔ فردین مرے گناہ کی ہین کس حساب مین
عاشق ہون ایک گل کا جو قاتل ہی قصد قتل ۔ لازم ہے تجھکو تیغ بجھانا گلاب مین
وہ آسمان حسن حسین ہین کہ ہر سحر ۔ منہ دیکھتے ہین آئنہ آفتاب مین
یوسف کا اور رنگ ہے زنگی کا اور رنگ ۔ کوئی نہین ہے حسن سے خالی شباب مین
دو چار روزے بھی کبھی زاہد و پیو ۔ دس بیس تک گناہ نہین ہین حساب مین
و نسبت کلام بیدہنی کا ہے اون کو عذر ۔ ہے بات لاجواب کہین کیا جواب مین
بوسون کو گنتی گنتے شمار اونکو آگیا ۔ مشاق ہو گئے ہین وہ ابتو حساب مین

کیا احتیاج دیدۂ بیدار واسطی
کس رات دیکھتے نہین ہم اونکو خواب مین

دل ہے خود مردہ تیری بیداد کی حاجت نہین
کشتہ سیماب کو جلاد کی حاجت نہین

صورت طاؤس میرے بال و پر گلدام ہین
صید ہونیکو میرے صیاد کی حاجت نہین

خار صحرا لیتی ہین ہر گام یہان تلوونکی فصد
ای جنون کچھہ نشتر فصاد کی حاجت نہین

کہدو شیرین آئینہ مین دیکھہ لی روی صبیح
بھر جوی شیر کچھہ فرہاد کی حاجت نہین

ہے ہمین بہر زلف شانہ لین دل صد چاک کا
گلرخان کو شانۂ شمشاد کی حاجت نہین

چرخ لے لیتا ہے خود ظالم سی مظلومونکی داد
دادخواہون کو یہان فریاد کی حاجت نہین

بادہ خوارون مین سلیقی سی ہوی ممتاز ہم
علم مجلس کی لیے اوستاد کی حاجت نہین

کر چکا پیدا جو تجھکو خود یہ صانع نے کہا
ہوچکا مطلب بس اب ایجاد کی حاجت نہین

کہدو ظالم سی یہان مرغوب ہی حبس دوام
قید کرتا ہے اگر میعاد کی حاجت نہین

ہون وہ عریان قطعہ لکھون نہین تو بول اوٹھین یہ حرف
ہمکو ہرگز خلعت اوستاد کی حاجت نہین

گل ہمارے داغ ہین شمشاد اپنا نالہ ہے
کچھہ ہمین سیر گل و شمشاد کی حاجت نہین

کیون سفارش کرتی ہین پیر مغان میری لوگ
مرد غیرت دار ہون امداد کی حاجت نہین

کھینچتی ہی کلک تصور سی یہان تصویر یار
واسطی کچھہ مانی و بہزاد کی حاجت نہین

شہر ہی عالم مین جو حضور کے ہین
مجتمع لوگ دور دور کے ہین

کیا چمکتے ہین کان کے پتّے
برگ گویا یہ نخل طور کے ہین

مہر و مہ دیکھہ لین تو گرد پھرین
اگے اون بازوون پہ نور کے ہین

غم کے راتین کٹین بحمد اللہ
مل گیا یار دن سرور کے ہین

چاہتے ہین کہ گھر بہشت سے بنے
منتظر ایک رشک حور کے ہین

اچھے ہین یا برے خدا جانے
جیسے ہین بندے ہم حضور کے ہین

ساقیا ہم سے مے عزیز نکر
ہم تو قابل مے طہور کے ہین

غرق آفاق چشم تر نے کیا — فتنہ طوفان اس تنور کے ہین
بنکے نقشے جو مٹتے ہین ہر روز — کھٹکنے سارے یہ حضور کے ہین
کب ہے دہشت سزای عصیانکی — بندے ہم ایزد غفور کے ہین

واسطی کیا کلیم پر موقوف
ہم بھی پروانے شمع طور کے ہین

کوچہ یار سے اوٹھنے کو تو ہم اوٹھتے ہین — بیٹھ جاتا ہے مگر دل جو قدم اوٹھتے ہین
یون نکلتے ہین مرے سینے سے نالے شبِ ہجر — جسطرح ماہ محرم مین علم اوٹھتے ہین
حضرتِ عشق نے یہ زور دیا ہے ورنہ — کس سے یہ کوہ غم و درد والم اوٹھتے ہین
دل کو اک بوسہ پہ کسطرح مین اوس شوخ کو دون — دام اس جنس گرانمایہ کے کم اوٹھتے ہین
کشتِ امید کو سیراب کرین تو جانین — یون نہ لگئے ترے ای ابر کرم اوٹھتے ہین
منتظر بیٹھے ہین محشر کے بڑی دیر سے ہم — دیکھیے خواب سے کب اہل عدم اوٹھتے ہین
دیکھتا ہون تیرے چہرے کو جو ای حور لقا — لطف نظارۂ گلزار ارم اوٹھتے ہین
ابتو بیٹھے ہین ترے کوچہ مین ہم خاک نشین — خاک سے کب صفتِ نقشِ قدم اوٹھتے ہین
بیخبر اپنے فقیرونکی ذرا ای شہ حسن — ضعف ایسا ہے کہ بستر سے بھی کم اوٹھتے ہین
اصل خلقت مین نہین ظالم و مظلوم جدا — کب یہ اِن ظالمونکے دست ستم اوٹھتے ہین
ابعد مرنیکے عداوت نہین رہتی باقی — دشمن و دوست کے تابوت بہم اوٹھتے ہین

واہ کیا خوب فصاحت ہی سخن مین تیرے
واسطی ذائقہ شعر عجم اوٹھتے ہین

جہان سے دل یہ خدایا اوٹھائے بیٹھے ہین — تجھی پہ لو ترے بندے لگائے بیٹھے ہین
یہ چھیڑ چھاڑ نہین ہمسے بزم مین اچھی — لحاظ شرط ہے اپنے پرائے بیٹھے ہین
او نہین کے واسطے روزِ جزا ہے خلد مین گھر — جو جان دونی ترے کوچہ مین جان فدائے بیٹھے ہین

چلے گی خاک تیری بزم مین شرارت غیر
کہ ہم شریر کا پہلو دبائے بیٹھے ہین

کہے یہ اوس سے کوئی جا کی کہڑی باہر آ
کئی غریب تیری در پہ آئے بیٹھے ہین

خفا ہین کسپہ اوترتا نہین ہے جو غصہ
حضور کس لیے تیوری چڑہائے بیٹھے ہین

بھرا ہے شوقین تیرونکے صید گاہ اوسکا
کئی کہڑی ہین سکئے چارپائے بیٹھے ہین

فقیر ہو گئے ہین بادشاہ سب تجہپر
بھبوت اپنے بدن پر لگائے بیٹھے ہین

فروغ مہر کہین زیر ابر چہپتا ہے
عبث وہ چہرے کو اپنی چہپائے بیٹھے ہین

کریم کون ہے تجہسا رہینگے کیا محروم
جو آسرا تیرے در پر لگائے بیٹھے ہین

نصیب ہو گے تجلی اونہین فقیرون کو
جو کوہ طور پہ دہونی رمائے بیٹھے ہین

لڑاؤ آنکہ اوٹہاؤ نقاب چہرے سے
کہ جان عاشق شیدا لڑائے بیٹھے ہین

بجا ہے پاؤن جو ہمبلا ہین سامنی سبکے
کہ ہاتہہ ساری جہانسی اوٹہائے بیٹھے ہین

کمال فقر سی ہے واسطی یہ حال اپنا
کہ نقش حرص کو دلسی مٹائی بیٹھے ہین

آئی نظر وہ چاند سے تصویر خواب مین
کیسی چمک گئی میرے تقدیر خواب مین

کرتا ہون جب مین عرض کب آؤگی میری گہر
کہتا ہے ہنس کی وہ بت بے پیر خواب مین

غفلت مین دیکہتا ہون حسینون کی صورتین
پریون کو کر رہا ہون مین تسخیر خواب مین

بیداری مین یقین ہے نظر آئے وہ حسین
یوسف نی دی ہی خوابکی تعبیر خواب مین

مژگان یار کا جو تصور تھا شام سے
تا وقت صبح مجہ پہ چلے تیر خواب مین

مرنا نے کا ہے جنکو گمان بے شعور مین
قاتل ہین تیرے کشتۂ شمشیر خواب مین

کیا آئیگا نظر کوئی معشوق نوجوان
طالع ہین میرے ای فلک پیر خواب مین

کہتی ہین خامشی جسے غفلت کی ہی دلیل
کب ہی زبان کو طاقت تقریر خواب مین

آتا ہے اوسکی زلف کا جس شام کو خیال
تا صبح دیکہتا ہون مین زنجیر خواب مین

دولت نہ غافلون کی کبھی کام آئے گی
بیکار ہے اگر ملے اکسیر خواب مین

تعبیر ہے وہ بھیجین گے قاصد کے ہاتھ خط
دی ہے کسی نے کیا مجھے تحریر خواب مین

وحدت پسند وہ ہوئین بڑا اون بھی اگر
نکلے زبان سے نعرۂ تکبیر خواب مین

اطفال سوئے سوتے جو ہنس پڑتے ہین کبھی
کیا دیکھتے ہین وہ تری تصویر خواب مین

سوتا تو در پہ یار کے لیکن یہ خوف ہے
ڈالے خلل نہ گردش تقدیر خواب مین

تعریف خط عارض جانان زبان پہ ہے
قرآن کی پڑھ رہا ہون مین تفسیر خواب مین

ادراک ہے نہ فہم نہ سننا نہ دیکھنا
ای واسطی ہے موت کی تاثیر خواب مین

چبھ گئے ہین دل مین یون تیرِ نگہ کے پیکان سیکڑون
میزبان ہے ایک اوسکے گھر مین مہمان سیکڑون

طفل بھی ہین عاشق رخسار جانان سیکڑون
جا کے پڑھتے ہین معلم سے گلستان سیکڑون

دیکھتا ہون مایل رخسار جانان سیکڑون
ہین جہان ہین ذرۂ مہر درخشان سیکڑون

دشت وحشت کے درازی کی نہین کچھ انتہا
پرزے دامن ہو گئے ٹکڑے گریبان سیکڑون

کسکے کسکے دست بیعت سے بچاؤن اپنی جان
ایک مین مجرم ہون میرے دشمن جان سیکڑون

خال ہندو نے مسلمانون کو ہندو کر دیا
مصحف رخ سے ہوئی ہندو مسلمان سیکڑون

کیسے کیسے مہ لقا تھے کیسے کیسے مہر وش
ہو گئے اس خاک کے پردے مین پنہان سیکڑون

نوح کی صورت اگر ہون نوحہ گر بیجا نہین
اوٹھتے ہین بیٹھے بٹھائے مجھ پہ طوفان سیکڑون

وہ صفیر کلک اپنی ہے کہ جسکے سامنے
ہو گئے ہین بند مرغان خوش الحان سیکڑون

درد کی لذت سے کیا ہم زخمیون کا جی بھرے
ہون اگر خالی نمکدان پر نمکدان سیکڑون

پشت لب پر یار کے نکلا نہین ہے خط سبز
بیٹھے ہین طوطی کنار آبحیوان سیکڑون

قید خانے سے نکل سکتا ہے کب قیدی کوئی
در پہ ٹھہرائے ہین ظالم نے نگہبان سیکڑون

تجکو بھی لازم ہے اے دل کعبۂ ابرو کا طوف
بہر حج کعبے کو جاتے ہین مسلمان سیکڑون

دیکھیے جس گھر مین روی یار کی تصویر ہے
ایک قرآن سے ہوئے عالم مین قرآن سیکڑون

مرگ کی مرمر چلی یا تیغ اوس سفاک کی
ہوگئے مجموعۂ ہستی پریشان سیکڑون

معرکہ آرا قلم کسکا ہے اپنے سامنے
واسطی بچتے ہین ہمنے ایسے میدان سیکڑون

نہ بادہ کش ہوئے رائین بدل گئین
رندی سے اتقا کی بنائین بدل گئین

شکر خدا کہ فصل گل آئی گئی خزان
رت پھر گئی چمن کی ہوائین بدل گئین

وہ گل گیا جو باغ سے چہچے یہان تلک
مرغان خوشنوا کی صدائین بدل گئین

بدبخت وہ ہون مجکو لباس اگر ملے
طوطی کیطرح آنکھہ گھٹائین بدل گئین

پرہیزگار پیر مغان کے ہوئے مرید
فصل بہار آتی ہے رائین بدل گئین

بیمار بچے اوٹھے تو پرستار مر گئے
اللہ رے انقلاب قضائین بدل گئین

دکھلائے کچہ تو عشق نے تاثیر واسطی
رحم و کرم سے اوسکے جفائین بدل گئین

بڑا ہے داغ الفت کا جو ای مجنون ترے دل مین
تامل سے جو تو دیکھے یہی لیلے کی محمل مین

نہین ہے تیغ پر خم جلوہ گر دست قاتل مین
ہلال عید ہے روز شہادت چشم بسمل مین

اوٹھائے جور دربان کے کہ پہونچین اوسکی محفل مین
خلش آسان خار راہ کی ہے شوق منزل مین

طلب ہونگے جو وہ محشر مین عاشق ساتھ جائینگے
گذر ہے شمع کے ہمراہ پروانونکا محفل مین

ہوئے مدفون تو زنہار کیطرح دزد کفن آیا
ہوئے جامے سے باہر ہم مسافر پہلی منزل مین

تعجب کیا اگر معشوق عاشق سے گریزان ہو
ٹھہرتا ہے کوئی بحر روان آغوش ساحل مین

شہادت سے رہے محروم قتل عام مین اب تک
ہمارے خون کا جوہر نہین شمشیر قاتل مین

بلاتے ہین جو ہم شب کو عبث آزردہ ہوتے ہو
طلب ہوتی نہین ہے شمع روشن اونکی محفل مین

قضا نے محضر خون یہ نیا سرخی سے لکھا ہے
ہمارے خون کی چھینٹین نہین دامان قاتل مین

ہمارے پنجۂ مژگان نے ترفے یہ لیے لیتے
کہ موجون کیطرح سوچاک ہین دامان ساحل مین

نہین کچہ احتیاج روشنی مستونکو اے ساقی
چراغ و شمع ہین مینا و ساغر انکی محفل مین

عدم سے آکے ہستی مین نہو آرام کا طالب
بجز ایذا کہان ہر روکو راحت قطع منزل مین

شگفتہ مثل گل ہو غنچۂ تصویر کیا ممکن
نہین کہلتی ہے ہرگز جو گرہ پڑجاتی ہے دل مین

وہ مجنون ہون کہ سمجھا مسئلہ دور و تسلسل کا
مقدر نے کیا پابند جب طوق و سلاسل مین

ترے عشاق کو اے گل کرین پامال تو ہم جانین
شگوفہ چہوڑنا آتا ہے بہولونکو عنادل مین

ترا وحشی جو طوق حلقۂ گرداب سے نکلا
میان بحر موجون نے اوسے جکڑا سلاسل مین

رہی حسرت نہ وقت نزع بہی وہ دیکہنے آئی
ہوا بے روح تن ارمان دلکی رہگئی دل مین

کرینگے واسطی میری مدد بھی قبر مین آکر
علی مشکل کشا ہین سب کے کام آتے ہین مشکل مین

یاد اوس حور لقا کی اگر آئے دل مین
سیر فردوس نظر آئے فضائے دل مین

ہے وہ مختار ہمین یاد کرے یا نکرے
کسطرح کوئی کرے دخل پرائے دل مین

اہل غم سے ہی مجہے رشک وہ غمدوست ہون مین
غم عالم کو جگہہ دون جو سمائے دل مین

پہر کسی فتنۂ عالم پہ پڑے اپنے نگاہ
درد پہر اوٹہنے لگا بیٹہے بٹہائے دل مین

کب نہان پردۂ فانوس مین رہتا ہے چراغ
داغ کیونکر کوئی الفت کا چہپائے دل مین

سیر کرتے ہوئے گلیو مین پہرا کرتے ہو
اسطرف بہی کبہی آجاؤ جو آئے دل مین

غم و اندوہ کے اوترے ہین مسافر اتنے
کہ کہین جا نہین باقی ہی سرائے دل مین

یار کے مصحف رخسار کے حافظ ہین ہم
کئی آئی ہین زبان پر کئی آئے دل مین

رات دن ہجر مین شعلے جو اوٹہا کرتے ہین
آگ ہے آگ سے شاید کہ بنائے دل مین

واسطی ظل ہما کی نہین خواہش ہم کو
خسرو وقت ہین ہم ظل ہمائے دل مین ✦

بہار آئی جنون کا جوش ہی صحرا کو جاتے ہین
بگولی لینے آئی ہین ہمین آہو بلاتے ہین

بڑے بیرحم ہین پر رحم وہ اتنا تو کہاتے ہین
کہ اپنے بسملون کو تیغ کا پانی پلاتے ہین

بہار آئی نہین جہوٹی خبر مجہکو سناتے ہین
سمجہتا ہون کہ یہ صیاد بی پر کی اوڑاتے ہین

تمہاری زلف پیچان کو جو داغ دل دکہاتی ہین
فسونگر ہین چراغ آگی وہ کالی کی جلاتے ہین

طرف کعبی کی جائین یا سوی بتخانہ ہم دیکہین
خدا پہلے بلاتا ہی کہ بت پہلے بلاتے ہین

بتان سنگدل سے دل لگانا سخت غفلت ہے
عبث ہم ہاتہ پتہر کی تلی اپنا دباتے ہین

سبو می ہین ظرف خو پیار ہی زاہد کو
مثل سچ ہے کہ خیر اپنی قدح کی سب مناتے ہین

نمک افشانیان دیکہی تو کوئی ان حسینون کی
ہماری زخم ہنستے ہین تو اونپر مسکراتے ہین

جنازی دیکہکر ہنستی ہین ہم یارونکی کہتے ہین
چلو تم آگی آگی ہم بہی پیچہی پیچہی آتے ہین

وہی لطف و غضب اونکا ہی ہمپر بعد مرنی کے
چڑہا کر پہول تربت پر وہ تیوری بہی چڑہاتے ہین

اوٹہائے بار الفت کیا فلک پشت خمیدہ سے
ہمین ہین وہ کہ یہ بار گران سر پر اوٹہاتے ہین

بہلا ان ناصحون کو فایدہ کیا ہی نصیحت سے
زبان اپنی تہکاتی ہین ہمارا مغز کہاتے ہین

خدا حافظ کہ پہر آتی ہی شامت تیرہ بختون کی
سنا ہی آج پہر آنکہون مین وہ سرمہ لگاتے ہین

عزیزون نے کیا ثابت ہے مرنا حسینون پر
دم یٰسین جو مجہکو سورہ یوسف سناتے ہین

گران عکس در دندان کا مالا ہی جو سینے پر
کمر اونکی لچکتی ہے قدم رک کر اوٹہاتے ہین

ابہی اوٹہ جائینگی کعبہ نشین گر ہین خفا ہمسے
برہمن بہیجکر بت دیر مین ہمکو بلاتے ہین

نہین بیوجہ اونکا بیٹہنا در پردہ چلمن مین
ابہی کم سن ہین بچپن شرماتی ہین ہمسے ہنسی چہپاتے ہین

تصور یار کا ہر وقت ہی کنج قناعت مین
کہین ای واسطی ہم اندنون آتی نہ جاتی ہین

بظاہر گو کہ دہبا لگ گیا اپنی طریقت مین
مگر عشق بتان بہی حق پرستی ہی حقیقت مین

مین دیوانہ اگر اوٹہونگا نالان یاد قامت مین
قیامت اوسبرپا ہوگی صحرای قیامت مین

شب وصلت مین ہمسی ہر گہری گہبرا گی کتنی ہین
کچہیڑ و ورنہ فرق آجائیگا خفا سلامت مین

کسیی خمی کو ہی میری طرح کب درد کی لذت
نمک مینی بہرا ہی اپنی ہاتہون ہر جراحت مین

رہا اندیشہ ہمکو قبر کی ظلمت سے کیا واعظ
بسر کی زندگی تاریکے شبہای فرقت مین

یہان ضعف ونقاہت سی نہین ہے بات کی طاقت
ملک کس سی کرینگی پرسش اعمال تربت مین

طبیعت پائی ہی ہمنے بہی ابراہیم ادہم سے
فقیری کا مزہ باقی ہی ہمکو ملک و دولت مین

یہ رنگ بیخودی چہایا کہ بہولا یاد لیلی کے
قدم مجنون نی جب رکہا میری صحرای وحشت مین

نظر کرتی نہ تہی یا ہوتی ہین اب ہم سخن ہمسے
خدا جانی کہ کیا بات آگئی اونکی طبیعت مین

کرین ہیلی دل اپنا صاف اہل شرع سے کہدو
صلوۃ وصوم ہین بیکار فرق آئی جو نیت مین

ادا و ناز و شوخی و شرارت عشوہ غمزہ
سراپا سحر رکہا ہے خدا نی اوسکی خلقت مین

نہ اوٹہا اونسی ہرگز جو اوٹہایا بار عشق اسنے
مگر انسان زیادہ ہی فرشتو نسی بہی طاقت مین

مثل سچ ہی نہین رہتا ہی وقت اور بات رہتی ہی
وہی ہی دوست کرتا ہی جو شرکت رنج و محنت مین

ہوا کرتی ہین اپنی کام مین ہشیار دیوانے
گلی مین یار کی دہونی لگائی ہمنی وحشت مین

خدا زر دے تو کچہہ راہ خدا مین چاہیے دینا
خیال انجام کا انسان کو لازم ہی فراغت مین

پس دیوار مین اسے واسطی نالی نہین کرتا
خلل ایسا نہو پڑ جاے اونکی خواب راحت مین

ہزار در سے ہم اونکے اوٹہائی جاتی ہین
قرار دلکو نہین اسپہ جائے جاتی ہین

مقام کون تہا مشکل جہان نہ ٹہرا مین
ابہی تلک وہ مجہی آزمائے جاتے ہین

ہوا یقین کہ چہپ کر گئے تہے غیر کے گہر
کہ چہیڑتا ہون مین جون جون وہ پائی جاتے ہین

جواب دے چلے تم قطع ہو چکے امید
ہمین ہمین جو درد و دولت یہ آئی جاتے ہین

مکان دل سے غم و درد ہونگی کب رخصت
یہ میہمان تو کلیجے کو کہائے جاتے ہین

سوا ہی کیا کوئی عاشق یہ سوگ ہے کسکا
چہرے اوترتی ہین جو شن بڑہائی جاتے ہین

ہزار بار کہا ناصحو خموش رہو
وہ مانتی نہین اپنی ہی گائی جاتے ہین

طبیب دیکہ کی بولا مریض الفت کو
کہین جہان مین مردی جلائی جاتے ہین

ترا ہی کام ہے اے واسطی تحمل عشق
کہین پہار کسی سے اوٹہائے جاتے ہین

نہین اپنا دل پہ داغ قیدی اوسکی کاکل مین
لگا ہی پہول لالے کا یہ گویا شاخ سنبل مین

ہوئی ہی ایسا اشتیاق وصلت گل مین
کہ مثل برگ گل رنگین ہی پردہ چشم بلبل مین

میری نزدیک تو ای باغبان اس موسم گل مین
زر گل کی مناسب بہیجنی ہی پای بلبل مین

پہٹی جاتی ہین پردی کان کی لیکن ہین گل خندان
اثر رکہا عجب اللہ نے فریاد بلبل مین

لگایا ہاتہہ گلچین نے اگر بہولی سی بہی گل کو
یہ چلائی کہ چہتی لگ گئے آواز بلبل مین

ہوئی حاجت نگر کی جب چمن مین بعد میخوارے
کباب اوس گل نی بلبل کی لگا آتش گل مین

ہوا ہی باغ عالم کچہہ اگر انصاف پر آئے
لپیٹا جائیگا بلبل کا ہر دہ اطلس گل مین

عذاب جان عجب الفت ہی ان مہ جبینونکی
شکایت کرتی ہین اب تک فرشتی چاہ بابل مین

وہ اپنی اشک طوفان زا ہین جسکی ایک لطمی سے
برنگ موج پڑتا ہی تزلزل آہنی پل مین

ذرا سی چشم پوشی مین ہزارون ہو گئی بسمل
ہنی جو ہر ہین ای قاتل تیری تیغ تغافل مین

پہونچیگا نہ پہونچیگا کبہی دل عشق مژگان سے
پہنسایا ہی مجہی تقدیر نی موذی کی چنگل مین

وہ بحر حسن بہر غسل میرے ساتہہ اگر آئے
کرون مین سجدہ شکرانہ محراب در یل مین

نہین جاتا تصور حلقہای زلف جانان کا
بسر ہوتی ہی اپنی عمر اسی دور تسلسل مین

نہین ہی عیش خالی غم سہی اس گلزار ہستی مین
بہار آئی ہی پہر صیاد آیا فکر بلبل مین

پڑا ہی عکس اسمین کسکی چشم مست کا ساقی
کہ کیفیت زیادہ ہو گئی ہے نشۂ مل مین

رہائی واسطی دام بلا سی سخت مشکل ہے
پہنسا ہی یہ دل شامت زدہ سودای کاکل مین

کب خیال رخ دلدار مین بیتاب نہین — کب مرا طائر دل طائر سیماب نہین
بے سبب آتش فرقت سی ہین بیتاب ہمین — دل پر سوز کم از طائر سیماب نہین
ہون وہ میکش مجھی کافی ہی مرا شیشۂ دل — ساقیا کچھ بط مے مین پر سرخاب نہین
کسقدر ہی تیری رخسارہ روشن مین چمک — چودہوین رات کو یہ جلوہ مہتاب نہین
آپ کا منہ ہی کہ خاموش ہین رہجاتا ہون — ورنہ اغیار کی باتون کی مجھی تاب نہین
جو شگفتہ نہ ہو کیا اوس سے ملاقات کا لطف — قابل سیر نہین سبزہ جو شاداب نہین
تیغ قاتل کے تلے کیون ہی یہان سر بسجود — عقل حیران ہی کہ یہ کعبی کی محراب نہین
کام ہمجنس کی آتا نہین ہمجنس کبھی — ناخن موج سے حل عقدۂ گرداب نہین
روز و شب کیون مجھی رکھتا ہے فلک چکر مین — ای جنون کچھ مین بگولا نہین گرداب نہین
کیون یہان روز گلی کٹتی ہین جانبازون کے — کوچہ یار اگر مسلخ قصاب نہین
یا خدا کیون اسی گردش ہی سبب کیا اسکا — بحر الفت مین سفینہ مرا گرداب نہین
ہی مرا خانہ تاریک بھی ظلمات مگر — دنکو خورشید نہین رات کو مہتاب نہین
آتشین رخ کو تیری دیکھہ کی کیا دل ٹھہرے — قایم النار کسے طرح یہ سیماب نہین
تو بھی حامل کیطرح صاحب تسخیر ہے کیا — ہی پری شیشے مین ساقی یہ می ناب نہین
وصل کو تیرے سمجھتا نہین ہین خواب و خیال — خواب مین بھی یہی کہتا ہون یہ کچھ خواب نہین

واسطی رونیکو پہلے مین ہنسی سمجھا تھا
اب یہ رونا ہی کہ آنکھو مین میری آب نہین

موجۂ باد بہار سے اگر آجاتے ہین — دل مین دیوانون کی اک آگ لگا جاتے ہین
دل کا احوال جو کرتا ہون بیان مین اونسے — سنکی اس کان وہ اوس کان اڑا جاتے ہین
رات بھر غش مین پڑی رہتی ہین بیمار تیرے — صبح کی وقت کبھی ہوش مین آجاتے ہین
کون پھولون کی نظارہ کا ہی ہمسا مشتاق — ہر سحر باغ مین ہمراہ صبا جاتے ہین

دل کی تسکین کے لیے طالب دیدار ترے
آنکھہ دیوار کے روزن سی لڑا جاتے ہین

داغطون کی مجھی کسطرح سی صحبت ہو پسند
مغز بک بک کی مرار و زبہ کہا جاتے ہین

تیغ نالہ کبھی کرتا ہون جو فرقت مین بلند
دب کے خورشید و قمر چوٹ بچا جاتے ہین

ہون وہ پیاسا طلب آب جو ہوتی ہی مجھے
سب حباب لب جو آنکھہ چرا جاتے ہین

روندکر خاک میرے پای حنا بستہ سے
چادر گل وہ سر قبر چڑہا جاتے ہین

روبرو آتی ہوئے ہی ادہنین ہرچند حجاب
شکر ہے خواب مین تو شکل دکہا جاتے ہین

کیا طبیعت مین کجے ہی کبھی آتے ہین اگر
ترچہیان وہ مجھی دو چار سُنا جاتے ہین

واسطی ملتی ہے فرصت تو زیارت کے لیی
طرفِ روضۂ محبوب خدا جاتے ہین

کیون بار بار جاؤن نہین کوی یار مین
مجبور ہون کہ دل ہی نہین اختیار مین

کیا دل کا ذکر الفت دندانِ یار مین ؛
سوراخ ہے دل گھر آبدار مین

نازک دماغ کون ہے ہمسا کہ بعد مرگ
عالم ہے بوی گل کا ہماری غبار مین

ابرو ہے اوسکا کلفت دل کی سبب نہان
رویت ہلال کے نہین ہوتی غبار مین

پوچھو نہ حال کچہ دل صد پارہ دیکہہ لو
آئینہ شکستہ ہے میرے کنار مین

مانند سرو گلشن آفاق مین ہین ہم
رہتا ہے ایک حال خزان و بہار مین ؛

اوس بت سی وصل ہو تو تعجب کی جا نہین
اوسکو ہی دخل قدرتِ پروردگار مین

بعد فنا جو ساتہہ دل بیقرار ہے
کیا خاک چین آئے گا ہمکو مزار مین

رو کر کیا ہے مجھکو میری چشم تر نے قید
باندہا ہے جسم زار کو اشکون کی تار مین

مارا ہے ہمکو لالہ رخون کے فراق نے
مردہ بھی دفن ہو تو کسے لالہ زار مین

حاجت چراغ و شمع کے کیا ہی سر مزار
داغون کی روشنی ہی ہماری مزار مین

پوچھو نہ ہمسے دل کا خیال بتان مین حال
بت آرہے ہین خانۂ پروردگار مین

دکھلا فراہتو شکل کہ مانند آئنہ
آنکھیں ہوئیں سفید غم انتظار مین

ساکت جو پیشوا ہو تو کیا اوس سی فایدہ
تسبیح کا امام نہین ہے شمار مین

امید اوسکی آنے کی کیونکر ہو واسطی
آتی نہین اجل بھی شب انتظار مین

جیسا کہ تیرہ گھر ہے مرا انتظار مین
ہو گی نہ اسطرح کی سیاہ ہے فرار مین

کہاتے ہین داغ یاد رخ گلعذار مین
سودا چمک گیا ہے ہمارا ابھار مین

سو گل شگفتہ ہون چمن روزگار مین
وہ گلبدن ہے ایک ہین کہدون ہزار مین

کلفت زدون کو دیکھہ نہ ذلت کی آنکھہ سی
شاید ہو شہسوار کوئی اس غبار مین

کھولے گا اسکو آکے کلید ہلال عید
روزہ جو قفل ہے دہن روزہ دار مین

نالے ہمارے توپ کے گولون سی کم نہین
کیونکر لگے نہ آگ فلک کے حصار مین

ثابت ہوا کہ مجھسے مکدر ہے آجتک
نامہ لکھا ہے یار نی خط غبار مین

اب بہی جگر کے آگ سی شعلے بلند ہین
کیونکر فرشتے آئینگے اپنے مزار مین

حافظ خدا ہے بال و پر عندلیب کا
پہولے ہین گل کہ آگ لگی ہے بہار مین

ثابت کرین جو خط ہین وہ قاصد کوئی خطا
کہدیجیو کیا ہے رقم اضطرار مین

چکر رہا ہے شعلہ جوالہ کے طرح
داغ فراق اپنے دل بیقرار مین

تھا زار اسقدر کہ نہ مردہ مرا ملا
ڈہونڈا کیے ہزار فرشتے مزار مین

ہو یاد چشم مست کی ہمراہ رخ کا دہیان
ساقی ہے لطف بادہ کشی کا بہار مین

گیسو مین اوسکی پہنسکی ہین خوش تن عاشقونکی دل
ہین مست بوی مشک سی آہو تتار مین

ہے یاد زلف یار سیہ ابرو واسطی
طاؤس کا ہے جلوہ دل داغدار مین

مر کے آرام مجھہ ادارہ کو دی خاک زمین
آپ ہی چرخ مین ہی صورت افلاک زمین

ہو کے غافل نہ کبھی ابلق ایام سے بیٹھ
شہسوارون کو دکھاتا ہے یہ چالاک زمین

دور کر دیگا گناہون کو میرے گریۂ شرم
پاک ہو جائیگی باران سے یہ ناپاک زمین

آج قبضے مین جو اسکے ہی توکل اوسکی پاس
حق تو یہ ہی کہ کسی کے نہین املاک زمین

بیٹھ رہنے سے جہان پاؤن حوادث سے نجات
کوئی ایسی نہین ملتے تہ افلاک زمین

نیک و بد اپنی ہی اعمال سے ہوتا ہی بشر
پاک مسجد کی ہے میخانہ کی ناپاک زمین

سر یہ ہے موت فلک قتل پہ باندہی ہی کمر
منتظر گور لگائی ہوے ہے تاک زمین

دل جو ڈوبے تو ملے کوچۂ جانان کا پتا
غوطہ کہائے تو چہوی بحر کی پیراک زمین

دفن ہو کر جو مرا لاشۂ عریان تڑپے
پہٹ کی صدجا سے بنی جامۂ صدچاک زمین

ناتوانی سے کہان جسم کا باقی ہی نشان
دفن ہونگا تو دبائی گی مجہی خاک زمین

واسطی خوف یہ رونی سے مجہے رہتا ہے
غرق کر دے نہ مرا دیدۂ نمناک زمین

ماہ کو کرتا ہے چاندی مہر کو زر آسمان
کوئی نیر کیمیا گر ہے مقرر آسمان

مین ٹہر جاؤن تو پہر یہ بہی ٹہر جائے ابہی
میرے چکر کے سبب کہاتا ہی چکر آسمان

پادشاہ فقر ہون میرا ہی ہی تخت و تاج
پاؤن کے نیچے زمین ہی اور سر پر آسمان

سبز کیا ہو غیر پامالے میری کشت امید
منہ کے بدلے روز برساتا ہی پتہر آسمان

ہین وہ نادان جو مے عشرت کی رکہتی ہین امید
دیکہ لین اہل زمین اولٹا ہی ساغر آسمان

ہے ترقی پر میرے پائے جنون کا آبلہ
آج ہے گنبد تو کل ہوگا یہ بڑہکر آسمان

چشم مہر اوس مہر کی میری طرف ہوتی تو دو
پہر ستاتا ہے مجہی دیکہون تو کیونکر آسمان

ہین ہمارے پاس بہی اوس کیطرح داغ و جگر
کیا دکہاتا ہے ہمین مہتاب و اختر آسمان

منہ مین تب پڑتا ہے لقمہ کاسۂ سائل کیطرح
جب حریفون کو پہرا لیتا ہی در در آسمان

خاک سی میرے اوٹہا کرتی ہین اکثر گردباد
مر گئے پر بہی مجہے دیتا ہے چکر آسمان

ایک نالہ بہی جو فرقت مین کرون کسی بلند
گر پڑے پہٹ کر یقین ہی آسمان پر آسمان

ماہ نو دیکہا جو ہجر یار مین ثابت ہوا
قتل کرنے کے لیے لایا ہے خنجر آسمان

واسطی کس مہروش کو صید ماہی کا ہی شوق
ہین ستارے مچہلیان دریای اخضر آسمان

بات کب بے سروپا کہتے ہین
ہم تو زلفون کو بلا کہتے ہین

مین تو کہتا ہون کہ مین عاشق ہون
اوسسے پوچہو تو وہ کیا کہتے ہین

دم نکل جاے غم الفت مین
ایسے مرنے کو شفا کہتے ہین

کعبہ رو یون کیطرف مائل ہے
دل کو ہم قبلہ نما کہتے ہین

کسکی طاقت ہے کہ دی اونکو جواب
جو وہ کہتے ہین بجا کہتے ہین

آئے ہے وعدہ وہ میرے کہر مین
اسکو تائید خدا کہتے ہین

وہ ہے دیتے ہین ہین داغ پہ داغ
جسکو ہم ماہ لقا کہتے ہین

ماسوے اللہ نہین ہے کوئے
اس سے ہم بت کو خدا کہتے ہین

لن ترانی کے سوا کچہہ نہ کہا
اسکو شرم اسکو حیا کہتے ہین

ہے وہ ہے سجدہ گہ اہل نظر
جسکو نقش کف پا کہتے ہین

واسطی چہوڑ بتون کے الفت
تجہکو دیندار برا کہتے ہین

قتل کر ڈالین مجہے مہندی لگا کر ہاتہہ مین
یہہ ستمگر کیون لیے پہرتی ہین خنجر ہاتہہ مین

جلتے جی تہی یار کے زلف معنبر ہاتہہ مین
عنتر مین اوٹہین گے ہتکڑیان پہنکر ہاتہہ مین

سنکے مجہہ دیوانہ خو سی شکوہ خط جبین
کہتے ہین سر پہوڑ اپنا لیکے پتہر ہاتہہ مین

نا قبول خلق ہون ایسا کہ دون جسکو مین دل
پہینک دی اس جنس ناقص کو وہ لیکر ہاتہہ مین

بد کی بازی جان کی چوپڑ جو کہیلی یار سے
واہ گون پانسے پڑی ہار اکیا ہر ہاتہہ مین

جوشِ وحشت مین نہین ملتی جو لڑکے راہ مین — پھوڑتا ہون خود سر اپنا لیکے پتھر ہاتہ مین
دولت نظارۂ معشوق پا سکتا ہے کب — منہ تو دیکھے آئینہ لیکر سکندر ہاتہ مین
ہی نہایت شعلہ ور وہ آتشِ رنگِ حنا — پھپھولیان کیونکہ نبجائین سمندر ہاتہ مین
اے پری زیور نے تیرے مجھکو دیوانہ کیا — ہتکڑی پہنے جو دیکھے حلقۂ زر ہاتہ مین
ہجر جانان مین ملون اپنی کفِ افسوس مین — محو ہون جتنی لکیرین ہین برابر ہاتہ مین
بسملون کے استخوان کہتی ہین قاتل مثل موم — تیر ہے کہتی چھرے اللہ اکبر ہاتہ مین
دیکھکے پھولون کو ہم سمجھے کہ اس گلزار مین — اونکو آتی ہے ہنسی رکھتی ہین جو زر ہاتہ مین
ہجر ساقی مین ہی گلگون لہو سے کم نہین — ہے ہتیلی کا پھپولا مے کا ساغر ہاتہ مین
قتلگاہ سوز الفت مین ہین ہم مانند شمع — رکھتے ہین ہر وقت کٹنی کی لیے سر ہاتہ مین
جسم مین اپنے تپ غم سے حرارت ہے کمال — وقت گلبازی نہ کیونکر گل ہوا اخگر ہاتہ مین
رقص مین جب ہاتہ اوٹھاتی ہین [illegible] — نیمچون کا کاٹ رکھتے ہین ستمگر ہاتہ مین
چاہیے صورت کوئی تسکین خاطر کی لیے — ہو تصور دل مین یا تصویر دلبر ہاتہ مین

کل تلک تھا تاج دولت جنکی سر پر واسطی
آج وہ کاسہ لیے پھرتی ہین در در ہاتہ مین

ثابت ہوا کہ تجھسا جہان مین حسین نہین — جو چیز لکھنؤ مین نہین ہے کہین نہین
بیوجہ آپ سے میری چین جبین نہین — ہان ہان نہین پسند تمہارے نہین نہین
جس دل مین نقش نام ترا اے حسین نہین — انگشتری تو ہے مگر اوسمین نگین نہین
قاصد سے ہو قصور جو کوئی تو کیا عجب — سب ہین بشر یہان کوئی روح الامین نہین
ہنستا ہے کس لیے دل صد چاک پر میرے — بے چاک دیکھ لے کہ ترے آستین نہین
جاتا کہان حوادث عالم سے بھاگ کر — کس جا یہ آسمان نہین یہ زمین نہین
کیونکر پھرین جہان مین نہ مردے ترے ترے — گر ٹھیکو میرے رونی سہی گر پھر رہین نہین

کس سے علاج ہو سکے تیری مریض کا
روے زمین پہ جیسے گردون نشین نہین

خالی ہے جسم دل سے مرا اس یار کے
یہ بہی عجب مکان ہے کہ جسمین مکین نہین

نفرت رہی جہانمین رفعت سے عمر بہر
ہون وہ گدا مکان مین میری شہ نشین نہین

وہ زار تہا جو آئے میری قبر پر ملک
سمجہے کہ اس مکان مین کوئی مکین نہین

ہو چشم معرفت تو زمانہ ہو آئینہ
ظاہر کہان جمال جہان آفرین نہین

وہ کون میکدہ ہے جو ساقی نہین ہی خلد
موجود دختِ رز ہے اگر حور عین نہین

کلمہ تمہارے نام کا پڑہتا ہون آج تک
یٰسین کی احتیاج دم واپسین نہین

پڑہیے تو میرے نامہ کو مضمون کیلیے گا صاف
لکہا قلم کا ہے کوئی خط جبین نہین

دیکہونگا اوسکو دور سے نزدیک واسطی
دل تو ہے میرے پاس اگر دور بین نہین

ادل تو مین اوس کو چہین جاؤن کہ نجاؤن
پہر سوچ یہ ہے جا کے پہر آؤن کہ نہ آؤن

یہ مسئلہ بتلائے اے مجتہد العصر
اک بت ہے اوسی دیکہنے جاؤن کہ نجاؤن

دو گام مجہے شوق نکلنے نہین دیتا
پہر چہاؤنے اوس کو چہین چہاؤن کہ نچہاؤن

ہون دید کا بہوکا نہین الفاظ قسے کہد
جب وہ نہ ملے رنج مین کہاؤن کہ نکہاؤن

دیدار دکہا جلد اولٹ چہرے سے پردہ
ہے آمد غش ہوش مین آؤن کہ نہ آؤن

اے دل تک دو دو شرط ہے آئندہ مقدر
سرگشتہ تجسس مین ہون پاؤن کہ نہ پاؤن

کہٹ راگ ہے یہ راگ تیرا ہجر مین مطرب
اپنی ہی مین وحشت زدہ گاؤن کہ نہ گاؤن

انگیا کی جو چڑیا پہ پڑا ہاتہ تو نت گت
طائر ہے اسی دام مین لاؤن کہ نہ لاؤن

اے واسطی آئے ہین وہ دل توڑ دی لیکن
ہے سوچ حرم ہے اسے ڈہاؤن کہ نہ ڈہاؤن

مین تو کہتا تہا کہ اس درد جگر کو کیا کہون
کچہہ سنا جا کر کہا کچہہ نامہ بر کو کیا کہون

آخر شب وصل مین وہ آ چکے تھے راہ پر
کے قیامت بول اوٹھا مرغ سحر کو کیا کہون

یار کو لکھا جو خط جاکر دیا وہ غیر کو
یہ بھی قسمت کا لکھا اب نامہ بر کو کیا کہون

تہا دہن بعد دم سوا اوسکو عدم سے دی مثال
سوچتا ہون اس سے بڑہ کر اب کمر کو کیا کہون

اوسکے تیغ ابرو و تیر مژہ کو دیکھ کر
دل تو دل تڑپا ہی جاتا ہی جگر کو کیا کہون

ہو چکے تکرار پردہ رخ سے اوٹھا یار نے
کی کمی کسوقت مین اپنی نظر کو کیا کہون

کھل گئی اوسپر محبت فاش پردہ ہو گیا
ایک دم روکی نہ آنسو چشم تر کو کیا کہون

بی پڑھے خط یار نے ٹکڑے کیا کیا جواب
نامہ بر کہتا ہے جاکر اس خبر کو کیا کہون

واسطی ناصح نصیحت کر کے ٹھہرا بے شعور
خود گرائی آبرو اس بدگہر کو کیا کہون

نہ خوش ہون سیر گلشن سے جی لگتا ہی جنگل مین
تمنا ہی کوئی قاتل بلائی مجھکو مقتل مین

اوڑائی خاک شہرون مین کبھی جاجا کے جنگل مین
وہ مجنون ہون کہ سیکھا کام سب صدر مفصل مین

شنو دشنام مین جب اوس لب لعل شکر خا سے
نہ کیونکر شہد کا دہی مزہ اس تلخ حنظل مین

فری کرتا ہی صوفی بزم مین طاؤس گلشن مین
تماشا رقص بسمل کا ہی قاتل تیری مقتل مین

بہار حسن اوس گل کی بڑہی کی خط نکلنے سے
شگوفہ پہولنا باقی ابہی ہی سبز کونپل مین

ضیا خورشید تابان کی عیان ہے چار پردونسے
چھپاتی ہو عبث تم چہرۂ روشن کو آنچل مین

یقین ہی ناف آہو بسملون کی زخم ہو جائین
شمیم گیسوی مشکین صبا لائی ہی مقتل مین

نہین میخانہ کوئی گلشن شاداب ہے ساقی
سیہ بدلی مین بجلی یا مئی گلگون ہی بوتل مین

یہ کسکی آمد آمد ہے یہ کیا ہنگامہ برپا ہے
ذرا ڈہونڈہو میرا دل کہو گیا ہی آج ہلچل مین

عجب کیا ایک ہی چہٹی مین جو طوفان برپا ہو
ہوا اپنی آنکھ کا پردہ اگر پیوند بادل مین +

ہوا ہون پیر لیکن دل نہین خالی ہی گرمی سے
بہت پوشیدہ اخگر زیر خاکستر ہین منقل مین

اندہیری کوٹہری مین کچہ نظر آتا نہین زاہد
خدا جانی کہ مئی ہی یا بہرا ہی شیر بوتل مین

وطن ہی سے دور حاصل بھی جو دولت ہو تو کیا حاصل
تماشا کون دیکھے ہو جو رقصاں مور جنگل میں

دیار عشق میں دستور ہیں چار ایک سلطاں کے
تفوق ہی مجھی فرہاد و قیس و امق نل میں

میرے ویرانے میں خسرو خوبی جو آجائے
ابھی عشرت کی ساماں ہوں ابھی منگل ہو جنگل میں

گلستاں میں جو وصف عارض گلرنگ میں لکھوں
ورق ہوں صف آٹھوں جنتوں کی باب اول میں

یہی کہہ کہہ کے دلکو واسطی تسکین دیتا ہوں
بلایا ہی اونہیں آجائیں گی وہ آج ہی کل میں

ہوں وہ دیوانہ کہ زنداں میں جو کبھی آتا ہوں
ہتھکڑیاں توڑ کے جنگل کو نکل جاتا ہوں

تم جو ہوتے نہیں پہلو میں تو ہوتا نہیں ہوش
تم جو آتے ہو تو میں آپ میں آجاتا ہوں

تیرے سمجھانے کی حاجت نہیں ناصح مجھے
مانتا کب ہے بہت دلکو میں سمجھاتا ہوں

شوق رہتا ہے مجھے کسکی ہم آغوشی کا
ہاتھ پھیلا کے جو ہر بار میں رہ جاتا ہوں

صبر کر صبر وہ آج آئینگے کل آئینگے
دل مضطر کو یہہ کہہ کہکے میں بہلاتا ہوں

روش ناز میں اتنا بھی نہیں انکو خیال
کسکا سر ہے میں جسے پاؤں سے ٹھکراتا ہوں

طاقت دل ہوئی زائل ہے غم فرقت سے
اب جو نازا و نکے اوٹھاتا ہوں دبا جاتا ہوں

زاہد و کفر نہیں عشق کسے ملت میں
لو میں ایمان محبت کی قسم کھاتا ہوں

نہیں کرتا ہے کوئی مجھکو ہدف تیر افگن
لاکھ گوشوں میں کمانوں کی میں چلاتا ہوں

عمر گذری کہ ہوں ایذائے مرض سے دل تنگ
نہ اجل آتی ہی مجھکو نہ شفا پاتا ہوں

اسے پرے کون ٹھکانا ہے میرے وحشت کا
بیٹھے بیٹھے تیرے کوچے سے ہی اوٹھ جاتا ہوں

تمہیں انصاف کرو دل میں تم اپنے سوچو
حرف شکوے کا زباں پر میں نہیں لاتا ہوں

عمل رشت کی پہونچی ہے یہاں تک نوبت
ابتو العفو بھی کہتے ہوئے تھراتا ہوں

دل تو دینے کو دیا سوچ کے لیکن انجام
ہاتھ ملتا ہوں خجل ہوتا ہوں پچھتاتا ہوں

واسطی بیخبری سے نہیں اتنی بھی خبر
کون ہوں میں کدہر آتا ہوں کدہر جاتا ہوں

کمر وہ بال جسے دیکھنے کی تاب نہین
دہن وہ نقطہ کہ جسکا کہین جواب نہین

ہوئے ہین پیر بغل مین وہ بیحجاب نہین
عیان سحر تو ہوئی ہے پر آفتاب نہین

تمہارے حسن کے دیوان کا بھی جواب نہین
وہ کون شعر ہے اسمین جو انتخاب نہین

سمجھ کے نرگس میگون کے بوسے لیتا ہون
حرام شرع مین جو ہے یہ وہ شراب نہین

کسی لحد مین نکیرین کا ہے اندیشہ
سوال لاکھ کرین وہ یہان جواب نہین

بنے ہین پھول یہہ مٹنے بہار سے جام
وہ کون سرو ہے جو شیشۂ شراب نہین

کمر سے یہہ دہن یار کا اشارہ ہے
تیرا نظیر نہین ہے مرا جواب نہین

گلون کو خشک کیا یہہ تمہارے چہرے نے
کہ اب کی سال کہین شہر مین گلاب نہین

امام سبحہ کہین کیون نہ شیخ شہر کو ہم
بزرگ تو ہے مگر داخل حساب نہین

تڑپ رہا ہون کہین نام کو نہین آنسو
طلسم تشنہ ہے یہ برق ہی سحاب نہین

ہمیشہ دل مین تصور ہے اوسکی عارض کا
بغل مین ذرے کے کس روز آفتاب نہین

ہزارون ہونگے سوار مین اونکی شر پیدا
یہ خیر خواہ اگر ہمرہ رکاب نہین

مجال کسکی ہے یارب کرے جو شکر ادا
کہ نعمتین تیری بیحد ہین کچھ حساب نہین

وہ بادہ کش ہون کہ باران سے شاد ہوتا ہون
ہلال عید ہے مجھکو رگ سحاب نہین

شراب کو تیری فرقت مین جانتا ہون لہو
نظر مین آبلہ ہے شیشۂ شراب نہین

کرے جو غیر ترے رخ کی یاد کیا حاصل +
ہو گبر حافظ قرآن ہو کچھ ثواب نہین

حیات پیر مغان کی دراز ہو یارب
جہان مین کون ہے اس سے جو کامیاب نہین

ہزار نالہ ہو ون کرے ہزار تو کیا
وہ نغمہ سنج ہون وہ کچھ میرے حساب نہین

رہا نہ زہد مین باقی وہ خشک و تر کا فرہ
قدح مین بادہ نہین سیخ پر کباب نہین

شب فراق مین بہی واسطی ہے سخت عذاب
تمام رات ہوئی چشم تر مین خواب نہین

سحر ہوتی نہین ہی کون شب اس دہر فانی مین
خیال انسان کو پیری کا لازم ہی جوانی مین

جو عالی رتبہ ہین در کار کیا امداد غیر اونکو
فتیلہ ہی نہ روغن ہے چراغ آسمانی مین

تمہاری نالہ کش بیٹہا قیتی مین رکہتی ہین طاقت
فلک سر پر اوٹہا لیتے ہین زور ناتوانی مین

بجا ہی زاہدان خشک اگر گرمی سے گریزان ہون
کہ کاغذ پہینک کر بیکار ہو جاتا ہے پانی مین

لب شیرین کی دونون کہینچ بیٹہے ہین تصویرین
شکر رنجی نہ ہو جائے کہین بہزاد و مانی مین

جو گل جولا ہے آئین ہمیشہ ہی بہار اوسکے
خزان کا دخل ہو کیونکر میری باغ معانی مین

تمہارے شعلۂ عارض مین آئینہ کا عالم ہے
گمان یہ سبکو ہوتا ہی لگی ہے آگ پانی مین

شب فرقت نہین آتی تو تاریکی سے ڈرتی ہی
وگرنہ شک نہین کوئی اجل کی مہربانی مین

نہین معشوق کا انکار ہی کچہہ لطف سے خالی
مزہ موسی کو تہا کیا صدائے لن ترانی مین

مقابل ہمسے کیون ہوتی ہین یہ اغیار سے کہدو
ہماری آہ سوزان برق ہی آتش فشانی مین

جو پہنچین گے تو اوس کوچے مین عاشق مر کے پہنچین گے
ہوا ہی داخل جنت کوئی کب زندگانی مین

جو سرکش ہین احبا ہی ہین اونکے دشمن جانی
بجہے آتش اگر پڑ جائے آب زندگانی مین

نہین ہی بیت وصف تیغ ابرو سے کوئی خالی
تفاوت کیا میرے دیوان مین اور شمشیر خانی مین

پری سمجہے جو دختر رز کو ہم عذر رکہ واعظ
نہین کچہہ سوجہتا انسان کو ایام جوانی مین

خضر نے آب حیوان مین نہ پایا ہوگا ای ساقی
ملا جو ذائقہ ہمکو شراب ارغوانی مین

جو سنتا ہے ہمارا درد دل آشفتہ ہوتا ہے
اثر افسون کا ہے اے واسطی اپنی کہانی مین

کسی سے دلکو لگا چکی ہین ہم اپنی ہستی مٹا چکی ہین
سزا محبت کی پا چکی ہین غضب کی صدمے اوٹہا چکی ہین

کہو یہ حور و پری سے جائین باہر جو لیکے آئی ہین جام کوثر
نہین مین پیاسا کہ آب خنجر ابہی وہ مجہکو پلا چکی ہین

کسی نے اوسکا پتا نہ پایا گیا جو کوئی وہ پہر نہ آیا
کوئی کچہہ اوسکی خبر نہ لایا ہزار قاصد تو جا چکی ہین

نہین کہ آؤ لباس زرین کیا ہی سامان بہتر زینت
کہ کہری کہری مین جای قالین ہم اپنی آنکہین بچہا چکی ہین

فلک کو کب ہی یہ دست قدرت زمین کو کب ہے یہ تاب و طاقت
ہمین اوٹھائینگے بار الفت کہ ناز تیری اوٹھا چکی ہین

بس اب خرابی ہی ملک دل کی نہین ہے شہر مین کچھ بھی
لگا کی دانتو نہین اپنی مسی وہ لب لالی جما چکی ہین

یقین ہی ہمکو آتی ہو اب سواری ضرور لینگے خبر ہماری
عبث ہی آنکھون سے خون جاری ہاتھون مہندی لگا چکی ہین

جو مین یہ کہتا ہون آج ہنسی یہ کہو عبث دو داغ ہے پیر دلکو
تو کہتی ہین وہ چراغ ہمتو خدا کی گھر مین جلا چکی ہین

نہین ہے ہو جہہ عشقباز رسا ہی تقدیر واسطی کی
جو سب سے کہتے ہین لن ترانی وہ اوسکو صورت دکھا چکی ہین

بے خیال یار زیب خانہ باغ دل نہین
بزم مین دولہ نہین تو رونق محفل نہین

دل وہ ہم رکھتے ہین جس سے ہمکو کچھ حاصل نہین
چاہیے کہنا کہ پہلو مین ہمارے دل نہین

ہو کے بے پردہ نہ بیٹھین آپ زیر آسمان
دیدہ شمس و قمر دیدار کے قابل نہین

عقل حیران ہے ہماری بزم حال و قال مین
سیکڑون بسمل ہین پر انکا کوئی قاتل نہین

برق آسا سیر ہستی اس دل مضطر کی ہے
استراحت جسمین ہو ایسی کوئی منزل نہین

پار ہو کسطرح بیڑا بسملون کا وقت ذبح
منزلون دریا ہے تیغ یار کا ساحل نہین

خوف ہے اتنا نہ اوسکو خون کی تہمت لگی
ورنہ دینا جان کا الفت مین کچھ مشکل نہین

ہو گیا یکجان دو قالب مٹ گیا حرف دوئی
مجھ مین اونمین اب تو پردہ ایک بھی حائل نہین

دیکھتا ہون بیشتر مردونکو زندہ خواب مین
غافلون کو زندہ سمجھون اسقدر غافل نہین

عکس ہے میرے سویدای دل پر داغ کا
جلوہ گر اے لالہ رو عارض پہ تیری تل نہین

طالبان نطق سے کرتا ہی ایما وہ دہن
نقطہ موہوم ہون تقسیم کے قابل نہین

آپ سے جاتا نہین کہ جبین اوسکے بار بار
کیا کرون مجبور ہون قابو مین میری دل نہین

جوہر فرد اس ہمراہ دہر مین ہون مین غریب
سب مین شامل ہون مگر مجھ مین کوئی شامل نہین

ہے کڑی باتون سے تیری شیشۂ دل چور چور
کوئی کیا واقف کہ آواز شکست دل نہین

شوق لیجائیگا مجھکو کعبۂ مقصود تک
واسطی کچھ احتیاج رہبر منزل نہین

اوسکے نظارہ سے کچھ محروم میرا دل نہین
دولت دیدار آئینے کو بھی حاصل نہین

ہے بجا گر یاد عارض مین قرار دل نہین
ہے سبب ظاہر کہ اس قرآن مین منزل نہین

ساقیا اس میکدہ مین اب مین کر کیا کرون
دخت رز کیا باصفا شیشے کا بھی مجھسی دل نہین

برق سکھلائے ہوی ہے اوس نگاہ تیز کی
ورنہ کچھ میرے جلانی سے اوسی حاصل نہین

عشق کے میخانی سے باہر نکلنا ہی محال
کون ہی وہ مست مثل خم جو پا در گل نہین

ڈھونڈھتا پھرتا ہے ناحق قیس صحرا مین خراب
منزلون ناقہ نہین لیلی نہین محمل نہین

خط جو میرا اوسکو پہونچاتا ہی میرا نامہ بر
کہتے ہین پڑھنے کے قابل یہ خط باطل نہین

نقد جان حاضر ہے قاتل کو اگر منظور ہو
دست ہمت ہے کشادہ تنگ میرا دل نہین

وادی وحشت عجب صحرای وحشتناک ہی
خضر کیسا ذکر رہزن سیکڑون منزل نہین

کیا ہوا روشن ہین ہر جانب جو شمعین سیکڑون
تو نہین محفل مین جبتک رونق محفل نہین

پھر روزی کیلیے در در پھراتا ہے مجھے
ای فلک مین آدمی ہون کاسۂ سائل نہین

ہے یہ کیا مضمون نکلتے ہین جو خون آلودہ حرف
ہے قلم میرا اگلوی طائر بسمل نہین

فقر کی خواہش مین ترک سلطنت دشوار ہے
ہر گدا کو رتبہ ابراہیم کا حاصل نہین

حادثات دہر سے بیخوف ہین اہل صفا
سنگ راہ سیل صحرا سمجھتے منزل نہین

ابر ہے فیاض لیکن جابجا ممسک بھی ہی
چشم دریا بار کے مانند دریا دل نہین

ایکدن دل کی گرہ کھل جائیگی ای واسطی
حل ہو کوئی تو ایسا عقدہ مشکل نہین

بتون کی الفت مین دل ہی شیدا ابھی جو نہ یاد خدا کرونین
مثل ہی یکسر ہزار سودا جنون کی تدبیر کیا کرونین

یہ شرط الفت ہی ای ستمگر جفا کری تو وفا کرونین
ہزار سر ہون اگر میسر خوشی سی تجھپر فدا کرونین

دکھاکی چتون چھپا کے منہ کو نہ اپنی عاشق کو رنج تم دو
اجازت ای مہر وش اگر ہو نقاب غنچی جدا کرونین

گناہ گار وہ نہین ہون سراسر جو تہمت قتل آئی وہ ستمگر
جھکا کی محراب تیغ مین سر قضای عمری ادا کرونین

کبھی ہون حیران کبھی پریشان کبھی ہون گریان کبھی ہون نالان
یہ رنج فرقت کا ای میری جان غضب ہے کبتک بہا کرون مین

کہان تھا اسنے مجھے پہرایا کہان تھا اسنے مجھے پہنسایا
پس از خرابی خیال آیا کہ ایسی دل کو جدا کرون مین

ہزار سر پر ہو میری آفت ہزار ہو ای صنم مصیبت
اوٹھاؤنگی مین لاکھ رنج فرقت مجال کیا کچھ گلا کرون مین

یہ تجھکو رغبت ہی ابتدا سی کہ میری عاشق اوٹھائین صدمے
جو صلح غیر وںسی تو نے کی تو کیون ہمیشہ لڑا کرون مین

مٹاؤ دلسے میری کدورت پلاؤ لا کر شراب الفت
یہ زہر آلودہ جام حسرت بتاؤ کب تک پیا کرون مین

ہوا ہون پہر مین کسیکا شیدا ایسا ہی ہوش و خرد دی ربستا
بڑا ہی حد سی زیادہ سودا جنون مین حیران کیا کرون مین

صفائی لازم ہی ایسی تجھسی کہ پہر جدا ہون پری تجھسی
یہ آرزو ہی کہ ساتھ تیری برنگ سایہ پہرا کرون مین

یہی تمنا ہے واسطی کی مجھی ہو توفیق یا الٓہی
جو میرے حق مین کری برائی اوسیکی حق مین بھلا کرون مین

فہم انکا نہین ہے اہلِ سخن کچھ بھی نہین
دہ کمر کچھ بھی نہین ہے وہ دہن کچھ بھی نہین

جنکی نازک ہے طبیعت وہ سمجھتی ہین یہ بات
روبرو اوس گل عارض کی چمن کچھ بھی نہین

غنچہ کے کان مین کہتے ہین جھک کر کچھ بات
مینے پوچھا تو کہا مشفق من کچھ بھی نہین

پوچھو ہستی مین نہ یاران وطن کا احوال
ہون سفر مین خبر اہل وطن کچھ بھی نہین

جانتے ہین جو سخن اوس سے وہ دیوانے ہین
بے دہن ہے وہ پری اوسمین سخن کچھ بھی نہین

عمر بھر خاک بدن پر رہی تجھ عریان کے
مر کے بھی حاجت کافور و کفن کچھ بھی نہین

خوش خرامی اسے کہتی ہین کہ تیری آگے
کبک و طاؤس کا دیکھا تو چلن کچھ بھی نہین

باندہ فتراک مین نخچیر کیا ہے جو مجھے
رحم دل مین تیری اے تیر فگن کچھ بھی نہین

آشنا ہے جو تیری نکہت کا گل سے دماغ
اوسکو ای گل طلب مشک ختن کچھ بھی نہین

تختہ سر کا جو کسیے گور کا دیکھا ہمنے
زلف و خط عضو بدن تار کفن کچھ بھی نہین

قصد ہے ملک عدم کا مگر اتنا ہی خیال
پاس زاد سفر ای اہل وطن کچھ بھی نہین

کیا سمجھکر ترے گیسو سی اوسی نسبت دون
زلف سنبل مین خم و پیچ و شکن کچھ بھی نہین

آگئی زلف جو رخ پر ہوا عالم تاریک
ہے وہ اندھیرا جو کہے چاند گہن کچھ ہی نہیں

واسطی اس میں نہ دنیا ہے نہ عقبیٰ حاصل
شاعری کہتے ہیں سب جسکو وہ فن کچھ بھی نہیں

سر قتل عاشق باوفا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں
یہی آرزو یہی مدعا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

کبھی پاس آ کے نہ بیٹھنا کبھی آنکھ اوٹھا کے نہ دیکھنا
یہ غرور حسن شباب کا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

کبھی میری سمت نہ دیکھنا کبھی بات میرے نہ پوچھنا
یہ جفا و جور کا حوصلا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

جو نگاہ تھی وہ نگاہ ہے جو مزاج تھا وہ مزاج ہے
کہو پاس خاطر آشنا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

کبھی زخم داغ جگر کی لذت ہوئی نمک اور نمک افشان
میرے چھیڑنے کا بھلا مزا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

جو کہا یہ ہمنے شکایتا رہیں اشک و آہ یہ کب تلک
تو دیا جواب یہ مشغلا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

شب ہجر کا بھی نہیں گلا جو نصیب وصل ہوا تو کیا
یہ بہانا شرم و حجاب کا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

رہی آئینہ کیطرف نظر کہ نہ خط ہو چہرے پہ جلوہ گر
خطر عدوئے محبت نما تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

جو برنگ شیشہ تھا دل میرا وہی ٹکڑے کر کے تلف کیا
بڑے سنگ دل ہو سر جفا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

کبھی داغ غم سے نجات تھی دل غم سرشت کو واسطی
یہ تصور رخ مہ لقا تمہیں کب تھا کہ جواب نہیں

ہے وہ گلچین بہار گل رخسار کہ میں
آئینہ آپ کا ہے طالب دیدار کہ میں

بڑھ کے کہتا ہے وہ قاتل تیری تلوار کہ میں
غیر ہے جنس شہادت کا خریدار کہ میں

دیکھنا دور نہیں جب بھی زمانہ ہو قریب
خط نکلنے پہ چلے جاتے ہیں اغیار کہ میں

طرہ بل کر کے ترا کرتا ہے سنبل سے یہ بحث
تو ہے اس گلشن آفاق میں طرار کہ میں

پاسبان رات کو تو میں ہوں محافظ دن رات
اے سگ یار بتا تو ہے وفادار کہ میں

میرے اعضا جو میرا حال کہیں گے دم حشر
میں بھی کہدوں گا یہ مفسد ہیں گنہگار کہ میں

زاہدو آؤ چلو حاکم محشر کے حضور
دیکھوں تم ہوتے ہو رحمت کی سزاوار کہ میں

گھر میں آنے کا دیا یار نے فرمان سبکو
بس دیوار رہا سایۂ دیوار کہ میں

مین نہ کہتا تھا دلا کوچۂ گیسو مین نہ جا
آج تو دام بلا مین ہے گرفتار کہ مین

دیکھنا وقت سحر حال ہوا خواہ ہے گل
پہلے ہوتی ہے صبا داخل گلزار کہ مین

دیکھے آئینہ جو وہ بحث نئی ہو پیدا
عکس چہرے سے کہے تو ہی طرحدار کہ مین

واسطی زہد کے جامے مین جو پیتے ہین شراب
پوچھے جائینگے قیامت مین وہ مکار کہ مین

ربط اوس سرو قد سے کھیل نہین
منہ ڈہے چڑہ جاسکے یہ وہ بیل نہین

بوسہ اوس خال کا کبھے نہ ملا
یہ وہ تل ہے کہ جسمین تیل نہین

دل مرا خون ہو کے لپٹا ہے
اوسکے دامن مین سرخ بیل نہین

آسمے ہی آتے آئے گا قاصد
تار برقی نہین ہے ریل نہین

واسطی اوس سے کیا کلام کرون
کچھ طبیعت کو جس سے میل نہین

بہار لائی ہے دولت کو ساتھ گلشن مین
بھرے ہین گوہر شبنم گلو ملی دامن مین

خیال زلف مین چھائی کچھ ایسی تاریکی
پڑہی نماز عشا ہمنے روز روشن مین

جو زیر تیغ کرون آہ گرم مین بسمل
کباب ما ہے جو ہر ہو آب آہن مین

وہ میرا زخم جگر ہے جو بخیہ گر آئے
بھر آئین اشک یقین ہے کہ چشم سوزن مین

ہمارے ہاتھ تلک کیونکر آئی اے ساقی
کہ طشت سے ہے صراحی کا پاؤن دامن مین

جو داغدار ہے دل اوسکو خوف آفت کیا
چراغ لالہ ہے روشن ہوا سے گلشن مین

ازل سے قمری شمشاد قد یار ہین ہم
پڑا ہے طوق اطاعت ہماری گردن مین

مکان دل کی جو وسعت کبھی دکھا دون مین
سمائے قصر فریدون نہ چشم روزن مین

اوٹھائے میری طرح عشق یار کا لنگر
بھلا یہ زور کہان بازو تہمتن مین

خدا کی شان تن زار اور اشک کا تار
دراز رشتہ یہ گویا پڑا ہے سوزن مین

صفا جو دل مین ہو پیدا تو وسوسہ کیا
کہ درز دا نہین سکتا مکان روشن مین

مزاج پھولون کے نازک ہین رنگ رخ نہ اوڑے
چلے نسیم کا جھونکا سمجھ کے گلشن مین

دل اپنا موسم پیری مین کیا شگفتہ ہو
خزان کے روز ہین خالی اوڑ رہی ہے گلشن مین

گئے ہین اوڑ کے گل دمبدم سکے گو چمین
نہ فاختہ ہے نہ اب عندلیب گلشن مین

تمہارے رقص کو طاؤس خاک پہونچیگا
یہ شوخیان ہین کہان اوس بلند گردن مین

سنی ہے کیا ترے وحشی کی ای پری آمد
بھری ہوئی ہے ہر اک کوہ سنگ دامن مین

کرے گی تیغ قضا ایک روز دو ٹکڑے
زرہ سے ہو تن رستم حصار آہن مین

ابھی تو خندۂ گل واسطی ہے گریہ
ذرا بھی ہو جو اثر بلبلون کے شیون مین

نہ مین دولت نہ حشمت چاہتا ہون
اسی لیے تیری رحمت چاہتا ہون

خدا چاہے تو وہ بھی مجھکو چاہے
مین جس بت کو قیامت چاہتا ہون

یہ میرا دل یہ میرا حوصلہ ہے
تجھے اے بیمروت چاہتا ہون

نہ صحبت سے نہ وصلت سے ہی مطلب
فقط صاحب سلامت چاہتا ہون

تمنا ہے تو ہے قرب خدا کی
نہ مین کوثر نہ جنت چاہتا ہون

بلا آب دم شمشیر قاتل
بہت پیاسا ہون شربت چاہتا ہون

زمین ہے ترے کوچے کی بہت خوب
یہین مر کر مین تربت چاہتا ہون

ملے قاتل وبال دوش ہے سر
خداوندا شہادت چاہتا ہون

نکھیو نگو گوشۂ عزلت مین بیٹھون
حوادث سے فراغت چاہتا ہون

نہ حورون سے نہ پریون سے ہے مطلب
تجھے اے مہر طلعت چاہتا ہون

کسی صورت سے فرداے قیامت
مین چھٹکارے کی صورت چاہتا ہون

علی کی دستگیری کی ہوس ہے
محمد کے شفاعت چاہتا ہون

کہان تک واسطی یہ ظلمتِ بخت
حبیب ماہ طلعت چاہتا ہون

ہماری عمر کی دن اس تفکر مین گذرتی ہین
کہ دنیا چھوڑتی ہی یا ہم اوسکو ترک کرتی ہین

عجب کیا ہے ملا دی گر فلک اوس سرو قامت سے
نہالون مین قلم کو باغبان پیوند کرتی ہین

بلندی ہو گی حاصل ایکدن گھبراؤ پستی سے
لگاتی ہین جو غوطہ آب مین آخر اوبھرتی ہین

کسی کا حال نیک و بد خدا سے کیا ہی پنہان
ملک ہر کارسے ہین سرکار مین ہر چہ گذرتی ہین

یہ ایذا الفت قد سے اوٹھائی ہی کہ گلشن مین
قدم رکھتی ہوے ہم سرو کے سایہ مین ڈرتی ہین

کبھی رستا نہین ہے بند اپنی کوچہ دل کا
غمون کی آمد و شد روز ہی صدمی گذرتی ہین

ترا چاہِ ذقن اے حور طلعت ہے وہ سر چشمہ
بہشتی بنکی جس چشمے پہ پانی خضر بھرتی ہین

پھنسایا ہے جو دل کو زلف مین خال کا بوسہ
کہ دانہ دیتی ہین صیاد جسکو قید کرتے ہین

لگا اک ہاتھ اسے قاتل کہ تڑپا پڑا ہوا انکا
ادھر مین تیری بسمل ہین نہ جیتی ہین نہ مرتی ہین

تیرے دیوانون کو سودے مین کیا امید صحت کی
کہین بگڑی ہوے ایسے بھی بنا مین سنورتی ہین

بڑے مغرور ہین ہفتم فلک پر ہی دماغ اونکا
زمین پر کب قدم ارباب عز و جاہ دھرتی ہین

شراب عیش سے خالی پڑی ہین ساغر دنیا
تیرے میخوار ساقی زندگی کر روز بھرتی ہین

گڑے گا گور مین مردہ اگر تکیہ مین آیا ہے
مسافر جب پہونچ جاتی ہین منزل پر اوترتی ہین

اثر مرنے پہ بھی باقی ہے اون آنکھون کی الفت کا
کہ آہو سبزہ میری گور پر آ کے چرتے ہین

بہت اے واسطی دل تنگ ہی خانہ نشینی سے
وہ ہو دن ہین کس سے ذرا دیکھین یاد کرتی ہین

اسقدر آنکھون کو زشت آیا نظر روی وطن
خواب مین بھی منہ نہین کرتی ہین ہم سوی وطن

رنگ ہے جیب دوست کا جو نامہ ہے سیب گریبان
تیری باتون سے مجھے آتی ہے کچھ بوی وطن

جادۂ صحرا پہ جب آئے نظر مردم گیاہ
آگئی کیا یاد اُنہوں ہر قدم کوے وطن

اہل غربت نے وہ کی الفت لیا سینے میں دل
دیکھیے کب واسطی جانا ہو اب سوے وطن

قفس کو اُڑ کے ہم صحن چمن سے جانے والے ہین
سفر کا شوق ہے دل مین وطن سے جانیوالے ہین

فقط شب بھر کا وقفہ ہے کہان پھر شمع و پروانہ
سحر ہوتی ہی یہ سب انجمن سے جانیوالے ہین

بتو کچھ منہ سے بولو کس لیے آزردہ ہو مجھ سے
کہ ہم کعبے کو دیر برہمن سے جانے والے ہین

وہ کشتہ ہون کہ تربت مین بہی سینہ پہ زخم آئے ہین
بھلا کب خون کے دھبے کفن سے جانیوالے ہین

چٹکتا ہے جو غنچہ زنگ کی آواز دیتا ہے
گلون کی قافلے شاید چمن سے جانیوالے ہین

زبان اپنی رہے گی تیز پر نہین خنجر سپیری ہین
ابھی جائین اگر دندان دہن سے جانیوالے ہین

پڑینگی لب بہی بوسے یار پر بارے نگاہ اپنی
طلب کو ایکدم مین ہم دہن سے جانیوالی ہین

چھپاتے ہو عبث زلفون مین اپنی شوخ آنکھون کو
یہ آہو چوکڑی بھر کر ختن سے جانیوالی ہین

عبث ہی فکر شانے کو پڑی کا خود کشاکش مین
کہان پیچ اوسکے زلف پر شکن سے جانیوالی ہین

تری بے پردگی نے فاش پردہ کر دیا اپنا
چھپا کر منہ کو ہم اہل وطن سے جانیوالے ہین

ٹھہرنا چار دن بھی باغ ہستی مین ہوا مشکل
برنگ بوے گل اب ہم چمن سے جانیوالے ہین

تمہارے پاس جانیکو کوئی کیا ہمکو روکے گا
نکل کر ہم مثال جان بدن سے جانیوالے ہین

ڈر آتا ہے جہنم سے ہمین کیا واسطی واعظ
جہان مین ہم طفیل پنجتن سے جانے والے ہین

تیر مژگان پہ نظر کرتا ہون
پھر نظر سوے جگر کرتا ہون

ہون وہ کچھ دنہین معلوم مجھے
کسکو سجدہ مین کدھر کرتا ہون

بت پکڑ لیتے ہین دامن میرا
قصد کعبے کا اگر کرتا ہون

رات کٹتی ہے مری رو رو کر
شمع سان جل کے سحر کرتا ہون

اڑ گئے کیا میرے قسمت دم نزع
روئے قاتل پہ نظر کرتا ہون

تیغ مژگان وہ لگاتے ہین تو سہی
ابھی سینہ مین سپر کرتا ہون

روز کہتا ہے یہہ دربان دم باز
ٹھہرو او نکو مین خبر کرتا ہون

آتش عشق سے ہین سنگر مین شرر
دل مین تا پہر سے گذر کرتا ہون

مین کہان دید رخ یار کہان
شکر احسان نظر کرتا ہون

نظر آجائے مجھے وہ رخ زلف
یہ دعا شام و سحر کرتا ہون

ہفت افلاک کا حافظ ہے خدا
واسطی نالہ مین بسر کرتا ہون

نیند کیا ہجر مین آئے کسی پہلو مجھکو
یاد آتا ہے تیرا تکیۂ زانو مجھکو

قصر ہی الفت مژگان پہ رہی وہ مجھکو
ڈنک ہر وقت لگاتا ہے یہ بچھو مجھکو

الفت چشم مین ہوتا ہون اگر صحرا کو
اپنی آنکھون پہ بٹھا لیتے ہین آہو مجھکو

جتنے حاجی ہین چلے جاتے ہین کعبے کیطرف
لیچل ایدل طرف کعبۂ ابرو مجھکو

قتل کرتا ہے تیرا تیر قضا اے قاتل
ذبح کرتا ہے تیرا خنجر ابرو مجھکو

تو بھی دے نالہ کشی مین میرا ساتھ اے بلبل
مرثیہ پڑھنے کو درکار ہے بازو مجھکو

پڑتی ہی چشم طمع جب سوی گنجینۂ حسن
سانپ بن بنکے ڈراتا ہے وہ گیسو مجھکو

قامت و چاہ زنخدان نے کیا ہے مجھے قتل
دفن کرنا تو تہ سرو لب جو مجھکو

وقت گریہ شرر آہ نہین جلوہ نما
نظر آتے ہین یہ برسات مین جگنو مجھکو

کروٹین شام سے تا صبح بدلتا ہون مین
چین فرقت مین نہین ہے کسی پہلو مجھکو

آنکھین کسطرح نہ سنبل سے ملون گلشن مین
کچھ کچھ آتی ہے تیری نکہت گیسو مجھکو

سبز مینا نہین ملتے یہ قریب ساغر
سبزہ آتا ہے نظر صاف لب جو مجھکو

ایمجنون یار کی آنکھون کا مین دیوانہ ہون
بھاگتے پھرتے ہین کیون دیکھ کے آہو مجھکو

ہون وہ لاغر جو کسی رخنہ سے در آئی مرے آنکھ
غرق کر دے گا میرا ایک ہی آنسو مجھکو

سر جھکایا جو دم فکر تو کی سیر جہان
ساغر جم ہے مرا کاسۂ زانو مجھکو

فاتحے کی تھی توقع سو وہ آئے نہ کبھے
نا سزا وار ہوا گور کا پہلو مجھکو

واسطی اوس بت خوش چشم کا دیوانہ ہون
آنکھین دکھلاتی ہین کیا جا کے آہو مجھکو

بسکہ ہے عشق رخ والفت گیسو مجھکو
کوئی کہتا ہے مسلمان کوئی ہندو مجھکو

بنحیط دیتا ہے صدمے وہ جفا جو مجھکو
جانتا ہے کہ شکایت کی نہین خو مجھکو

سرخروئی ہو شہیدون مین ہمیں دم حشر
ہاتھہ سے اپنے کرے ذبح اگر تو مجھکو

مو جو اوس شوخ کے باریک کمر کو باندھا
ناف اوسکی نظر آئی گرہ مو مجھکو

ہون وہ مدہوش کہ ساقی ہی مجھے باد صبا
مے پلاتی ہے سنگھا کر تیری خوشبو مجھکو

فخر سے ہین اوسی سر مطلع دیوان کرتا
ہاتھہ آتا جو تیرا مطلع ابرو مجھکو

ہون وہ دیوانہ اٹھہرنیکا نہین ایک جگہہ
لاکھہ باتون مین لگائی وہ پریرو مجھکو

اوسکے جانے سے یہ شب بزم مین ظلمت چھائے
شمع کا گل نظر آیا گل شبو مجھکو

ہنسکے فرمایا جو رستے مین کیا مینے سلام
کبھی دیکھا تھا جو پہچان گیا تو مجھکو

تیرے آگے نہین حسن اور حسینون کا پسند
سیب داغی نظر آتے ہین یہ چہرو مجھکو

پہلے تاریخ میرے حق مین ہی جو ہی تاریخ
ماہ نو روز دکھاتا ہے وہ ابرو مجھکو

بیخود عشق کو ہے شام و سحر سے کیا کام
صبح روشن ہی وہ رخ شام وہ گیسو مجھکو

فرش ہی زیر قدم تو کف پا کا چھالا
داغ پہلو ہے مرا تکیۂ زانو مجھکو

جسقدر اوسنے ستایا ہی ستاؤن مین بھی
کیا کرون جسرخ پہ ملتا نہین قابو مجھکو

بڑھ گئی اور بھی پیراہن تن کے زینت
خوب خمون سے کیا یار نے الّو مجھکو

واسطی شب کو جو وہ ماہ نہ آیا میرے گھر
شعلہ بن بنکے جلانے لگی جگنو مجھکو

اوسنے لکھا ہے کہ اپنا حال لکھکر بھیجدو
دوستو قاصد کوئی بھی پیمبر بھیجدو

سنگ اگر تمکو عیادت ہی مریض عشق کی
آدمی کوئی خبر کو بندہ پرور بھیجدو

تم نہین آ... و بہجوا کر شبیہ اپنی ضرور
بہر تسکین دل بیتاب مضطر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہے دعوت ہماری کہہ کہہ
کشتیان اغیار کو باہر سے باہر بھیجدو

خاک در پر آپکی شب بہر پڑی رہتی ہین ہم
تمسے اتنا بھی نہین ہوتا کہ بستر بھیجدو

امتحان صبر و تحمل کا اگر منظور ہے
ساری دنیا کے بلاؤن کو میری گہر بھیجدو

ہے گمان تمکو کہ اس سے گل نکہائی جائینگے
ہاتہہ کا چہلا تو اے رشک گل تر بھیجدو

منہ سے جب نکلا تمہارے کہ نہ آئینگے کبہی
پہر نہ آوینگے مزا اول کیا جو لشکر بھیجدو

صورت گل کسطرح جامے سے باہر ہین نہ ہون
اوسنے لکھا ہے مجہے بہدلون کا زیور بھیجدو

تنگ ہون ہمدم سے رنج ہجر اوٹہہ سکتا نہین
کاٹ ڈالون خود گلا اپنا جو خنجر بھیجدو

بیش قیمت ہین ہمارے اشک کیا کرتے ہو شک
جوہری کے پاس جب چاہو یہ گوہر بھیجدو

تشنۂ دیدار ہین فرط عطش سے بیقرار
یا علی جنت سے کوئی جام کوثر بھیجدو

اون دو دستانہ ہو زلفو ہین دل صد چاک کا
بال بیکا ہو تو زندان مین برابر بھیجدو

واہ کیا انصاف ہی خط کا نہ لکہو تم جواب
اوسکے بدلے نامہ بر کا کاٹ کر سر بھیجدو

اوسنے گر فرمائش اشعار کی ہی واسطی
ایک دو غزلین نہین دفتر کا دفتر بھیجدو

ہے کوچۂ قاتل مین روان دلکو بلا لو
وہ راہ سے پہر آئے تو قاتل کو بلا لو

مجنون کو غش آیا ہے بیابان مین غزالو
دوڑو تو ذرا صاحب محمل کو بلا لو

موت آئی ہے رستے مین پڑا ہے مرا مرد
ہو کچہہ تو ٹہکانا سگ منزل کو بلا لو

محفل تو ہے جو بن پہ مگر جی نہین لگتا
ملجائے تو اوس رونق محفل کو بلا لو

منظور ہے دینی جو ادہنین حسن کی خیرات
خود کہتے ہین در پر میرے سائل کو بلا لو

غنچے جو چٹکتے ہین تو آتی ہے یہہ آواز ۔ گل بہو لیتے جاتے ہین عنادل کو بلا لو
جو مشورہ دیتے ہین وہ ہوتا نہین منظور ۔ دیوانے سبھی ہم ہیں کسی عاقل کو بلا لو
اتنی تہین توفیق خدا دی میرے حق مین ۔ زندان سے گرفتار سلاسل کو بلا لو
فرقت مین کسی طرح سے جینا نہین منظور ۔ سر بار ہے تن پر کسی قاتل کو بلا لو

ایواسطی آتا ہے جو خلوت مین میرا ذکر
کہتے ہین کہ اس مرشد کامل کو بلا لو

وہ نالہ کرے دل کہ عیان جسمین اثر ہو ۔ کس کام کا وہ نخل ہے جسمین نہ ثمر ہو
مرمر کے جیے لاکہہ کوئی رنج کی باتھون ۔ ممکن ہی نہین ہے کہ شب ہجر سحر ہو
سن سنکے بیان ہی کوئی ششدر کوئی حیران ۔ کیا گذرے زمانے پہ جو وہ پیش نظر ہو
کا ہے کو وہ احسان رفوگر کا اوٹھائے ۔ صد چاک گریبان سے سوا جسکا جگر ہو
اک سورۂ الحمد سے محروم نہ رکھنا ۔ جس روز تمہارا ادہر سے تربت پہ گذر ہو
اللہ سے اپنی یہہ سب وصل دعا ہے ۔ اس رات کے تا روز قیامت نہ سحر ہو
آئینہ سے ہر وقت چھپاتے ہین وہ چہرہ ۔ ڈرتے ہین کہ عاشق کا نہ یہ دیدۂ تر ہو
روتے ہین جو عاشق یہہ بناوٹ کی ہین باتین ۔ پانی دل محبوب ہو کچہہ سبے جو اثر ہو +
منقار ہما مین ہے ابھی تک میری ہڈی ۔ اللہ کرے یہان سگ جانان کا گذر ہو
دیکھی نہین جاتی شب فرقت کی سیاہی ۔ اے انجم و مہتاب کہو آج کدہر ہو
رہتا ہے لہو اب تو مرے لاش پہ قاتل ۔ سر جائے تو کیونکر نہ مہم عشق کی سر ہو
طاقت ہے کہ رد کرے مجھے دربان در یار ۔ ٹکرا دون سر ایسا مین کہ دیوار مین در ہو
لیتے ہو مرے سامنے کیا نام سفر کا ۔ ایسا نہو پہلے مرا دنیا سے سفر ہو
کہدو کہ رفوگر نہ سیے چاک گریبان ۔ شیدا ہی جنون ہون مرا ٹکڑے نہ جگر ہو
ہمتو نہ کہین گے ارنی حضرت موسے ۔ بسم اللہ اگر آپ کو یارائے نظر ہو

کوچے مین حسینون کے جو برباد ہے کبسے
غالب ہی وہی واسطی خستہ جگر ہو

کیونکر دل مشتاق کو امید سخن ہو
وہ شوخ کرے بات کسی سی جو دہن ہو

بیخوف پس مرگ ہون عریان بدنی سے
کھٹکا ہو مجھے ذرد کفن کا جو کفن ہو

آئینہ کا سے ہے خاصہ اوس طفل کے تن مین
کھیلے کبھی مٹی مین تو صاف اور بدن ہو

رووٗن تو میرے داغ جگر اور بہی چمکین
ہو بارش باران تو شگفتہ یہہ چمن ہو

غربت مین سنی ہے ملک الموت کی آمد
اللہ کرے قاصد یاران وطن ہو

معدوم سمجھتا ہے جو عنقا کو زمانہ
غالب ہے کہ اوس شوخ کا مضمون دہن ہو

کیا ذکر رہا دسے غربت مین وطن کا
بیٹھون مین جہان تھک کی نقاہت سے وطن ہو

دل لیکے ہمارا ہمین دیتے نہین بوسہ
کیا قول تھا سچ ہے کہ بری عہد شکن ہو

ہوتا نہین گلزار کوئے چاہ سے خالی
چہرے لیسے قمر بین کیون نہ ترا چاہ ذقن ہو

وہ آنکھین جو یاد آئین تو غربت مین یہ رووٗن
سر سبز ہر اک شاخ غزالان ختن ہو

موقوف جوانی پہ ہے جہری کا چمکنا
جب تک نہ بہار آئے شگفتہ چمن ہو

مشکل ہے میرے پاس بہت زر کا ٹھہرنا
سکہ بہی کبھی ہاتھ مین آئے تو چلن ہو

اصلاح کرے وہ خط رخسار کی یارب
موقوف کسطرح سے یہ چاند گہن ہو

دل لے کے جو بوسہ نہین دیتے تو نہ دو تم
موقوف ہمہ جبکہ اوٹھین اہی شفق مین ہو

کرتے ہو عبث حلقہ گیسو سے مقابل
مٹے نہ کہین نافۂ آہوے ختن ہو

اے واسطی جاہل کو میرے شعر کی کیا قدر
سمجھے وہ سخن کو جو شناسائے سخن ہو

کم نہین قد سے درازی مین سر مو گیسو
فی الحقیقت سے ہے جواب قد دلجو گیسو

گرد مین لیلے کہا کرتا ہون گیسو گیسو
بولتا ہے نہین شب بھر کسی پہلو گیسو

کیون نہ محفل ترے آنے سے معطر ہو جاے
مشک نافے سے کہین بڑہ کے ہی خوشبو گیسو

مر گئے ہین جو گرفتار تیرے گیسو کے
اونکے مرقد سے صدا آتی ہے گیسو گیسو

کچھ میرے حال پریشان سے جو واقف ہو جاے
کنگھیان کر کے سنوارے نہ کبھی تو گیسو

کسی مذہب مین ہوا انسان تجھے رکھتا ہی عزیز
چہرہ ہے جان مسلمان دل ہندو گیسو

ہین یہ سمجھا کہ ہوا کعبے مین ہندو کا گذر
آرہا اوڑ کے اگر جانب ابرو گیسو

دونون کیون مل کے ندین سبزہ و سنبل کو شکست
خط شبرنگ کا ہے قوت بازو گیسو

عہد پیری سے نہین کچھ یہ و سپیدی ہی قریب
ہوگا سنبل سے کسی دن گل خوشبو گیسو

سحر سازی مین جو کامل ہین وہ یہ کہتے ہین
سحر کا سانپ ہے یا اسم جادو گیسو

واسطی سانپ نظر آنے لگے پانی مین
جس گہڑی کہول کے بیٹہے وہ لب جو گیسو

آہ کیونکر نہین کرتی ہے اثر دیکھین تو
کب تلک وہ نہین لیتے ہین خبر دیکھین تو

کہدو اوس سے کہ عیادت کو بیمار کی آئین
حال پرسے نہ کرین ایک نظر دیکھین تو

جنکو دعوے ہے کہ ہم دیکھتے ہین عالم غیب
کسطرح دیکھتے ہین اوسکی کمر دیکھین تو

ہین ہو آیا تو سب جھ دیکھ کے منہ پھیر لیا
حال دل کس سے کہون اب ادہر دیکھین تو

گلشن دل مین ہے کیا نخل محبت سرسبز
کب تلک یہ نہین لاتا ہے ثمر دیکھین تو

کسطرح جاتا ہے تو اوس عرگان کی صفوف
اے دل زار ذرا تیر جگر دیکھین تو

ہم ہین اور طول شب ہجر ہے ای دور فلک
آج کب تک نہین دکھین گے سحر دیکھین تو

گلہ درد جگر ہمسے سنا تو یہ کہا
کسطرح آئے یقین درد جگر دیکھین تو

اوسکے تلوے کے برابر نہین چہرے انکے
چشم انصاف سے خورشید و قمر دیکھین تو

قائل تنگئے آفاق ہین جو گوشہ نہین
کوہ و صحرا کو ذرا کر کے سفر دیکھین تو

عمر جاوید نہین ہرتے سے کیونکر حاصل
بوالہوس اس لب جان بخش کا اثر دیکھین تو

خواہشِ باغ عبث رکھتے ہین مرغانِ قفس
باغ سے کم نہین صیاد کا گھر دیکھین تو

چھپ کے تنہائی مین کرتے ہین جو اعمالِ قبیح
سخت غافل ہین ادہر اور ادہر دیکھین تو

جن حسینون کو بہت حسن پہ اپنے ہے غرور
آنکھ آہو کے وہ چیتے کے کمر دیکھین تو

آئینہ آٹھ پہر دیکھ رہے ہین جو حسین
پھر سے حیرت میرے حسرت کی نظر دیکھین تو

واسطی ہے یہ یقین رحم ہی آجائیگا
آکے وہ حال مرا نوعد گر دیکھین تو

سمجھے ہین نخل ثمر دار مقرر مجھکو
طفل للا کی لگاتے ہین جو تھپر مجھکو

خوب نظارۂ قاتل تہہ خنجر کر لون
مہلت اے پیکِ اجل اور بھی دم بھر مجھکو

ہو گیا خاک جو تن خاک سے بھی چاک بنا
مرگ کے بعد دیئے چرخ نے چکر مجھکو

نامہ اوڑ جائے گا خود یار تلک کیا پروا
قاصدی کو نہین ملتا جو کبوتر مجھکو

سوزش ہجر مین جلتا ہون عجب کا ہے مقام
آگ مین موت نہین مثل سمندر مجھکو

ساقیا تجھسا زمانے مین نہین کوئی سخی
خیر خم کی ہو پلادے کوئی ساغر مجھکو

نظم کیا کیا ہوے مضمون تری دانتو نکے
ہاتھ آئے عجب اس بحر سے گوہر مجھکو

کیا بلا کاسہ سائل مجھے سمجھا ہے مگر
دربدر یون جو پھراتا ہے مقدر مجھکو

پٹی آنکھون پہ بندہے گی رخ قاتل کی دید
شوق دیدار نے مارا تہہ خنجر مجھکو

فرد باطل مجھے کیا سلفے قدرت سمجھا
دیکھتے ہی جو کیا خارجِ دفتر مجھکو

کبھی دولت کو سمجھتا نہین دولت مین فقیر
آہن و زر نظر آتے ہین برابر مجھکو

میکشی ہجر مین کیا خاک کرون اے ساقی
آب انگور ہے آبِ دم خنجر مجھکو

اپنے کوچے مین جگہ اوسنے جو دی سمجھا مین
جیتے جی خلد مین رہنے کو ملا گھر مجھکو

واسطی خوف گناہون کا نہین محشر مین
ساتھ لیجائین گے جنت مین پیمبر مجھکو

غضب کی جا ہے کہ اتنا تمہین خیال نہو
دکھائین چہرہ کو ٹے بے چھری حلال نہو

کرو وہ بات کہ جو باعث ملال نہو ؛
چلو وہ چال کوئے جس سے پائمال نہو ؛

دوائین لاکھہ دعائین ہزار ہون تو کیا
ترا مریض محبت کبھی بحال نہو ؛

لہو سپید ہوا ہے یہہ اہل دنیا کا
کہ ہون یہہ قتل تو قاتل کی تیغ لال نہو

نہین گناہ جو بعد گناہ ہو خجلت ؛
گنہ وہ ہے جو گنہ کر کے انفعال نہو

کمال تنگ ہون ہاتہون سے شوخ چشمون کے
وہان چلون مین کہ جس دشت مین غزال نہو

قفس کو توڑ کے جاؤن ابھی چمن کو مگر
خیال یہہ ہے کہ صیاد کو ملال نہو

وہ سر نہین ہے کہ جسمین نہین ترا سودا
وہ دل نہین ہے کہ جسمین ترا خیال نہو ؛

ہمیشہ دل مین رہے داغ عشق کا جلوہ
اس آفتاب کو یارب کبھی زوال نہو ؛

کریم کیسے اوسے بے طلب کریں جو عطا
گدا وہ ہے کہ جسے عادت سوال نہو

بجا ہے مست جو میخانہ مین کرین ہو حق
وہ مدرسہ نہین جسمین کہ قیل و قال نہو ؛

کمال الفت گیسو مین دل مشوش ہے
خدا کرے کہ پریشان کسی کا حال نہو ؛

مین اوسسے عالم حیرت کا حال کچھہ پوچھون
زبان مردم تصویر کے جو لال نہو ؛

نہین ہے صاحب نعمت کو کام زینت سے
حنا سے لال کبھی ناخن ہلال نہو ؛

خراب کرتا ہے انسان کو تلون طبع
کہان ہے صحت جسمے جو اعتدال نہو

کرون نہ مین رو کے کسیدن جو اپنا دل خالی
تو مذہب حکما مین خلا محال نہو ؛

خدا سے ہے یہہ دعا واسطی کہ محشر تک
عیان ستارۂ صبح شب وصال نہو

ہر سحر کوچۂ محبوب مین جانا مجھکو
آنکھہ دیوار کے روزن سے ملانا مجھکو

کوے جانان سے کہین اب نہین جانا مجھکو
اس سے بہتر نہین ملنے کا ٹھکانا مجھکو

ہون وہ میخوار کہ انعام مین دون ساقی کو
ہاتھہ جمشید کا آئے جو خزانا مجھکو

ہے دہوان خط کا جو اوس آتش عارض سے بلند
ملگیا اشک بہانے کا بہانا مجھکو

تیری الفت مین ملامت سے کوئی ڈرتا ہون
ایک مانون نہ کہے لاکھہ زمانا مجھکو

بات کب غیر کی مجھہ زار سے اوٹھہ سکتی ہے
ہین گران یار کے بہی ناز اوٹہانا مجھکو

گر پڑون بام سے یا چاہ سے کچھہ خوف نہین
نظر خلق سے یارب نہ گرانا مجھکو

ہے مناسب جو ہنڈولے سے اسے نسبت دون
تہ و بالا نظر آتا ہے زمانا مجھکو

سامنے میرے نہ آئے سحر حشر رقیب
شکل منحوس خدایا نہ دکہانا مجھکو

اکل و شرب اور نہین غیر کباب و مئی ناب
یہی پینا ہے دو وقتہ یہی کہانا مجھکو

چاہتا ہون کہ مرے خاک بگولا بن جائے
مرگ کے بعد بہی ہے خاک اوڑانا مجھکو

اے فلک ہوگا کمالون سے زمانا خالی
دوسرا مجھسا کوئی ہو تو مٹانا مجھکو

آسیا اسکو نہ سمجھون تو بہلا کیا سمجھون
پیستا ہے یہہ فلک جان کی دانا مجھکو

مجرم عشق ہون مژگان سے مجھے الفت ہے
شوق سے کیجیے تیرون کا نشانا مجھکو

واسطی شاہ خراسان کی زیارت کا ہے شوق
طوس کو ہند سے ہونا ہے روانا مجھکو

آؤ خفا نہو میرے کہنے کو مان لو
دے دونگا ورنہ جان یہ تم خوب جان لو

زہرہ زمین پر اوتر آئے سپہر سے
گاتے نہین میرے جان کوئی ایسی تان لو

کیا رہ سکے ایک شہر مین رہتے ہو دور دور
پاس آ رہو کرایہ کا مجھسے مکان لو

تیرون سے تمنے سینے کو چہلنے کیا مگر
مجھکو وہی ہے عشق اسے خوب چہان لو

آؤ غریب خانے مین بے خوف اے بتو
کہٹکا ہو کچھہ نہین تو خدا درمیان لو

ہو خود فروشیون پہ جو یوہین تلے ہوے
اونچی سے کوئی چوک مین جا کر دکان لو

جو کہ چکا ہون منہ سے نباہون گا مین اوسے
کچھہ عذر کی جگہ نہین دل لو کہ جان لو

سونے کا باغ مین جو شب ماہ قصد ہے
دیکہے نہ کوئی منہ پہ دوپٹے کو تان لو

ہون ناتوان کفن بھی مجھے چاہیے سبک — ململ کا یا کریپ کا یا بک کا تھان لو

وحشت شروع عشق ہے انجام مرگ ہجر
ای واسطی یہ دل مین ذرا خوب ٹھان لو

قفس مین ہے ہوای نغمہ سنجان چمن ہمکو — بہت یاد آتی ہین غربت مین یاران وطن ہمکو
اگر تو رشک لیلی ہے تو مجنون ہی لقب اپنا — تجھے کہتا ہے شیرین اور عالم کوہکن ہمکو
سراب دشت کو لب تشنہ سمجھی جسطرح دریا — کنوئین کیا کیا جھکاتا ہے تیرا چاہ ذقن ہمکو
جہان سے تنگ ہین مشتاق ہین شہر خموشان کے — نیا عالم دکھاے گردش چرخ کہن ہمکو
نہ بتخانے مین دخل اپنا نہ کعبے مین جگہہ اپنی — کہ ہندو شیخ سمجھا ہے مسلمان برہمن ہمکو
بگولا سرو نرگس دیدۂ غول بیابان ہے — نظر آتا ہے ہجر یار مین جنگل چمن ہمکو
تجسس مین گئے ملک عدم تک بے نشان ہوکر — بڑی مدت سے ہاتھہ آیا ہے مضمون دہن ہمکو
کہان ہے تیرے دست جنون ٹکری کری اسکو — نہایت تنگ کرتا ہے ہمارا پیرہن ہمکو
ضعیف ایسی ہین ہونگی مور کر زیر زمین مدفون ہم — نہین بعد فنا کچھہ احتیاج گور کفن ہمکو
تیری آنکھون سے سودائی ہین کب پرواہ غیر دنگے — دکھاتی ہین عبث شوخی یہ آہوی ختن ہمکو
اگر زنجیر داماں ہے تو طوق اپنا گریبان ہے — نہین کم قید خانے سے ہمارا پیرہن ہمکو

ہوئے ہین واسطی اوس ہجر کی غم مین ہم لاغر
نظر آتا نہین ہے دہوپ مین ظل بدن ہمکو

نظر آتا ہے مشکل سے نہی اپنا دہن ہمکو — کہین اسمین صدا نہی تو ہی جانے سخن ہمکو
ہوا ہی اندنون جو عشق زلف پرشکن ہمکو — تو تحفہ بھیجتے ہین مشک شاہان ختن ہمکو
عدم سے سیر کو آئے ہین اس اقلیم ہستی مین — خدا کب خیر سی دیکھین دکھاتا ہے وطن ہمکو
عدم سے مدتون کے بعد پہونچے ملک ہستی مین — تماشا ہے یہان بھی ملتے ہین اہل وطن ہمکو
جو گذرے خانمان سی ہم تو گلشن اور گلخن کیا — جہان بستر لگائینگے وہی ہوگا وطن ہمکو

کہان اب قمری و بلبل خزان آئی گلستان مین
نظر آتی ہے ہر جا کثرتِ زاغ و زغن ہمکو

نشان عریان تنی کا بعدِ مردن بھی رہی باقی
نہین حاجت کفن کی دفن کرنا بے کفن ہمکو

نہین ہے غم جواب ناقدردان ہین لوگ دنیا کی
کرینگے یاد بعدِ مرگ یہ اہلِ وطن ہمکو

کفن کی کچھ نہین حاجت شہیدانِ محبت کو
کہ اپنے چادرِ خون سے میسر ہے کفن ہمکو

حصول خمسۂ اسلام سے ہین خوب واقف ہم
کہ ہے روزِ ولادت سے ولائے پنجتن ہمکو

تمہارے ابروے پرخم کے ہم ہین دیکھنے والے
دکہاتا ہے مہ نو کیا سمجھ کر بانکپن ہمکو

ہوئے ہین **واسطی** اب ضعف سے اسدرجہ ہم لاغر
جو دیکھا غور سے بستر قضا سمجھے شکن ہمکو

مے کے پینے سے ہے رونق اور حسنِ یار کو
ہوگیا روغن یہ پانے آتشِ رخسار کو

آنہین سکتا کبھے میرا چلن اغیار کو
زاغ پائے کس روش طاؤس کی رفتار کو

کیا دل حیران کرونین نذر چشمِ یار کو
رسم ہے آئینہ دکہلاتے نہین بیمار کو

کون ہو سرکوب اوسکا ہو جو موذی سربلند
خوف پامالی نہین خارِ سرِ دیوار کو

ہون تو مجنون پر ہین مجکو میری دشمن بھی عزیز
آبلے کیونکر نہ آنکھون پر جگہ دین خار کو

تیر کہا کہا کر جو اپنے زخم تن خندان ہوے
ساتھ ہے اونکی ہنسے آئی لب سوفار کو

ہجر مین اوس سیم تن کی ایسی قسمت پھر گئی
خواب مین ہمنے ندیکہا دولت بیدار کو

کاسۂ دریوزہ ہون گوش فصیحانِ جہان
کیجیے تقسیم اگر شیرین ہے گفتار کو

عجز اسفل کو تو اعلے کو ہی لازم سرکشی
صحن کو پستی بلندی چاہیے دیوار کو

وقفہ دے دیکہتا تا ہی مجھے یون اشتیاق
جسطرح باری کی تپ آوے کسی بیمار کو

کیا کرون دزدِ سخن سے مین نہان اپنا سخن
راہزن پہچانتے ہین رہبر و زردار کو +

ایسا ترکِ الفتِ ابرو سے بچتا ہی دل
جلیسے نادم ہو سپاہی بیچ کر تلوار کو

ہے یہ بدمستی نہین اپنے ضرر کا کچھ خیال
محتسب سے پوچھتا ہون خانۂ خمار کو

محو حیرت کیون نہو چشم سکندر دیکھکر | کیا بنایا ہے ترے آئینۂ رخسار کو
اشکباری پر جب آتی ہی ہماری چشم تر | سیکڑون دیتی ہی غوطے ابر دریابار کو
ہر دبے جوہر ہے دورِ آسمان سے بخطر | سان پر چڑھتے نہین دیکھا گلے تلوار کو

تیر اوسکا کم نہین ہے شاخ گل سی واسطی
غنچہ پیکان کو تو گل سمجھے ہین ہم سوفار کو

شاد گلشن مین کرے جا کر کسی غمخوار کو | دے خداوندا یہ فرمان ابر دریابار کو
خواہش دنیا ہے یون ہر ایک دنیادار کو | دوڑتے ہین جیسے کتّے دیکھکر مردار کو
گھر مین یون دریانہ اشکون کا بہائے چشم تر | موجین اوٹھ اوٹھ کر ٹہائی دیتی ہین دیوار کو
قدرتی جو چیز ہے دشمن سی بھی ٹلتے نہین | خوف پانی سی نہین کچھ آتشِ رخسار کو
صورت طاؤس پابند گلستان کچھ نہین | ساتھ داغون سے لیے پھرتی ہین ہم گلزار کو
وہ پری آئے تو دیوانہ یہ اوسپر ہو چمن | گل نکل جائین گریبان پھاڑ کر بازار کو
ہون وہ محزون غم مرا افزون ہو شادی جگہ | اور رونے مین جو دیکھون قہقہہ دیوار کو
نیک و بد وقت نزولِ قہر ہو جاتی ہین ایک | خار و گل دونون جلا دیتی ہین یکسان نار کو
غش سی چونکا دی جو آوازِ شکستِ رنگ رخ | کیا گوارا غل طبیبون کا ہو مجھ بیمار کو
ہجر کے شب میرا کاشانہ یہ ہیبتناک ہے | ڈر سے پھرہ آتی ہے تپ ہر صورت دیوار کو
بغض دشمن پھر رنگین طبع ہی وجہ فروغ | اور بھڑکاتا ہے پانی آتشِ گلزار کو
ایسے افسردہ ہوی مردم جو وہ یوسف پھرا | لوٹ کر گویا کہ کوئی لے گیا بازار کو
ہجر مین غمناک ہین ہم کون جائے سوے باغ | خانہ شادی سے کیا مطلب ہے ماتم دار کو
شیخ صاحب آکی ہم مستو نہین بیٹھے ہو اگر | تم بھی کھل کھیلو اوتار وجبہ و دستار کو

واسطی ایسی اب اس رنگین بیانی کی ہی دھوم
بلبلین پڑھتی ہین گلشن مین میری اشعار کو

تیر مژگان لگاؤ گے کسکو
تم نشانہ بناؤ گے کسکو

گر گیا ہون نظر سے صورتِ اشک
خاک سے اب اوٹھاؤ گے کسکو

ہون گا بیجان تمہارے آنے تک
آؤ گے جب تو پاؤ گے کسکو

ارنی کیسے وقت نظارہ
لن ترانی سناؤ گے کسکو

ایک دو کیا کرور ظلم سہے
صبر مین آزماؤ گے کسکو

کرم شب تاب ماہتاب نہین
چٹکیون مین اوڑاؤ گے کسکو

میرے آنکھون سے ہی جو تمکو حجاب
پھر یہ جلوہ دکہاؤ گے کسکو

ہو چکا خاک جل کے دل میرا
ہجر مین اب جلاؤ گے کسکو

واسطی ہوشیار ہے وہ شوخ
دام مین اپنے لاؤ گے کسکو

دولت کی سلطنت کی خزانے کے آرزو
دلمین بھری ہی ساری زمانے کی آرزو

دولت کی آرزو نہ خزانے کے آرزو
دل سے مٹی ہے ساری زمانے کی آرزو

صیاد تیرے دام مین پھنسکر ہین سیر ہم
پانی کی آرزو ہے نہ دانے کی آرزو

جلاد میرے قتل کو ہوتا ہی کیون طلب
ہے زخم تیرے ہاتھ سے کہانے کی آرزو

کوچے مین اوسکے دفن کی جا مل چکی دلا
کہتا ہی کیا نہین ٹہکانے کے آرزو

چہرہ دکہائیے یہ ہے آئینہ کے ہوس
زلفین سنواریئے یہ ہے شانے کی آرزو

پستانِ یار تک تو ہوا اپنا دسترس
باقی رہی گلے سے لگانے کے آرزو

ای ترک گہرے زخم لگا تن پہ چار پانچ
بسمل کو ہے لہو مین نہانے کے آرزو

موت آ گئی قفس مین ہماری ہزار حیف
نکلی نہ دل سے باغ مین جانے کی آرزو

اوس سیم تن کی وصل کی یون دلکو ہی ہوس
مفلس کو جسطرح ہو خزانے کی آرزو

ای دل کدہر خیال ہی کچھ جانتی ہے خیر
اوس جنگ جو سے آنکھ لڑانے کی آرزو

صدمے اوٹھائے منزل ہستی مین واسطی
کب ہی یہان سے جاکی پہر آنے کی آرزو

دل بہت آج ہے اوداس آؤ
آؤ آؤ ہمارے پاس آؤ

کوئی ہمدم نہین ہے فرقت مین
اے غم و اضطرار و یاس آؤ

اب جو آئے تو پھر حیا کیسے
دور بیٹھو نہ میرے پاس آؤ

کیون نہ باہر ہون جامہ سے عاشق
تم بدل کر اگر لباس آؤ

مین تمہارا زمانہ آپ کا ہے
قتل کو میرے بے ہراس آؤ

اے رقیبو مجھے نہین کچھ خوف
تم اگر مل کے سو پچاس آؤ

دور رہنا ہے دور الفت سے
پاس میرا ہو کچھ تو پاس آؤ

درد ہجر بتان سے مرتا ہون
اے طبیبانِ حق شناس آؤ

ہین وہ بے پردہ آج اے مہ و مہر
چرخ سے بہر اقتباس آؤ

تم نہ آئے تو مر ہی جاؤن گا
ہین کدہر آپ کے حواس آؤ

واسطی آتے ہو بتون کی جو پاس
سیم و زر لے کے بیقیاس آؤ

ہے یہ رغبت جوش وحشت مین تری پامال کو
ٹہوکری بھی جو پائے حلقۂ خلخال کو

ہون وہ دیوانہ چلا زندان سی جبدم سوی دشت
آئے اوٹھ اوٹھ کر بگولے میرے استقبال کو

کل جو آنا تھا تو آج آتی قضا کیون دیر کے
گورکن ہو کار یا فاقہ ہو اغسال کو

بسملون نے مرتی دم آنسو بہائی اسقدر
موتیون سی بھر دیا اوس تیغ کی رومال کو

صاف سب سمجھے ہم کہ ہرکارے ہین یہ اخبار کے
قبر مین آئے ملک جب پرسشِ اعمال کو

پیشتر از مین صیاد کو تھی فکر میری قید کے
اب یہ سنتا ہون قفس توڑا جلایا جال کو

جامہ سے باہر یہ خوش پوشاک ہون اسطرح
ساتھ اپنی کیون لئے پھرتی ہین اس جنجال کو

بزم حال و قال مین آیا جو دیوانہ ترا
حال والے جتنے تھے دوڑی وہ استقبال کو

دیکھتا ہون کاسۂ زانو مین مین صورتین
جو نظر آتے ہین شکلین قمری مین مال کو

وقت رخصت پاؤن پر پھر رکھکے رویا اسقدر
کردیا گرداب دریا یار کے خلخال کو

عالم پیری مین شادی ہمکو ہوتی ہی تو یون
جیسے آجاتی ہے سوتہین ہنسی اطفال کو

رنج اوٹھانے سے ہی نکلا ہی انسان کا غرور
سرکشی سے کام کیا ہے سبزۂ پامال کو

شکر ہے آزردگی مین ہی ابھی کچھ کچھ خیال
پوچھہ لیتے ہین وہ اورونسی ہماری حال کو

بہر سیر باغ جب جاتا ہی وہ نازک دماغ
نکہت گل دور تک آتی ہے استقبالکو

خال عارض کا جو بوسہ کیا تمنے عطا
حق رکھے تابان تمہاری کوکب اقبال کو

کاتب اعمال سے بھی اب پڑھا جاتا نہین
ہینے پہ رو رو کے دھویا نامۂ اعمال کو

لکھتے لکھتے نامہ پشتارہ ہوا ہے واسطی
بدلے قاصد کے بلانا چاہیئے حمال کو

کیا غضب تمنے کیا کر کے اشارے دلکو
لیگئے کھینچکے سینے سے ہماری دل کو

اپنی مطلب سے ہے مطلب انہین پروا نہین کچھ
جان قربان کرے یا کوئی وارے دل کو

کھیلنے بیٹھے جو شطرنج محبت عاشق
اول داؤ مین اوس شوخ سے ہاری دل کو

ہمہ تن چشم ہے داغون سے مرے پہلو مین
ہوے منظور نظر کسکے نظاری دل کو

ضعف پیری تو نمایان ہین ولیکن ابتک
دست و بازو دیئے جاتے ہین سہارے دلکو

کہیے ان چاند سے ٹکڑون سے محبت پیدا
نور لاتے ہون اگر عرش کی تاری دلکو

عاشقون سے جو چلو ناز و ادا کے تم چال
کیا سنبھالین یہ غم و درد کے ماری دلکو

ڈالیان پھولون سے نکلے اغیار کو تحفے بھیجین
داغ سے داغ دیئے تمنے ہمارے دلکو

بوسۂ آئینۂ رخ کا طلبگار ہے کون
دیکھنا تھا ہمین منظور تمہارے دل کو

نالہ وہ گرم ہمارا ہے جو منہ سے نکلے
موم کر دے ابھی پتھر سے تمہاری دلکو

تھا عجب عہد کہ یوسف کی خریدار تھی خلق
مفت لیتا نہین اب کوئی ہمارے دلکو

کوئی الفت مین ہے کیا غیر گرفتاری فقط
دوڑا جاتا ہے کہان کوئی پکارے دلکو

اب وہ معشوق وفادار کرین گے پیدا
سر چڑہا کر جو نظر سے نہ اوتارے دل کو

خاک مین جان سے تہا نہ ملائے میری
تیری دوری نے کیا گور کنارے دلکو

کبھی ہم پر کبھی اغیار پہ ہے چشم کرم
نہین بہاتے یہ دوطرفہ کے اشارے دلکو

اور تو راہ محبت مین نہین کچھ حاصل
حاصل اتنا ہے کہ کچھ بیٹھا مین ہارے دلکو

کیمیا دولت دین کی ہوا وسیکو حاصل
واسطی صورت سیماب جو ماری دلکو

ذرا جو دیکھ کے خندان ہو رگ جانان کو
ملو نہین پاؤنگے پیچھے گل گلستان کو

اگر دکھاے وہ خوش چشم ہوے فرکان کو
تو سامنا ابھی نشتر سے ہو رگ جان کو

سنا ہے شہرہ جو بازار حشر کا ہمنے
گرہ مین باندھ کے رکھا ہے نقد ایمان کو

لگی ہے خانۂ دل مین تپ فراق سے آگ
خبر نہین ہے مگر میرے چشم گریان کو

جو مرتے ہین لب جانبخش کی تمنا مین
وہ لوگ خاک سمجھتے ہین آب حیوان کو

کرینگے سینے کو میدان حشر فرقت مین
ہم آفتاب بنائینگے داغ سوزان کو

کسینے زلف کو سنبل سے دی اگر تشبیہ
تو جل کے پھونکدیا مینے سنبلستان کو

سنا ہے حال براہیم ابن ادہم کا
گدا کا رتبہ میسر کہان ہے سلطان کو

بشر کو چاہئے گذرے نہ خاکساری سے
کیا ہے خاک سے پیدا خدا نے انسان کو

خیال مصحف رخسار یار ہے جو مجھے
کرونگا یاد بہت جلد اب مین قرآن کو

عرق عرق ہو خجالت سے ابر کی صورت
دکھاؤن کان کی بجلی جو برق تابان کو

نمک چھڑکتا ہے زخمون پہ خندۂ قاتل
کچھ احتیاج نہین پھینک دو نمکدان کو

بندھی ہے مہندو گیسو کی ہرنی یہ بحر
نجات لوٹ سے کیا ہو کسی مسلمان کو

رہے گی یار کی آرزو گے نہ پوشیدہ
کرے گی چین جبین فاش راز پنہان کو

بتون کی کعبۂ ابرو کا عشق ہے جب سے
اوٹہا کے طاق پہ رکہا ہی ہمنے ایمان کو

نہین ہے مہر سے کم داغ میرے سینے کا
عیان ہو صبح کرون چاک اگر گریبان کو

سزا کا خوف کسے واسطی ہی روز جزا
خدا رحیم ہے بخشے گا جرم و عصیان کو

شب فرقت مین جو روتا ہون مجھے رونے دو
داغ اندوہ جو دلمین ہین اونہین دہونی دو

دوستو نزع کی حالت مین وصیت کیسے
نیند آتی ہے مجھے غل نہ کرو سونے دو

روز ہنگامی قیامت کی کرینگے برپا
ہین ابہی طفل ذرا اونکو جوان ہونی دو

کنج عزلت ہے یہان بعد فنا کنج لحد
خواب آرام کی بیشک ہین یہی کونے دو

لب شیرین کے کرو مجکو عنایت بوسے
بس در انداز جو بوتے ہین اونہین بونی دو

قبر مین آکے ستاؤ نہ فرشتو مجکو
کتنی راتون کا مین جاگا ہون مجھے سونی دو

سخت گہڑیالیون نے مجکو ستا رکہا ہی
دیکھ لون گا شب وصلت کی سحر ہونے دو

ناصحو اوس پہ مین مرتا ہون نصیحت تا کی
دل ہے قابو مین نہین جان مجھے کہونے دو

کیون عداوت ہی ہمین میری عزادارون سے
شمع روتی ہے سر قبر اگر رونے دو

واسطی یار سے کرلون گا مین قصہ فیصل
سامہنا تو کسے محفل مین کبہی ہونے دو

نہ دو ایذا اسیران بلا کو
پکارا اونہین نہ یہ بندے خدا کو

نہین ہے ضعف سے جنبش کی طاقت
اوٹہائین ہاتھ ہم کیونکر دعا کو

نہین مین آپ کے چھلّے کا سارق
پکڑ بیٹھے باندھے ہُئے دزد حنا کو

دل مردہ اوسے ہوگا زندہ
بلالو عیسی معجز نما کو

نکالے دل مرا چاہ ذقن سے
اجازت دیجئے زلف دوتا کو

ہوے ہم ابتلاے عمر مین حیف — نہ پہونچے جور گردون انتہا کو
شب فرقت مین دکھلاتے نہین منہ — ارے آہے کیا قضا آئے قضا کو
سگِ محبوب کی دعوت مین لیجائے — تبادوا استخوان میرے ہما کو
لگائین سرمہ آنکھون مین جو پائین — مہ وخورشید اوسکے خاکِ پا کو
خوشی بیٹھی ہے در پر میکدے کے — چلو اے میکشو اندوہ فنا کو
برب کعبہ کچہ پرواے شاہی — نہین ہے تیرے کوچے کے گدا کو

شہیدون کی زیارت بھی ہے لازم
چلو اے واسطی اب کربلا کو

دل عالم کو نہ کرتے ہوئے پامال چلو — فتنہ جس چال سے برپا ہو نہ وہ چال چلو
اے فرشتو نہین کہنے کا وہ کچہ ہے غفار — چاہو جب لے کے مرا نامۂ اعمال چلو
جنس دل بیچنے آیا سر بازار یہ کون — لینے والون کو صدا دیتے ہین دلال چلو
اب وہ دیندار بنے شوق ہوا حج کا کمال — ہم یہ تاکید ہے کعبہ کو اسی سال چلو
چھپ کے چلنا ہے جو تمکو کسی عاشق کی طرف — پہلے نگلین دور کرو پہنک کے خلخال چلو
غیر اوس کوچے مین کثرت سے ہین بحیرتِ دل — دیکھو موقع یہ ادب کہنے کا نہین ٹال چلو
نہ بہت سوچ کے عشاق سے کہیلو شطرنج — جیت ہی جیت ہے منظور جو چال چلو
ہفت اقلیم کے سلطان ہین تمہارے مشتاق — لیچلے تمکو جدہر رہبر اقبال چلو

واسطی بادیہ گردی تو بہت کی تمنے
کوہ کے سیر ہو منظور تو نیپال چلو

نظر آجاے جدہر اونکی سواری ہمکو — کہینچ لیجاے کشش کیون نہ ہماری ہمکو
عشق کے آتی ہی غالب ہوئی یہ بیخبرے — خیر کیسا نہ رہے یاد ہماری ہمکو
منتظر بیٹھے ہین جب سے ہین گرفتار قفس — بوئے گل چاہیے اے باد بہاری ہمکو

اوس مسیحا سے جدا ہوتی ہی بیمار ہوئے
ایک ہی دن مین تپ آئی کہ ہی باری ہمکو

اے فلک دوش احبا پہ جنازہ ہی روان
بعد مرنے کے ملی آج سواری ہمکو

حال غیرون کا ہو معلوم بہت مشکل ہے
جب حقیقت نہین کہلتی ہے ہماری ہمکو

لیچلے تہے طرف نار فرشتے لیکن
لیگئے سوے جنان رحمت باری ہمکو

قتل کو کافی ہے جنبش مژہ و ابرو کے
آپ تلوار لگائین نہ کٹاری ہمکو

ساتھہ ہی پہر گئی آنکھون کی تلے قیس کے شکل
نظر آئی جو کبھی کوئی عماری ہمکو

تب یقین ہوگا ہوا خاتمہ بالخیر اپنا
مرتے مرتے جو رہی یاد تمہاری ہمکو

دوست سمجھاتے ہین ہنستی ہین عدو وحشت پر
کیسے کیسے نہ ہوئی ذلت و خواری ہمکو

اوسنے پچھلے پہ اپنے جو بلایا سمجھے
آج قسمت نے کیا بہجز ارسے ہمکو

واسطی سمجھے جو آنکھین ہوئین رو رو کے سفید
بزم الفت مین ملے آئینہ داری ہمکو

ان آنکھون سے مین کیونکر دیکھ سکتا ہون ترے دلکو
کہ چشم نقش پا نے خواب مین دیکھا نہ منزل کو

چہری غم کی چلے حد سے سوا صدمہ ہوا دلکو
طپان دیکھا جو ہمنے خاک و خون مین مرغ بسمل کو

جو بیٹھے صحبت جاہل مین کیا ہو نفع جاہل کو
جگائی خواب غفلت سے کبھی غافل نہ غافل کو

نہین رکھتا زمین پہ پاؤن خط مجھسے جو پاتا ہی
ہوا کیطرح جسسے طے نامہ بر کرتا ہی منزل کو

ہوا کوئی نہ آگر غرق عرقی مین شریک اپنا
ڈبوا ہی انفعال عافیت یاران ساحل کو

لگا کر زخم کہرے کیا مصیبت سی چہڑائے گا
تماشا رقص بسمل کا پسند آتا ہے قاتل کو

در دولت سرائے مصطفے کیا باب رحمت ہے
کہ نقد دو جہان یان بے طلب ملتا ہی سائل کو

جو صحرائی ہین اونکو شہریون سے کیا علاقہ ہے
چراغ لالہ کب آکر کرے پر نور محفل کو

فروغ اللہ نے جنکو دیا ممدوح عالم ہین
کوئی ناقص نہین کہتا جہان مین ماہ کامل کو

ہجوم عاشقان ہے نوبہار حسن جانان تک
خزان مین باغ سے مطلب نہین رہتا عنادلکو

کرے نالہ اگر کچھ ہو ہمارے پاؤن کو جنبش
پسند آیا ہمارا قید رہنا کیا سلاسل کو

کرے اک وار جس بسمل پہ تن اوسکا ہو ٹکڑے دو
خدایا زور کر ایسا عطا بازوئے قاتل کو

عجب کیا وصل اوس مہوش کا ہو ہمکو واسطی حاصل
خدا آسان کر دیتا ہے ہر بندے کی مشکل کو

گذر گئی شب وصلت بس اک کلام کی ساتھ
نماز صبح ادا کی نماز شام کے ساتھ

بسان ساکن کشتی محیط عالم مین
وہ راہرو ہون مرا کوچ ہے مقام کی ساتھ

جبین یار پہ ٹپکا ہے اور افشان بہی
چمک رہے ہین ستارے مہ تمام کی ساتھ

وہ دوڑے آئے تماشا سمجھ کی دہوکی ہین
اوٹھا جنازہ عاشق جو ازدحام کی ساتھ

عجب نہین ہے جو تقلید دل کرین اعضا
کہ سجدہ کرتے ہین سب مقتدا امام کے ساتھ

برنگ شیشہ وہ دامن مین ہون خون نہین دل
کہ میرے منہ سے ٹپکتا ہے خون کلام کی ساتھ

زبان غیر سے ہو شرح آرزو کیونکر
چلون مین آپ ہی اوس شوخ تک پیام کی ساتھ

ہوئی ہے قید جو تو اسقدر تڑپ بلبل
کہ ٹوٹین تار نفس رشتہ ہای دام کے ساتھ

تمیز اسفل و اعلے کہان ہی الفت مین
کمال عشق تہا محمود کو غلام کے ساتھ

اوٹھا نہ دست ستم محتسب خدا کی لئے
شکستہ شیشہ دل ہو نہ کوئی جام کے ساتھ

حیا ہی آ گئی جب سامنا ہوا ہمرا
اوٹھا جو ہاتھ وہ آنکھین جھکین سلام کے ساتھ

جو نکلون خانۂ صیاد سے تو مر جاؤن
قفس تلک ہی میری زیست دم ہی دام کے ساتھ

یقین ہے گرد کے مانند پیچھے رہجائے
صبا چلے جو ترے اسپ خوشخرام کے ساتھ

نہ کہنے پائے دم نزع حال دل اوسسے
وہ دیکھنے بہی جو آئے تو ازدحام کی ساتھ

بجا ہے سرو چراغان ہی تن جو داغون سی
ہوا ہے عشق کسی سرو لالہ فام کے ساتھ

کرون مین نفس کشی کیون نہ دل کی کہنی سے
جہاد راہ خدا فرض ہے امام کے ساتھ

میان صفحہ ہستی وہ ناقبول ہون مین
نگین ہے چین جبین میری نقش نام کی ساتھ

دعا ہے روز یہی واسطی کہ روز جزا
مدد رسول کرین حشر ہو امام کی ساتھ

بوالہوس کو دید روی یار سے کیا فائدہ
کور کو نظارۂ گلزار سے کیا فائدہ

اے طبیبو خود دوا کرنی سی نفرت ہی مجھے
اسقدر اغماض مجھ بیمار سے کیا فائدہ

چہرہ دکھلاؤ کہ ہین دیدار کے مشتاق ہم
لن ترانی ہو چکے تکرار سے کیا فائدہ

جانتا ہون دل سے تمکو وصل کا اقرار ہے
یہہ تو کہیے ظاہرے انکار سی کیا فائدہ

کہدو واعظ سے نہ بک بک کر کری خالی دماغ
سننے والا جب نہو گفتار سی کیا فائدہ

ہے حضور چشم دل ہر وقت جلوہ آپ کا
منہ چھپانا طالب دیدار سے کیا فائدہ

لوث عصیان سی نہین ہی دامن دل پاک اگر
شیخ صاحب جبہ و دستار سی کیا فائدہ

ہر قدم اوڑتی ہی خاک اونکی جو ہین زیر زمین
رہروو اس تیزی رفتار سی کیا فائدہ

پاؤن پر جھک کر نہ اوس گلکی اگر آنکھین ملے
باغبان پھر نرگس بیمار سے کیا فائدہ

کوچہ گردون سی ہمین نفرت ہی خود کہتی ہو تم
جھانکنا پھر روزن دیوار سے کیا فائدہ

بوسہ اوس گل سی مگر جب طلب کرتا ہون مین
ہنسکے کہتا ہے کہ اس تکرار سی کیا فائدہ

فیض ناممکن ہے دولت لاکہہ ممسک کو ملے
دل اگر نامرد ہے تلوار سے کیا فائدہ

واسطی کیون ہر سحر جاتی ہو اوس کوچے مین تم
مفت بگڑے گی وہان دو چار سے کیا فائدہ

ہر جگہہ ہین یہ میرے داغ بدن میرے ساتھ
سیر صحرا مین بھی رہتا ہی چمن میری ساتھ

نوجوانون پہ ہے پیرون کو عنایت لازم
کیون عداوت ہی تجھی چرخ کہن میرے ساتھ

جیتے جی یار تہے جتنے وہ لباسی تھی تمام
بعد مرگ ایک نی پہنا نہ کفن میری ساتھ

کیا عنایت ہی وطن سی جو سفر کو مین چلا
دور تک آئے میری اہل وطن میری ساتھ

رشک لیلی تیری آنکھون کا سمجھکر مجنون
شوخیان کرتی ہین آہوی ختن میری ساتھ

فصل گل آئی ہے گل ہوتے ہین آتا ہے وہ گل
زمزمے کرتے ہین مرغانِ چمن میری ساتھ

کیون نہ گلشن مین شگفتہ ہو مرا غنچۂ دل
سیر کو آئے جو وہ غنچہ دہن میرے ساتھ

مانگتا ہون مین جو بوسہ تو وہ کیا کہتے ہین
دل لگی کرتے ہو اے مشفق من میرے ساتھ

خواب مین دولت بیدار یقین ہے کہ ملے
سونے آیا ہے کوئی سیم بدن میرے ساتھ

گور تک ہمرہ تابوت ہے سارا عالم
دیکھو آئے نہ کوئی وزد کفن میرے ساتھ

واسطی مر کے کسی خوف ہے تنہائی کا
گور مین ہین میرے اعمال حسن میری ساتھ

ہوا قصہ شب فرقت کا کوتاہ
سحر پیدا ہوئی الحمد للہ

جدا معشوق سے عاشق کا ہونا
حقیقت مین بڑا صدمہ ہے جانکاہ

میرے الفت سے اونکو بھی ہے انس
مثل سچ ہے کہ دلسے دلکو ہے راہ

صبا کرتی ہے بوئے گل پریشان
جہا نمین کون کسکا ہے ہوا خواہ

جنازہ دیکھکر میرا وہ بولے
براتی ساتھ ہین جاتا ہے نوشاہ

نخنے ہو نمین میرے نزدیک ہی ایک
فقیر دان کی منڈ ہے شاہون کی درگاہ

ہوا کس روز کم اپنا غمِ دل
وہے آنسو وہے نالے وہے آہ

ترے سمجھانے سے اے واعظ تبہ
کرون مین ترک عشق استغفر اللہ

لیا نام علی مشکل ہوئے حل
عجب یہہ نام ہے اللہ اللہ

بُرا ہے واسطی اتنا تو اب ربط
میرے گھر آتے ہین وہ گاہ بے گاہ

جسسے دیکھی ہمنے تیری کاکل مشکین سیاہ
سنبل آسا ہے رگِ جانمین ہمارے خون سیاہ

حسن رخ جاتا رہا نکلا خطِ شبگون سیاہ
ماتم لیلی مین ہے پیراہنِ مجنون سیاہ

میری اشکِ سرخ سے ہی سرخ سب فرشِ زمین
میری دودِ آہ ہی سے ہے خیمۂ گردون سیاہ

ناخدا مستون کا تو ہی کشتی می کر روان | کیا گھٹا اوٹھی ہی آ ساقی لب جیحون سیاہ

لعل میگون آپکے دیکھے تو مارے رشک کے | بادۂ گلگون ہو چلا کر صورت افیون سیاہ

ہے جو عشق گیسوی شبگون کا رگ رگ مین اثر | فصد کھلواؤن جو مین اپنی تو نکلے خون سیاہ

ہجر ساقی مین یہ اوٹھا دستے اپنی دود آہ | ہو گیا بوتل کی صورت شیشۂ گردون سیاہ

کیا نظر مین اپنے ٹھہرے مال دنیای دنے | ہی یہ سیم قلب مانند دل قارون سیاہ

ہون یہ ہجو دالفت لعل مسے آلود مین | لال کو پوچھے کوئی مجھسے تو بتلاؤن سیاہ

کیا کرون مین بات یارون سے کہ ہر ہر بات مین | نالہ سینے سے نکلتا ہے دل محزون سے آہ

ہجر جانا نمین کچھ آنکھون کو نظر آتا نہین | مثل شب رکھتا ہے دنکو طالع واژون سیاہ

فرقت جانان مین او کبھی مر نہ کیون اے واسطی
گور تیرہ سے ہے کاشانہ مرا افزون سیاہ

بہار آئی ہے ایساقی شراب عشق مستی ہے | ہیں گے نقد جان دیکر کہ ذوق می پرستی ہے

جسے کہتے ہین عالم اک خراب آباد بستی ہے | کہ ہستی نیستی ہی نیستی دنیا کی ہستی ہے

جہان کہتے ہین جسکو ہم وہ اک ویران بستی ہے | کہ جسکے ہر در و دیوار سے وحشت برستی ہے

عداوت سے نہین خالی ہے جھکنا اہل دولت کا | زیادہ کاٹ کرتی ہے بہت جو تیغ کستی ہے

نہ بولو کچھ اگر گذرو کبھی گور غریبان پر | جواب انسے نہین ملتا ہی خاموشون کی بستی ہے

ہوئی سدود میخانے کہ پھر ماہ صیام آیا | گئی مستی کی دن اے میکشو اب فاقہ مستی ہے

نہ ہو مغرور اس عز و شرف پر اپنی اے منعم | فلک کو دیکھ لے تو اوج کی ہمراہ پستی ہے

نہ نکلے نغمۂ منصور کیونکر ہر رگ و پی سے | کہ شرب بادۂ وحدت سے مجھکو جوش مستی ہے

مین ہون اک نقش پای بوتراب اے گردش گردون | تجمل خاکسارے ہر بلندی میری پستی ہے

ہنسا کیون اشک چشم عندلیب و خندۂ گل پر | مریں ہر دو نی یہ اب فرقت مین ساری خلق ہنستی ہے

نہین معبود جب کوئی سوا اللہ کے ثابت | حقیقت مین ہیں عشق بتان بھی حق پرستی ہے

جلا کرتا ہے سوز رشک سی مریخ گردون بھی
عجب حاصل تیری تیغ نگہ کو تیز دستی ہے

عجب کیا دشت وحشت مین جو میرے قبل تھا مجنون
کہ مین حاکم ہون اعلی اوسکو حاصل پشت پستی ہے

حسین سب ہوگئی جامہ سی تجھکو دیکھکر باہر
اکہاڑا تھا جو پریون کا وہ دیوانونکی بستی ہے

تصور ہے بتون کا واسطی ہر دم میرے دلمین
خدا کی شان ہی کبھی ہین شغل بت پرستی ہی

نگہ جب گوشہ چشم ستمگر سی نکلتے ہے
سر عشاق پر تیغ قضا کی طرح چلتے ہے

نہین معلوم اپنے دلمین کیسی آگ جلتی ہی
کہ مثل شمع ہر دم آہ سینے سے نکلتے ہے

تیری تیغ نگہ جب قتل عاشق پر مچلتی ہے
سنبھالی سی کسیکے معرکی مین کب سنبھلتے ہے

وصال یار کا جب روز آیا اپنی موت آئی
کہین تقدیر کی آگے کوئی تدبیر چلتے ہے

تڑپ جاتی ہین زخمی ہوتی ہی زخمونکو اور ایذا
ہوا اپنی کاکل مشکین اگر مقتل مین چلتی ہے

ہماری مرگ سی سامان غم ہی بزم جانانمین
حنا طفل کے مشاطہ کف افسوس ملتی ہے

بپا ہوتا ہے قاتل طرفہ ہنگامہ قیامت کا
سر میدان جو تیری چال پر تلوار چلتی ہے

جگر مین دلمین سینے مین تپ فرقت کی سوزش ہے
یہ عالم ہی جدھر دیکھو ادھر اک آگ جلتی ہے

بجای آہ اوسکی عارض گلگون کی الفت مین
صدا ای خندہ گل میری سینے سے نکلتی ہے

خیال یار سے کرتی ہین باتین ہم تصور مین
طبیعت کنج تنہائی مین یون اپنی بہلتی ہے

وہ مہ منہ پھیر کر سوتا ہی شب بھر میرے جانب سی
بھلا یہ قسمت خوابیدہ کب کروٹ بدلتی ہے

جڑاؤ بالیان یاقوت کی یون زیر گیسو ہین
شب تاریک مین جسطرح ناگن من اوگلتی ہے

یہ دلمین ہے جلا دون کاٹ کر شاخ تمنا کو
ہوائی ہی خشک ایسی پھولتی ہی یہ نہ پھلتی ہے

گذر جاتا ہے دنیا سے تمہاری خاک کا عاشق
مسافر کی کب اس جہان سرا مین دال گلتی ہے

عدم کے جانیوالو ہمکو بھی ہمراہ لے لینا
مسافر ہو جو تنہا اوسکو راہ دور کھلتی ہے

دل مضطر کی بیتابی کریگی راز کو افشا
سنبھالی سی طبیعت جوش غم مین کب سنبھلتی ہے

یہ کس بیداد گر بیرحم کی کشتے کی تربت ہی
سرہانی جسکے حسرت خود کف افسوس ملتی ہی

خدا کی واسطے ای عیسی دوران عیادت کر
قضا آئی ہوئی بیشک تری آنیسی ٹلتی ہے

تمنا جیسی ہے نظارۂ دست نگارین کے
نگاہ شوق مژگان سی کف افسوس ملتی ہے

ڈبویا نام ہمچشمون مین اپنا میری آنکھون نے
نہین بجھتی ہے اونسی آگ جو سینے مین جلتی ہے

بہت سا زلفون مین آخر بہت ایواسطی رکا
بلا جو آنی والی ہے وہ کب ٹالی سے ٹلتی ہے

چھڑے خوشی سے تیری تینچی کی کھائین گے
لوہی کی ہی چھنی جو ملین گے چبائین گے

آنی سے جنکو ننگ ہی اونکو بلائین گے
ای جذب شوق آج تجھے آزمائین گے

لگ جا گلے سے پھر نہ گلے سے لگائین گے
جاتے ہین وان جہان سے کبھی پھر نہ آئین گے

سنتی ہین آج گھر مین ہمارے وہ آئین گے
دل می چکی ہین نذر او نہین کیا دکھائین گے

ساقی نگاہ مہر سے دیکھے کا جب ہمین
بیخوف محتسب کو ہم آنکھین دکھائین گے

پروانہ کسدن آئیگا خط کی جواب مین
دیکھین یہ شمع رو ہمین کبتک بلائین گے

بیوجہ شعلہ رو نہین دیتی ہین دلکو داغ
مطلب یہ ہے کہ سرو چراغان بنائین گے

دیکھا ہے جبسے مصحف رخ اے صنم ترا
کہتی ہین برہمن کہ ہم ایمان لائین گے

مضمون شاعرون سی بندھی گا کمر کا کیا
ہستی سے جب تلک عدم کو بجائین گے

پوچھو نہ راہ ملک عدم کسقدر ہے دور
زندے کرینگے قصد تو مر کی جائین گے

ہم عاشقون کو بوسۂ ابرو حرام ہے
درگاہ مین کمان کے چِلّے چڑھائین گے

گوشہ ہی ہمکو محفل جانان سے خوب ہے
مر جائین گے نہ منت دربان اوٹھائین گے

رکھتے ہین کب سبیل وہ پیاسونکی واسطے
شمشیر آبدار کا پانی پلائین گے

پازیب بی سبب نہین ہوتی ہی زیب پا
سوتے ہو دنکو خواب عدم سے جگائین گے

جس روز دل مین آئیگا اک آہ کھینچ کر
قلابے آسمان و زمین کے ملائین گے

پہونچین گے بام یار تک اے ہمنشین ضرور	جب ہم کمند آہِ رسا کو بنائین گے

سو بار دے چکا ہے یہہ الفت مین جان کو
کیا واسطی کو آپ بہلا آزمائین گے

تجھکو قرار کیون نہین ای آسمان کبھے	کیا دیکھلے ہی گردشِ چشمِ بتان کبھے
مجھپر وہ گل خفا ہے کبھی مہربان کبھے	آتی ہی فصلِ گل کبھی فصلِ خزان کبھے
ملتا نہین بتون کی دہن کا نشان کبھے	کھلتا نہین ہے عقدۂ رازِ نہان کبھے
برباد ہو نہ بعد میرے دودِ دل مرا	یارب سرفرار بنے سائبان کبھے
سنگ جفا سے شیشۂ دل چور چور ہو	تو بھی یقین ہی منہ سی نہ نکلے فغان کبھے
اوس کوچہ مین رسائی قاصد ہو کسطرح	فکر رسا بھی جائے نہ اپنی جہان کبھے
ظلم و ستم ہین اہلِ زمین پر ہزار ہا	آتا ہے رحم تجھکو بھی ای آسمان کبھے
ہے شغل آہ و نالہ فقط بے کمالِ عشق	بھڑکے گی جب یہ آگ نہ ہوگا دھوان کبھے
وحشت مین گردشون کو میری دیکھ دیکھ کر	چکرائیگا یقین ہے یہ آسمان کبھے
ای رشک مہر و ماہ پھرے تم جہان مین	روشن کیا نہ آکے ہمارا مکان کبھے
یارب زمین کوچۂ جانان ہوا ور ہم	ہمسے کسیطرح نہ پھرے آسمان کبھے
تنہا اگر وہ مل بھی گئے محو عشق کو	منہ بند ہوگیا نہ ہوا کچھ بیان کبھے
بھولین گے لوگ قصۂ فرہاد و قیس کو	چھاپے مین چپ گئی جو میری داستان کبھے
جانبازی رقیب کی جوہر کھلین گی صاف	قاتل کی سامنے جو ہوا امتحان کبھے
بلبل خزان مین کہتی ہے گلشن کو دیکھکر	رہتا تھا اس چمن مین مرا آشیان کبھے
کیا جلد صبح وصل کی شب تونی کی عیان	بھولا نہ اپنی چال کو اے آسمان کبھے
پریان فریفتہ ہون تو حورین ہون شیفتہ	صورت اگر دکھاؤ تم ایجان جان کبھے
برسون اسیر زلف بتان واسطی رہے	پابند عشق کی نہ کٹین بیڑیان کبھے

اجازت آہ و فغان کی جو وہ ہمکو عطا کرتے
تماشا دیکھتے ہم روز اک محشر بپا کرتے

جو خوش ہوتے وفا کرتے خفا ہوتی جفا کرتے
مگر ترک تعلق یون نہ تم اے دلربا کرتے

میسر وصل اگر ہوتا تو کہتا حالِ دل اپنا
وہ خوش ہوتے تو کیا کرتے خفا ہوتے تو کیا کرتے

بوقت قصہ خوانی دوستونکو یہ مناسب تہا
میری دیوانگی کا اوس پری سی تذکرا کرتے

دکہانا تہا اونہین آئینۂ دل جاے آئینہ
اسی صورت سی صورت آشنا کو آشنا کرتے

کیا کرتے ہین عالم مین جو دعوای مسیحائی
مریضِ عشق ہون مین کیون نہین میری دوا کرتے

ہمین عاشق بنایا اور بتین معشوق خالق نے
وگرنہ ہم بہی ایسے تہی کسی سے التجا کرتے

صنم خانے سے اوٹہکر قصد مین کرتا جو کعبی کا
معاذ اللہ مری حق مین یہ بت کیا جا کیا کرتے

ازل سے عشق مین اور حسن مین اک ربط قائم ہے
نہ دیتی دل حسینونکو تو پہر ہم اور کیا کرتے

دکہایا جلوۂ دیدار تو بیخود کیا ہمکو
یہ حسرت رہ گئی باتے کہ عرضِ مدعا کرتے

ٹہرنا نامناسب تہا ادہر آتی ادہر جاتے
سمجہتے ہم تو سیر اس باغ کی مثلِ صبا کرتے

سعادت مجہکو بہی ہوتی ریاضِ دہر مین حاصل
وہ میری طائرِ دل کو جو صدقی مین رہا کرتے

کلان تودی سے تہی منظور ہمکو خاکبرداری
در سلطان اگر ملتا گدایانہ صدا کرتے

ریا و مکر سے محفوظ رکہا ہمکو قسمت نے
وگرنہ پردۂ تقوی مین ہم کیا جا کیا کرتے

ہمین عشق بتان سی واسطی فرصت ملی کسدن
کہ جاتے زاہدو نہین بٹہکر ذکرِ خدا کرتے

یہ ہے حجاب کہ منہ روبرو نہین کرتے
وہ گل کے سیمے کبہی گفتگو نہین کرتے

صنم کدی مین حرم مین چمن مین صحرا مین
کہان کہان تیری ہم جستجو نہین کرتے

حرام مس ہے اونہین تیری مصحفِ رخ کا
جو آب چشم سے پہلے وضو نہین کرتے

خیال ہے جو ہمین اونکی بی دہانے کا
خموش بیٹہے ہین کچہ گفتگو نہین کرتے

وہ دیکہکر میرے اشکونکو ناز سے بولے
یہ جہوٹے موتی ہین ہم آبرو نہین کرتے

کیا ہے مست جو ہمکو نگاہِ ساقی نے
ہوائے بادہ و جام و سبو نہین کرتے

یقین ہے خلد مین پائین نہ وہ شرابِ طہور
جو آکے بیعتِ دستِ سبو نہین کرتے

کسی کے تیر نگہ کا ہے یادگار یہ زخم
اسی سے چاک جگر کو رفو نہین کرتے

بجھائین دل کی لگی کیا جو ظاہری ہین دوست
جگر کا چاک رفوگر رفو نہین کرتے

سمجھا ہی بکر ہے جو آجتک یہ زالِ جہان
کہ مرد اسکے کبھی آرزو نہین کرتے

سپہر و شمس و قمر جن و انس حور و ملک
وہ کون ہین جو تیرے جستجو نہین کرتے

ہوئی ہے دلکو یہ مطلب کی نام سے نفرت
کہ آرزو کی بھی ہم آرزو نہین کرتے

کسیکے گیسوے عنبر فشان کو سونگھا ہے
خطا سمجھ کے کبھی مشک بو نہین کرتے

پسند ہے یہ اسیرے کہ صورت قمرے
کبھی شکایتِ طوقِ گلو نہین کرتے

عجب بلا مین پھنسایا ہی دیدہ و دل نے
جو دوست کرتے ہین ہمسے عدو نہین کرتے

ابھی تو سر مین ہے سودای عشق پوشیدہ
بیان وحشتِ دل مو بمو نہین کرتے

ستم شعار ہین بے رحم ہین جفاجو ہین
وفائے عہد کبھی خوبرو نہین کرتے

حسین بہت ہین وہان واسطی کا دل ہی ایک
اسی سے قصد سوئے لکھنؤ نہین کرتے

کس پری کا ہو گیا سایا مجھے
منزلون وحشت نے دوڑایا مجھے

کچھ نہ کچھ وہ کر کے حیلہ اٹھ گیا
جب کسی نے لاکے بٹھلایا مجھے

سایۂ بال ہما سے کم نہین
یار کے دیوار کا سایا مجھے

کیا نہ تم سمجھے تھے وحشی ناصحو
کیا سمجھکر تمنے سمجھایا مجھے

کس کے تیغِ ناز عریان ہو گئے
نیم بسمل کر کے تڑپایا مجھے

روتے روتے ہو گئین آنکھین سفید
دن شبِ غم نے یہ دکھلایا مجھے

بے تمیزون سے ہوئی حاصل تمیز
راستہ غولون نے بتلایا مجھے

فکر سے حاصل ہوا گنج سخن
مل گیا قسمت سے سرمایا مجھے

داد دے وحشت سے مین جاتا کہان
جہاڑیون نے کب نہ اولجہایا مجھے

تہک گئے اہل نصیحت واسطی
مین نہ سمجھا لاکہہ سمجھایا مجھے

ہجر مین کیا کیا نہ پیش آیا مجھے
موت نے آ آ کے دہمکایا مجھے

آ دے آیا کہ آ نے سے قضا
جسنے بہیجا اوسنے بلوایا مجھے

جب گئے ہوش و خرد تب عشق نے
جو نہ سمجھا تھا وہ سمجھایا مجھے

دیکہکر اوسکو مین اپ کہو گیا
دل نے بھی ڈہونڈہا نہ پہر پایا مجھے

مین کہان رہتا تہا کس عالم مین تھا
شوق اوسکا اسطرف لایا مجھے

مہر عالم تاب وہ ذرہ ہون مین
جلوۂ جانان نے چمکایا مجھے

پیشوا ہے پیر ہے مرشد ہے دل
وہ کیا جو اوسنے سمجھایا مجھے

مین کہان یہ عالم ہستی کہان
خود مین آیا یا کوئی لایا مجھے

خود نمائی مانع اخفا ہوئے
آپ اوسنے جلوہ دکہلایا مجھے

کعبۂ و بتخانہ و گلزار و دشت
ہر جگہہ تو ہی نظر آیا مجھے

ہے نفخت فیہ من روحی دلیل
مل گیا وحدت کا پیرایا مجھے

واسطی غفلت مین تہا گمراہ مین
راستہ مرشد نے بتلایا مجھے

کیا خوب شکل اوس بت کافر ادا کی ہے
ہندو بھی کہہ رہے ہین کہ قدرت خدا کی ہے

جلتے ہی اپنی شمع لحد آپ بجھ گئے
بدعت نسیم کی نہ عداوت صبا کی ہے

کیا کیا بلند بندہتے ہین مضمون لف یار
آفت کا اپنا ذہن طبیعت بلا کی ہے

جسپر کرم ہو عشق کا وہ بادشاہ ہو
خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کی ہے

بچنا محال ہے تیرے بیمار عشق کا	کیون دوستونکو فکر دوا و دعا کی ہے
مضمون گریہ اسمین لکھے ہین جو بیشتر	دیوان نہین ہے جلد یہ بحر البکا کی ہے
جو راہرو چلے لگے سونا اوچہا لتے	دشوار راہ یار سے دولت سرا کی ہے
تیرے شہید زندۂ جاوید کیون نہون	تلوار موج چشمۂ آب بقا کے ہے
شاید کہ خون تیرے شہیدون کا ہو شریک	شوخی یہ بی سبب نہین رنگ حنا کی ہے
وحشی وہ ہون کہ عشق مرا قید خانہ ہے	زنجیر میرے پاؤن مین زلف رسا کی ہے
فیض کلیم فقر سے مین بادشاہ ہون	خاصیت اسمین سایۂ بال ہما کے ہے
ہوتے ہین سیکڑون کے دم فکر دل لہو	گویا زمین شعر زمین کربلا کے ہے
کچھ تو ٹھہر خدا کے لیے اے نسیم صبح	بو تیرے پیرہن مین کسی آشنا کے ہے
دانا کوئی بچے گا نہ پسنے سے زیر چرخ	گردش جو راتدن ہی اس آسیا کی ہے

آسان ہوتی جاتی ہین جتنی ہین مشکلین
تائید واسطی مجھے مشکلکشا کے ہے

تاثیر میرے جذب کی ہی یا دعا کے ہے	بت آئین میری گہر مین یہ قدرت خدا کی ہے
صورت کچھ اور کشتۂ ناز و ادا کے ہے	جاوید زندگی صفت اپنی قضا کی ہے
کیا کیا نہ ہم علاج اطبا سے مر مٹے	آئین وہ دیکھنے کو یہ صورت شفا کی ہے
کیونکر لکھون نہ وحشت دل اپنے مو بمو	ہون مبتلاے زلف طبیعت بلا کی ہے
دل ہی نے کر دیا ہمین بیگانہ خلق سے	یہ دشمنی ہمارے اسی آشنا کے ہے
اکسیر ہاتھ آئے مس قلب ہو طلا	اسو اسطے تلاش تری خاکپا کی ہے
ہین مبتلاے زلف بتان بے سبب نہین	ہی اسمین کوئی راز یہ مرضی خدا کی ہے
پہونچے نہ بوے پیرہن یار مجھ تلک	شکوہ نسیم کا نہ شکایت صبا کے ہے
پہلے جنون ہوا مجہی پہر غم مین مر گیا	وہ بات ابتدا کی ہی یہ انتہا کے ہے

آنکھوں کو کیوں پسند نہو چودھوین کا چاند
تصویر ٹھیک ٹھیک کسی مہ لقا کے سے ہے

کہتی ہین جسکو صور سرافیل اہل شرع
جھنکار اے جنون میری زنجیر پا کے سے ہے

سینے کا درد دل کو جو دیتا ہی لذتین
اسمین بھی کیا چمک تیری تیغ ادا کی ہے

گنج قفس مین سیر چمن کے کہان نصیب
لائی جو بوی گل تو عنایت صبا کی سی ہے

چہرہ چمک رہا ہے جو ہر گل کا مثل برق
شوخی یہ باغ مین تیری رنگ حنا کی سی ہے

کافی ہے اپنے تن کو لباس برہنگی
جوش جنون مین کیا ہمین حاجت قبا کی سی ہے

دنیا مین خوب و زشت کی کیونکر تمیز ہو
صورت جو رند کی ہی وہی پارسا کے سے ہے

ہی واسطی کو عشق مین کیا کیا خیال خام
امید بیوفاؤن سے مہر و وفا کے سے ہے

تاب غصے کی کہان اے ستم ایجاد مجھے
لال لال آنکھین نظر آتی ہین جلاد مجھے

کسی گلرو کے نہین بھولتی ہی یاد مجھے
کیا گلستان کا سبق دیتی ہین اوستاد مجھے

وہ خوش اوقات ہون ہر دم ہی تری یاد مجھے
ہی شب و روز وظائف یہی اوراد مجھے

پھر بیاد ظلم دکھا اے ستم ایجاد مجھے
ہون مین غم دوست نہین شکوۂ بیداد مجھے

اسقدر خانۂ صیاد مین مدت گذرے
نہ رہی وضع گل و طرز چمن یاد مجھے

کشتہ جبوقت ہوا زندۂ جاوید ہوا
ہوگیا آج مسیحا مرا جلاد مجھے

پیر و مرشد مین سمجھتا ہون تو اپنے دلکو
وہی کرتا ہون جو کرتا ہی وہ ارشاد مجھے

میری خاموشی کا باعث ہی کہان صبر و شکیب
ناتوانی سے نہین طاقت فریاد مجھے

ہی خزان باغ سے صیاد گئی فصل بہار
ہای کب قید سے تونے کیا آزاد مجھے

مصرع قامت دلدار مین سمجھا اوسکو
نظر آیا جو کبھی باغ مین شمشاد مجھے

کوہ غم مینے اوٹھایا تو یہ اجرت پائے
لب شیرین سے کہا یار نے فرہاد مجھے

مر گیا مین جو کیا وعدہ فراموش اوسنے
غفلت یار ہوئے خنجر جلاد مجھے

ہون وہ مے نوش کہ آنکھو نسی بجالایا ہین
جو کیا حضرت خمار نے ارشاد مجھے

جبتک اوس بت کا تصور نہین آتا یارب
کعبۂ دل نظر آتا نہین آباد مجھے

جوش وحشت نی یہ کانٹو نمین گھسیٹا ہی کہ اب
ہی ہر اک موی بدن نشتر فصاد مجھے

واسطی گر گیا ہاتھون سی میری دل افسوس
کوچۂ عشق مے بہولے گے نہ افتاد مجھے

رنج دشمن اوٹھائیے ایذا اوٹھائیے
لیکن نہ ہاتھ عشق سے اصلا اوٹھائیے

مین بہی نہ آؤن گا اب مجھے اچہا اوٹھائیے
غیرون کی دوستی کا نتیجا اوٹھائیے

دریا کی سیر رور صنم بے سبب نہین
کہا مانتا ہون آپ جو گنگا اوٹھائیے

کیون کر فرشتے لیگئے جنت مین میرا اشک
ممکن نہین کہ خاک سے دریا اوٹھائیے

دیتا ہون نقد دل مین تمہین اختیار ہے
رکھیے عزیز یا اسے بیچا اوٹھائیے

بسمل جو سر وہو گئے اونکی تو یہ کہا
بس ہو چکا تمام تماشا اوٹھائیے

باقی ہے نقد جان اسی تحفے کہ موت ہے
کس کس کا مفلسے مین تقاضا اوٹھائیے

کوہ غم فراق کا اوٹھنا محال ہے
طاقت سی ہو جو بڑہ کی اوسی کیا اوٹھائیے

تحریک ابرو وشرہ کافی ہے قتل کو
تلوار کھینچیے نہ تمنچا اوٹھائیے

صاحب شب وصال مین یہ شرم ہی غضب
للہ اپنے منہ سے دوپٹا اوٹھائیے

ممکن نہین کبہی مرض عشق سے شفا
کیون سر پہ بار منت عیسے اوٹھائیے

آئی بہار صحبت ساقی کی تاک ہے
مسجد سے قصد ہے کہ مصلا اوٹھائیے

طاقت نہین ہے ناز اوٹھانیکی بہی ہمین
کسطرح بار شکوہ بیجا اوٹھائیے

عقبے کی فکر چاہیے انسان کو واسطی
کسواسطے عبث غم دنیا اوٹھائیے

اگر عاشق کا خون کرنا روا ہے
تو خنجر لائیے پہر دیر کیا ہے

قد اوسکا ایک آفت ہے بلا ہے ۔ بلا دہرے وہ گیسوے رسا ہے

برنگ دانہ دل کو پیستا ہے ۔ مگر گردون گردان آسیا ہے

مقدر نے کیا ہے پیچ مجھ سے ۔ تیرے زلفون کا سودا ہوگیا ہے

غلط ہے چشم الفت اوس سے ای دل ۔ وہ کسکا دوست کسکا آشنا ہے

تمہارے زلف مشکین کے مقابل ۔ ختن کا نام لینا بہی خطا ہے

مین توڑون سلسلہ زلفون کا کیون کر ۔ کہ اسکی زنجیر کا لوہا کڑا ہے

کہین سینے سے دل چورے بچائے ۔ وہ دزدیدہ نظر سے دیکھتا ہے

بنا ہے کوے قاتل مین تماشا ۔ کوئی مرتا ہے کوئی لوٹتا ہے

بناہ اوس بیمروت سی ہے مشکل ۔ یہ میرا دل یہ میرا حوصلا ہے

کہلے ہین بال کسکے آج یارب ۔ معطر دامن باد صبا ہے

سعادت ہے جہکائین سر جو قاتل ۔ کہ تیرے تیغ بہی بال ہما ہے

فلک پر پہر روشن طور پر برق ۔ ترے عارض کا جلوہ جا بجا ہے

خدا کے واسطے مل واسطی سے
ترا عاشق ہے تیرا مبتلا ہے +

خضر کو راہ بتاتی ہے جستجو تیرے ۔ کنوئین جھکاتی ہے یوسف کو آرزو تیرے

بھری ہے دلمین یہانتک تو آرزو تیرے ۔ کہ غنچے سے آتی ہے مجھکو بو تیرے

عزیز جان ہے جسکو بہت وہ کیا جانے ۔ میری نظر مین ہے اے تیغ آبرو تیرے

نہ بھاگ قید سے اے دل کہ صورت قمری ۔ برا ہے طوق ہے پیدائش گلو تیرے

جو ہمکلام ہو تو گنگ سے تو گویا ہو ۔ کلید قفل خموشی ہے گفتگو تیرے

کدہر سے دیکھیے ہوتا ہی جلوہ یوسف ۔ نگاہ دیکھتے ہی راہ چارسو تیرے

نکال دینگے نہ آیا جو بزم مین وہ مست ۔ ہمارا ہاتھ ہے اور گردن ای سبو تیرے

بڑہی امید کہ ہونگے غریق رحمت ہم
نکل کے خانۂ زنجیر سی کہان جاؤن
نسیم آئی ہے تو کے کو ہی گیسو سے
سوا ے چاک کہان الئیام کی صورت
ادہر بھی تو ہی ادہر بھی تیرا ہی جلوہ ہے
خدا کے خوف سے رو وقت طاعت آزاہد
فراق یار مین ہی لذت وصال نصیب
خدا کی ذات ہی تنہا البن الصنیم بی عیب
سما گئی ہے جو اسمین خدا کی قدرت ہی

جو آب تیغ پہونچ جاے تا گلو تیرے
لپٹتے ہے مجھے زلف مشکبو تیرے
جنون بڑہاتی ہے سودائیون کا بو تیرے
کتان ہی دل مرا مہتاب آرزو تیرے
شبیہ ہی ورق دل پہ پشت و رو تیرے
نماز ہوگے نہ مقبول بے وضو تیرے
ہمیشہ رہتی ہے تصویر روبرو تیرے
بدن ہی آئینہ اوسمین کہر ہے ہو تیرے
سبو ہے دل مرا دریا ہے آرزو تیرے

یقین ہے گل ہی سنین واسطی لگاکر کان
اوڑای بلبل اگر طرز گفتگو تیرے

شب وصل کیا مختصر ہو گئے
وہان ہنستے ہنستے ہوا دن تمام
خیال اونکو آنے لگا غیر کا
گرے اپنی آنکھون سے گہر چار اشک
نہ پہونچے ہم اوس مہر تک ضعف سے
یہ نظارۂ زلف جانان کیا
کہان کوئے تجسا ہے شیرین دہن
ہوئے اوسکے چشم عنایت اگر
الٰہی ہو محشر اوٹھین گور سے
سبچہ گانہ ہمارا الفت کبھی

ذرا آنکھ جھپکے کہ سحر ہو گئے
یہان روتے روتے سحر ہو گئے
ادہر تھے طبیعت ادہر ہو گئے
زمین ہفت کشور کے تر ہو گئے
چلے دو قدم دو گہر ہو گئے
پریشان ہمارے نظر ہو گئے
کہ ہونٹون کے سب سے شکر ہو گئے
زمانے کے سید سے نظر ہو گئے
کہ مردون کے تختہ کمر ہو گئے
دو کیا دعا بے اثر ہو گئے

پسیجا نہ دل یار کا واسطے
مری آہ کیا بے اثر ہوگئی

شب وصل کم اسقدر ہوگئی
پلک مارتے بس سحر ہوگئی

وہ گھبرا کے بولا نہ چھیڑو مجھے
نہین لطف رنجش اگر ہوگئی

بلا توڑتے ہے ناوک آہ مین
مشبک فلک کی سپر ہوگئی

ہوئی سر کٹا کر سبکدوش ہم
مہم عشقبازی کی سر ہوگئی

غضب نیند آئی جو آنکی شب
نہ جاگے نہ جاگے سحر ہوگئی

اوٹھاتے ہی طوفان تو ہر گھڑی
بلا کیا تجھے چشم تر ہوگئی

نہ پوچھو جوانی کا پیری مین حال
ہوئی شمع گل جب سحر ہوگئی

رقم کیا ہو مضمون سیب ذقن
کہ شاخ قلم بے ثمر ہوگئی

کسی سے نہ بار محبت اوٹھا
فلک کی بھی دوہری کمر ہوگئی

رہی فکر صندل سے نے دردسر
دوا باعث دردسر ہوگئی

غم ہجر جانان رہا واسطی
مصیبت مین اپنی بسر ہوگئی

روک ای مرغ قفس اپنی زبان باتون سے
دیکھو سویا نہین صیاد کئی راتون سے

خوش رہین آپ جو ملتی ہین بداوقاتون سے
دست کش ہم بھی ہین الیسونکی ملاقاتون سے

وصل کا نام لیا ہمنے تو جھنجلا کے کہا
دیکھو دیکھو ہمین نفرت ہے انہین باتون سے

فتنہ گر بانی بیداد جو ہین ہفت فلک
سابقہ ہمکو ہے دن رات انہین ساتون سے

روک اکدم تو زبان بہر خدا ای واعظ
مغز ہوتا ہے پریشان تری باتون سے

سچ بتا کیا ہوئے وہ بادہ پرست الساقی
کہ نہین باغمین جلسے کئے برساتون سے

شب معراج شب قدر شب گیسوی یار
فیض انسان نے پایا تو انہین راتون سے

دام سے کب مجھے صیاد رہا کرتا ہے
کہ پھنسایا ہے بڑی فکر بڑی گھاتون سے

قاضی شہر کی اوقات بسر ہو کیونکر
زر تحصیل نہ آئی جو خیراتون سے

گل و مل باغ و خم و ساغر و مینا و سبو
ساقیا ربط ہے ہمکو تو انہین ساتون سے

انپی ہی کہتے ہین میری نہین سنتا کوئی
واسطی تنگ ہون یارونکی ملاقاتون سے

خدا کی بڑی مجھپہ رحمت ہوئی
کہ اک بت سے صاحب سلامت ہوئی

مجھے اک پری سے جو الفت ہوئی
زیادہ سلیمان سے شوکت ہوئی

تصوّر بندھا اس قد و زلف کا
بلا سر پہ آئی قیامت ہوئی

کھلی گتۂ عشق کی عمر کے قدر
زیارت گہ خلق تربت ہوئی

ہوا قتل جب اوسنے اوٹھی نہ تیغ
مرے حق مین قاتل نزاکت ہوئی

ترے نیمچے نے کیا امتحان
رہی نصف جان نصف رخصت ہوئی

بلا عاشقی مین مزہ اور کیا
اذیت ہوئی یا مصیبت ہوئی

اوٹھاتا ہون کوہ الم ہو گی کاہ
مجھے ضعف مین زور طاقت ہوئی

ہوا زرد رخسار مانند زر
یہ حالت تمھاری بدولت ہوئی

جو ہے نام منظور ہو گوشہ گیر
کہ عزلت سے عنقا کی شہرت ہوئی

ترے لب کا مضمون جو اوسمین بندھا
رباعی مری چارہ شربت ہوئی

کیا ہمنے نالہ اوڑے آسمان
پھُکا صور برپا قیامت ہوئی

جدا ہو کے اوس سے مین جیتا رہا
بڑی اسکی مجھکو ندامت ہوئی

کہان ضعف پیری مین وہ جنون
گئے ولولے سلب طاقت ہوئی

مین رکھتا ہون دو دو پہر آنکھ بند
تصور مین اوسکے یہ صورت ہوئی

حسینون کی تعریف مین واسطی
رقم ہر غزل خوبصورت ہوئی

بیچے دل لاکھہ یادِ زلف و قامت آہی جاتی ہی
محبت بد بلا ہی اسمین آفت آہی جاتی ہی

نظر کوئی نہ کوئی اچھی صورت آہی جاتی ہی
جوانی مین حسینون پر طبیعت آہی جاتی ہی

کرینگے گرمیان وہ بھی اگر ابسرد مہری ہی
بدنمین بعد لرزے کے حرارت آہی جاتی ہی

کرین حورونکی تعریفین جو واعظ کون سنتا ہے
ہمیشہ بحث اونسے تیری بابت آہی جاتی ہی

چھپاتا ہون مین دردِ دل نہایت سانحہ او
مگر آنسو ٹپک پڑتے ہین رقت آہی جاتی ہی

سلامت کوچہ گیسو سے کب ہر وگذرتی ہین
وہان وہ چار کی ہر روز شامت آہی جاتی ہی

وہ ہنستے بولتے ہین غیر سے مجھکو یہ رونا ہے
بگڑ جاتا ہی دل تاثیر صحبت آہی جاتی ہی

طریقہ ہی مرا تسلیم لیکن ظلم پیہم سے
زبان پر دوستانہ کچھ شکایت آہی جاتی ہی

کیا مانند زرِ الفت نی زرد آخر مرا چہرہ
مقدر چاہیے گھر بیٹھے دولت آہی جاتی ہی

حسین محبوب سا ہو کیا عجب ہے سادہ مزاجی کا
ادا و ناز و شوخی و شرارت آہی جاتی ہی

مثل سچ ہی کہ ذکرِ عیش نصفِ عیش ہوتا ہے
زبان پر ذکر بوسہ سی حلاوت آہی جاتی ہی

تبھونکا عشق کچھ خالی طریقت سی نہین زاہد
پرستش کرتے کرتے طرز طاعت آہی جاتی ہی

لکھا کرتا ہے جو حسنِ ملیحِ یار کے مضمون
سخن مین واسطی اوسکی حلاوت آہی جاتی ہی

حسینونسے جو ملتا ہی طبیعت آہی جاتی ہی
نہین قابو مین دل رہتا محبت آہی جاتی ہی

زوالِ کفر ہو راہِ شریعت آہی جاتی ہی
مرض باقی نہین رہتا تو طاقت آہی جاتی ہی

بہت تھا سخت قاتل پر پلایا تیغ کا پانی
دل انسان ہی آخر کو مروت آہی جاتی ہی

نہین پوشیدہ کچھ ہاروت اور ماروت کا قصہ
فرشتونکی بھی انسان پر طبیعت آہی جاتی ہی

جلا پروانہ دیکھا شمع کو روشن جو محفل مین
ملے معشوق غیرونسے تو غیرت آہی جاتی ہی

جہان بجتے تھے نقارے وہین آوازِ شیون ہے
دگرگون حال عالم ہی یہ نوبت آہی جاتی ہی

نہین اچھی بہت غفلت تمھاری دارِ دنیا مین
کہ سولی پر بھی نیند اہلِ غفلت آہی جاتی ہی

شرابِ سرخ پیکر سرخ ہو کیونکر نہ وہ چہرہ
بدن مین قربِ آتش سے حرارت آہی جاتی ہی

لکھا خط یار کو میں نے دیا قاصد نے تحریر ونکو
ڈرے زلف سیاہ یار سے کیونکر نہ دل میرا
نہیں سرخنہ محبت میں کسی کی ہیں وہ تو رکنی دو
گرسنہ لقمۂ غم کھا ہی لیں گی خوان نعمت سے

مقدر میں جو لکھی ہو وہ آفت آہی جاتی ہی
بلا انسانکو گھیرے تو مصیبت آہی جاتی ہی
کبھی بخشش بھی ہوتی ہی کدورت آہی جاتی ہی
نظر آسودگی کی کوئی صورت آہی جاتی ہی

عبادت کر اگر اے واسطی ہی شوق جنت کا
کرے محنت جو انسان ہاتھ اجرت آہی جاتی ہی

ہمارے قتل کا غصہ سبب ہے
غضب اونکو نہیں آتا غضب ہے

وہ رخ ہے شعلۂ برق تجلی
زیادہ کیا کہیں ترک ادب ہے

نہیں جمشید کو کچھ اس سے نسبت
بڑا اپیر معان عالی نسب ہے

جو بوسہ دو مرض جاسے ہمارا
مداوا شربت عناب لب ہے

بیاض حسن سے ہمنے خوب دیکھی
تمھارا ہی بیت ابرو منتخب ہے

بیان عشق و اظہار محبت ہو
یہی عشاق کا حسن طلب ہے

بدن میں ہے وہی غم کی حرارت
افاقہ مجھکو کچھ تپ تھا نہ اب ہے

رخ انور پہ ہیں گیسوے شبگون
تماشا اجتماع روز و شب ہے

جگر مجروح ہے بیخواب آنکھیں
کسی سے دلکا لگ جانا غضب ہے

پلا دے شربت دیدار آکر
ترا بیمار الفت جان بلب ہے

سوا جنت سے ہے میخانہ ساقی
زیادہ حور سے بنت العنب ہے

وہی ہے قبر شیدای لب یار
سرہانے جسکے اک نخل رطب ہے

نظر آتے ہیں لاکھوں آئینہ رو
مگر یہ لکھنؤ شہر حلب ہے

تنفر ہند سے ہے واسطی کو
ہوا ہے روضۂ شاہ عرب ہے

اگر حجاب سے ظاہر مین آ نہین سکتے
وہ شکل خواب مین بھی کیا دکھا نہین سکتے

یہی ہی رشک تو خط لکھہ کے بھیجنا کیسا
کسیے کو نام بھی اوسکا بتا نہین سکتے

حرارت تپ فرقت کا اب یہ عالم ہے
بدن کو ہاتھہ اطبا لگا نہین سکتے

قریب ہمسے ہین وہ ہم قریب ہین اوسکے
پھر اسپہ ڈھونڈتے پھرتی ہین پا نہین سکتے

اوٹھا ہین کوہ الم کیا یہ ضعف طاری ہے
کہ سخت بات کسی کے اوٹھا نہین سکتے

ہوا ہو نہین لب جانبخش کی تمنا مین
مسیح بھی مرا مردہ جلا نہین سکتے

ہزار بار سرافیل صور اگر پھونکین
لحد مین خواب سے ہمکو جگا نہین سکتے

پس فنا یہ گرانی ہے بار عصیان سے
کہ لوگ میرا جنازہ اوٹھا نہین سکتے

بتون کا جذب محبت ہے سنگ راہ ایسا
کہ اوٹھکے دیر سے کعبے کو جا نہین سکتے

خوشی ہے باغ مین یہ کسکے آمد آمد کے
کہ پھول جامے مین پھولے سما نہین سکتے

خیال ہے کہ نہ جل جائین آکے پروانے
چراغ گھر مین ہم اپنے جلا نہین سکتے

ابھی ہین طفل وہ ڈرہی کہین نہ مر جائین
جگر کے داغ ہم انکو دکھا نہین سکتے

بلا کا توڑ ہے تیر نگاہ قاتل مین
دل و جگر کے پہلو بچا نہین سکتے

نگاہ لطف سے دیکھا ہے یار نے ہمکو
رقیب آکے اب آنکھین دکھا نہین سکتے

بتاو بار جفا کسطرح اوٹھے اونسے
جو لوگ ناز تمہارے اوٹھا نہین سکتے

ضرور کیا ہے کہ ساقی مخل صحبت ہو
قدح حضور کو کیا ہم پلا نہین سکتے

عدم کی راہ کا کیا واسطی کھلے احوال
گئی جہان سے جو پھر کر وہ آ نہین سکتے

یارب یہ بلا ہجر کے سر سے کہین ٹلجاے
گھبرا کے یہ دم پیکر خاکی سے نکل جاے

وہ شوخ کبھی سامنے آکر جو نکل جاے
انسان تو کیا بلکہ فرشتی کو بھی چھل جاے

اک ایک گھڑی ہجر مین ہے روز قیامت
اللہ شب گور سے یہ روز بدل جاے

دل اپنا تو ہے موم سے بھی نرم زیادہ — ڈر ہے نہ کہین آتشِ فرقت سی پگھل جائے
صورت سے میری یار کو نفرت ہی الٰہی — مل جاون مین غیرون مین کہیں شکل بدل جائے
ہے شربتِ دیدار علاجِ مرضِ عشق — کیا اور دواؤن سے تپِ غم کا خلل جائے
آجائے اگر نزع مین وہ رشک مسیحا — مجھکو تو یقین ہے اجل آئی ہوئی ٹلجائے
ایسا ہے کہان بحرِ محبت کا شناور — اس پار سے جو پیر کے اوس پار نکل جائے
ہر مرتبہ بل کر کے یہ چلنا نہین اچھا — نازک ہی کمر ڈر ہے کہین ناف نہ ٹل جائے
کیا تابِ تپش خورشیدِ رخِ یار سی ہی دور — آئینہ اگر برف کے مانند پگھل جائے
ہر دم مجھے ای جان جلانا نہین اچھا — دیکھو نہ کہین آہ مرے منہ سی نکل جائے
بجلی کیطرح کوندتے ہے آہ ہمارے — گردون پہ کہین خرمنِ مہتاب نہ جل جائے
اسواسطے جاتا ہون مین ہر صبح چمن کو — شاید دلِ وحشت زدہ پھولو مین بہل جائے
روکے سے رکے قافلہ والو نسے نہ ہرگز — وحشی ترا ادازجرس بن کی نکل جائے
مرنے کو تو مر جائے گا بیمارِ محبت — تم آؤ عیادت کو تو دو دن سنبھل جائے
ہو کشتِ جہان سی مجھے کچھ خاک نہ حاصل — خرمن نہ بہی سیل سے تو برق سی جل جائے
منظور یہ ہی واسطی اس شعر و سخن سے — تا سامنے اوس بت کی کوئی میری غزل جائے
بجا ہے آنکھ شبِ غم جو تا سحر نہ لگے — سیاہ دیو سے ممکن نہین جو ڈر نہ لگے
ہمارے دل کو بڑا خوف ہی یہ محفل مین — کہ آئینہ کو ترے حسن کے نظر نہ لگے
چھپائے رکھتے ہین وہ گیسوؤن کے بالون مین — عجب نہین ہے اگر ہاتھ وہ کمر نہ لگے
شبِ فراق تقاضائے اضطراب یہ ہے — تڑپ کے رات کٹی آنکھ تا سحر نہ لگے
ہزار آہ کرون ہجر مین اثر معلوم — یہ وہ ہے نخل کہ جسمین کبھی ثمر نہ لگے
شتاب کوچۂ جانان سی جا کے پھر آنا — رہے خیال ذرا دیر نامہ بر نہ لگے
تلاشِ یار مین دیر و حرم کو چھان چکا — کرون مین کیا جو ٹھکانا ادھر اودھر نہ لگے

چھپا چھپا کے تو پیتا ہون مے مگر ہی یہ ڈر
کہ محتسب کو کسیدن کہین خبر نہ لگے

گلے مین یار کے اوڑتا ہوا گیا قاصد
قدم زمین پہ رکھا کہان کہ پر نہ لگے

دلا جو منزل الفت مین پاؤن رکھتا ہے
سنبھل کے چل کہین ٹھوکر دم سفر نہ لگے

کرین جو شعر کے ای واسطی وہ فرمائش
غزل کے کہنے مین کیونکر دل اسقدر نہ لگے

سینے پہ رہا کرتے ہے تصویر کسی کے
اسدرجہ محبت ہے گلوگیر کسی کے

محنت تو بہت سے کے نہ ہوا وصل میسر
تقدیر سے چلتے نہین تدبیر کسی کے

آئینہ دل لاے ہین اوس بزم مین عاشق
اک روز چمک جائیگی تقدیر کسی کے

ہو عید شہیدان محبت کو نہ کیونکر
جہک جہک کی گلے ملتے ہے شمشیر کسی کے

اغفا کا تیرے قیدیون کو دہیان ایا ہے
غل کر نہین سکتے کبہی زنجیر کسی کے

سہ بہوڑ کے پتھر سے ہوی سیکڑون عاشق
ہی تجھکو خبر اے بت بی پیر کسی کے

ہی جسکو کہ مرکر بہی کوئی آنے نپائے
اوس کوچے مین کیا قبر ہو تعمیر کسی کے

کیا اہل وطن بہول گئی مجھکو سفر مین
مدت سی جو آتی نہین تحریر کسی کے

موتی کے لڑی کیا میری آنکھو مین سمائے
کانون کو پسند آتی ہے تقریر کسی کے

یون سرمہ ندو آنکھو مین کیا قتل کرو گے
ہو جائینگے گردن تہ شمشیر کسی کے

سینے مین تڑپ اوٹھتا ہی دل صورت سیماب
سنتا ہون جو آواز پر تیر کسی کے

سمجھا ہے غلط اسکو جو سمجھا ہے مدا ہے
یہ منزل ہستی نہین جاگیر کسی کے

فریاد و فغان نالہ شبگیر ہے بیکار
سنتا ہی نہین وہ بت بی پیر کسی کے

بیجرم گلے کاٹتے ہو اہل وفا کے
ثابت بہی ہوئی تہی تہین تقصیر کسی کے

ہین صرف دعا میرے لئے واسطی احباب
یارب ہو دعا صاحب تاثیر کسی کے

جو سنے آنکھ سے بیساختہ آنسو نکلے
شعر وہ ہے کہ کوئی درد کا پہلو نکلے

قبر عاشق سے پس مرگ جو بچھو نکلے
تیرے لب بوٹے یہ الفت گیسو نکلے

ہے یقین مجھکو کہ اب روز قیامت ہے قریب
کفش مین ٹکنے کو سکے ہوی گھنگرو نکلے

پیچ کاکل سے نہ کل جنکو خبر تھی وہ طفل
آج خم ٹھوکتے ملتے ہوے بازو نکلے

بال باندھا ہوں محبت ہی کمر سے مجھکو
ابھی سر کاٹ لو گر فرق سر مو نکلے

جان بھی عشق سے نکلے تو بھی عشق رہے
یہ بھی ممکن ہے کہ اوس گل سے کبھی بو نکلے

ہو تیرے تیر کے پیکان کی جو آئین تک
دل بیتاب ابھی توڑ کے پہلو سے نکلے

ابر تر رونے مین کیا مجھسے مقابل ہوگا
اوسپہ چھا جائے اگر ایک بھی آنسو نکلے

آکے جنگل مین نشانہ اوسی ناوک کا بنا
ای کماندار کبھی حسرت آہو نکلے

برہم ہین آئے جو اوس کاکل مشکین کی ہوا
شمع کے گل سے شمیم گل شبو نکلے

عاشق سرو قد یار جو گلشن مین گئے
کبھی ہو کر نہ یہ سرو لب جو سے نکلے

گھر مین بے یار یہ تڑپا کہ ہرا دیکھہ کی حال
دیدۂ روزن دیوار سے آنسو نکلے

شب فرقت مین یہ سمجھا جو فلک کو دیکھا
کہکشان سانپ ہی تاری نہین بچھو نکلے

صید کرنے کو وہ آئی تو وہین جنگل سے
چوکڑی بھرتے ہوے سیکڑون آہو نکلے

گنج سربستہ معنے ہے جو ادسکا ہے کلام
ایک ہی بات اگر کے کئی پہلو نکلے

دل ہوا آب مگر گرد کدورت ہی وہ ہے
اس سمندر کو جو دیکھا کئی ٹاپو نکلے

رخ خورشید نظر آنے لگے مثل زحل
چھوڑ کر چہرے پہ اپنے جو وہ گیسو نکلے

تھی مجھے حضرت یوسف کی طرح یہ نہ امید
واسطی دشمن جان قوت بازو نکلے

شورش جو پس مرگ رہی تنہین ہمارے
آئے نہ ملک خوف سے مدفن مین ہمارے

اوترتی ہین تو اوترتی ہین ہم شیخ کی آنکھ سے
رہتے ہین ٹبرے چشم برہمن مین ہمارے

جو برق کی آمد کا نہ مشتاق ہوا چرخ
ایسا کوئی دانہ نہین خرمن مین ہمارے

دانتون کے تصور مین گرا کرتی ہین آنسو
کیا کیا دُرِ نایاب ہین دامن مین ہمارے

دیوان مین تحریر ہین سب تازہ مضامین
پژمردہ کوئی گل نہین گلشن مین ہمارے

جس روز سے اوس شکلِ مسیحا سے جدا ہین
مردے کیطرح جان نہین تن مین ہمارے

موسے کیطرح سے ارنی ہم بھی کہین گے
پہونچے جو قدم وادی ایمن مین ہمارے

ہے دیدۂ گریان سے جو برسات کا موسم
جگنو کے چمک ہے دلِ روشن مین ہمارے

وصلت مین نیا پیچ کیا زلف نے اوسکے
زنجیر نئی ہے چنبر گردن مین ہمارے

جلاد کا کیا رعب دمِ ذبح ہے غالب
ماہی کیطرح خون نہین تن مین ہمارے

مہمان یہ ہوسے جمع کہ دشوار ہی دعوت
دانون سے سوا مور ہین خرمن مین ہمارے

اے واسطی کیونکر ہو بھلا وصل میسر
تاثیر نہین نالہ و شیون مین ہمارے

نہین دبتے سر مو ابروی خمدار خنجر سے
تمہاری مد سے مژگان نوک کی لیتی ہین نشتر سے

ہوئے تر لب ہمارے کب شرابِ روح پرور سے
کبھی بھی اس دہانِ خشک تک پہونچی نہ ساغر سے

لب محبوب نازک ہین کہین برگِ گل تر سے
غلط تشبیہ دی ہے شاعرون نے لعل احمر سے

درِ منعم سے وہ ملتا نہین امیدوارون کو
ملا ہی فیض دیوانونکو جو زنجیر کے گھر سے

کوئی مجھسے نہ لیجائیگا بازی دشت گردی مین
ٹہلتا رہتا ہون ہر دم دو قدم ہین باد صرصر سے

ہوئے منہ زرد دیکھی شکل جب اپنی حسینون کے
کبھی آئینہ سازی کی شکایت ہی سکندر سے

بڑے جھگڑے سے پہونچا خط ہمارا دست جانان تک
کبوتر نے لیا قاصد سے ہی قاصد نے کبوتر سے

بڑے کم آشنا ہین ساکنِ گورِ غریبان کے
پکارا لاکھ باہر کچھ صدا آئی نہ اندر سے

مناؤن کسطرح ساقی جو مجھسے دخترِ رز روٹھے
بن آتی کچھ نہین جب زن بگڑ جاتی ہی شوہر سے

کسی شیرین دہن محبوب کی تعریف کرنی ہے
وضو کرنا ہے ہمکو پہلے واجب آبِ کوثر سے

بپا ہوتا ہی طوفان آنسوونکا قطرہ قطرہ سے — بڑہا ہی رتبہ اپنے دیدۂ تر کا سمندر سے

تمہاری چشم سے بیجا نہین دعوای ہمچشمی — نتوزین کسطرح مردم سر بادام تہر سے

کبھی ہوتا نہین وصف اضافی جوہر ذاتی — صدف کی ابرو دیتی ہی کوئی آب گوہر سے

اگر شامل ہوا نہی ایک اشک گرم کا قطرہ — تڑپ کر مچھلیان باہر نکلجائین سمندر سے

نہین کچھ بیکسیون کو حادثات دہر سے دہشت — گلا شیشے کا کب کوئی قلم کرتا ہی خنجر سے

ہماری سوز دل کا حال اگر کاتب کو لکھنا ہی — بنانا چاہئے پہلے قلم بال سمندر سے

توقع دیر سے ہی بارش باران رحمت کے — کسیدن آکے سینچو مزرع عمر آب خنجر سے

ہماری دوش پر سر تہا تو کیا کیا سرگرانی تہی — جو سر اوترا تو اوترا آج یہ بار گران سر سے

وہ شاہ حسن اگر آئی تو ہم آنکھین بچھا ہین گے — فقیر عشق ہین کیا کام ہی مخمل کی بستر سے

ٹہرتا ہی نہین دم بہر ہماری آنکھ مین آنسو — کوئی طوفان برپا ہوگا گیا اس طفل ابتر سے

دکہا کر قامت و مژگان ابرو اوس ستمگر نے — کیا مجروح ہمکو تیر سے نیر ایسے خنجر سے

برنگ صورت دیوار جان آواسطی ہمکو
ہوی ہین دست و پا جیسے نکل سکتا نہین گھر سے

اوڑا نجای جہان جبرئیل کے پر سے — امید نامہ بری کیا وہان کبوتر سے

امید فیض نرکہے گدا تو نگر سے بد — بجہی نہ پیاس کسیکی بجھی آب گوہر سے

ثبوت خاک دم حشر ہوگا دعوی قتل — ملا ہوا ہے لہو اپنا آب خنجر سے

قد دراز جو اوس بیوفا کا آے نظر — امید قطع کرین قمریان صنوبر سے

خیال چشم مین پوچہو نہ حال دل مجھسے — کہ چور چور یہ شیشہ ہوا ہے ساغر سے

یقین ہے ہوگا کبھی نخل آرزو سرسبز — کہ سینچتا ہون اسی آب دیدۂ تر سے

ہمارے واسطے غنیمت ہین سختیان غم کی — بجہا اشرار نکالا قدم جو پتھر سے

تمہارا مطلع ابرو سے یار لاتا نے — ہوا جواب نہ ابتک کسی سخنور سے

امید زیست ہے کسکو یہی جو رو نا ہی — کہ بحر اشک کا پانی گذر چکا سر سے
جگر کا داغ وہی ہی کرون ہزار آہین — یہ وہ چراغ ہے بجھتا نہین جو صرصر سے
گناہ گار ہین ایسے کہ اپنا دامن تر — نہ خشک ہوگا ذرا آفتاب محشر سے
ہماری قبر پہ لاکر دسے ہے چڑہا دینا — سحر کو پہول جو اوٹھین گی اونکی بستر سے
کسیکے چاہ زنخدان کا وصف لکہا ہے — گری گا نامہ مرا چاہ مین کبوتر سے
تمام عرصۂ محشر کو کر دیا تاریک — ہمارے فرد گنہ نے نکل کے دفتر سے
نکل کے تن سے چلی ساتھ بلبل روح — نکل گیا کوئے گلرو اگر برابر سے
شعار راست قدون کا جو واسطی دیکھین — کبھی نہ عشق کرین قمریان صنوبر سے

کبھی صحرا مین اگر بہر شکار آتا ہے — منہ دکہلا کے غزالون کو وہ مار آتا ہے
کب بٹہانے مری تربت کا غبار آتا ہے — خوب چہینٹا تجہے ای ابر بہار آتا ہے
سرخ سب ہونگے جو ہین زرد خزا مین چہرے — مژدہ اے بادہ کشو ابر بہار آتا ہے
صاف ظاہر ہے خفا ہمسے ہی وہ آئینہ رو — آنکہ ملتے نہین جب دل مین غبار آتا ہے
دیکہ تو اوٹہکے ذرا خاک سے ای قیس حزین — گرد اوٹہی ہے کوئی ناقہ سوار آتا ہے
کوہی قاتل بہی کوئی شہر خموشان ہی مگر — نظر اکثر دہان تازہ مزار آتا ہے
روز روشن کا رخ یار پہ ہوتا ہی گمان — دیکہکر زلف خیال شب تار آتا ہے
رحم دل وہ ہین کہ چبہتی ہی جگر مین ہمارے — زیر پا راہ مین جسدم کوئی خار آتا ہے
جبتلک جان مین آئی نہ میری وصل سے جان — کب ہمارے دل مضطر کو قرار آتا ہے
یاد جسنے نہ کیا ہمکو کبہی مرگ کی بعد — فاتحہ پڑہنے وہ کب سوی مزار آتا ہے
کچہ تمہین اپنے مریضون کی بہی ہی حسب خبر — روز جا اڑہی سے غریبون کو بخار آتا ہے
رخ میرے گہر کی طرف ہی مگر اغیار مین ساتھ — داغ دینے مجہے وہ لالہ عذار آتا ہے

دل میرے سینۂ پرسوز مین ٹھہری کیونکر — کہین سیماب کو آتش پہ قرار آتا ہے
اک میرے اشک سی ہی سارے جہانکو نفرت — ورنہ ہر طفل پہ انسان کو پیار آتا ہے

لاکہہ دشمن ہو کوئی تابع فرمان ہو جائے
واسطی جن ہین شیشے مین اوتار آتا ہے

جہلکین گے مست دور شیشہ و پیمانہ آتا ہے — دہوان دہار ابر رحمت جانب میخانہ آتا ہے
سوا اسے در دبہر یار مین لذت کہان سانے — پہپولا بنگے اپنی ہاتہہ مین پیمانہ آتا ہے
چلوائی می پرستو فرض استقبال زاہد ہی — کہ مسجد سی وہ اوٹھکر جانب میخانہ آتا ہے
کری وہ شمع بزم حسن صحبت مین طلب ہمکو — خدا چاہی تو تہوڑی دیر مین پروانہ آتا ہے
اوسے منظور ہوتی ہی جو زینت مار گیسو کے — سکندر آئینہ ضحاک لیکر شانہ آتا ہے
نہین ڈرتا کہ ہو جائینگے ٹکری کان کی پردے — جو سننے کو ہمارے عشق کا افسانہ آتا ہے
وصال دخت رز سی کیون نہ مین ہوش مین ہو جاؤن — پری پرہو کی بخشش کب ہوشمین دیوانہ آتا ہے
گئی وہ دن کہ گہر مین مجمع احباب تہا تہا — یگانہ اب نہ اپنی قبر پر بیگانہ آتا ہے
میرے مکتوب کی ہو خیر یارب دل دہڑکتا ہی — کہ قاصد کوچۂ جانان سے مایوسانہ آتا ہے
بگولا ہر صنوبر ہے چراغ غول ہر لالہ — فراق یار مین گلشن نظر ویرانہ آتا ہے
ہوئی ہی راہ و رسم نامہ و پیغام بند اوس سے — ہمنیون ہی یہ صورت ہی کوئی جاتا نہ آتا ہے
بنا یہ تھی اسے قسمت نار سوز ان کہو پانی ہے — ہماری لب تلک جب دم لب پیمانہ آتا ہے

بتان سنگدل نے واسطی لین جگہہ کی ہی
جو کعبہ تہا وہ اب ہمکو نظر بتخانہ آتا ہے

خانۂ صیاد سی صحن چمن نزدیک ہے — ہین تو غربت مین مگر ہمسے وطن نزدیک ہے
لی ہیں تک لیگئے وحشت تو یہ دلنی کہا — چل زیارت کو کہ قبر کوہکن نزدیک ہے
آتش اغر دیر ہی یہ ای کعبہ نشینو ن کہا غرور — جل کی اوٹھہ جاؤنگا دیر برہمن نزدیک ہے

کنج غربت ہی سے چلنی کا مجھی مدت سی قصد / دور ہے یارب کہ اوسکی انجمن نزدیک ہے
لامکان تک تو ہوا دخل نگاہ چشم فکر / سوجھ جاے مجھکو مضمون دہن نزدیک ہے
قصر خسرو سے نکلکر اک نظر دکھلا دو شکل / دیکھ اے شیرین تماشای کوہکن نزدیک ہے
رہتی ہے آئینۂ عارض پہ زلف مشکفام / کیا حلب کی ملک سی ملک ختن نزدیک ہے
فاتحہ کو آکسیدن پھول ہنس ہنسکر چڑھا / مقبرہ عاشق کا اے گل پیرہن نزدیک ہے
مصر سے کنعان کی جانب آتی ہی باد صبا / مژدہ اے یعقوب بوی پیرہن نزدیک ہے
وہ پری رخسار آیا قبر پر دامن کشان / چاک کر ڈالون گریبان کفن نزدیک ہے
بہر زیب گوش اگر درکار ہے تمکو گہر / لاتی ہین آنکھو نسے ہم موتی عدن نزدیک ہے
جلد حاصل ہوگا بعد مرگ حوروشی وصال / گوشۂ تربت سے جنت کا چمن نزدیک ہے

ہی مناسب ہند سے قصد زیارت واسطی
دور کب ہے روضۂ شاہ زمن نزدیک ہے

یون میرے دل کا داغ جلتا ہے / جیسے گھر مین چراغ جلتا ہے
دل مرا ہے جلا ہوا وہ کباب / جسکے بو سے دماغ جلتا ہے
ضبط بلبل کو آفرین ورنہ / ایک نالے مین باغ جلتا ہے
سوز غم سے ہے میری دل کا یہ حال / جیسے کوئی چراغ جلتا ہے
مہر و مہ کیا ہین تیرے رخکے حضور / کب کسی کا چراغ جلتا ہے

واسطی غیر مجھکو کیا پہونچے
مفت بلبل سے زاغ جلتا ہے

مہر گر یہ گل نہوگا جو یہ رنگ آج ہے / کتنا زمانہ بھی متلون مزاج ہے
جسکے سبب سے [illegible] روبہ مزاج / بیشک وہ احتیاج ہے وہ احتیاج ہے
ممکن نہین کہ ترک کرین عاشقی کو ہم / یہ درد لا دوا یہ مرض لاعلاج ہے

ہم دیکھتے ہین خرمنِ مہتاب مین جو ہی
اوترا ہوا جو صدقہ مین تیرے اناج ہے

کافی ہے ہمکو فقر مین گجلول و بوریا
اے آسمان کسے ہوسِ تخت و تاج ہے

قرطاسِ سادہ بھیجے مکتوب کی جگہ
سنتے ہین نامہ بر کہ وہ سادہ مزاج ہے

قیمت عقیق لب کی تجھی کون دے سکے
بیعانہ سارے ملک مین کا خراج ہے

ہین واقفِ زمانہ مآل و حال ہم
حقّا ترا جواب نہ کل تھا نہ آج ہے

نازان ہین اہلِ کفر کہ دنیا کی ہی رجوع
بت کی نگاہِ لطف برہمن کو راج ہے

ہی جسمین وصف اوس شہِ خوبی کا واسطی
دیوان کی گنجفے مین وہی غنچہ تاج ہے

دلکو وہ زلف گرہ گیر پسند آتے ہے
پیچ ہے دیوانے کو زنجیر پسند آتی ہے

دیکھتا ہون جو حسینون کی مرقع کو کبھی
سب سے بڑھکر تیرے تصویر پسند آتی ہے

ذائقہ بادیہ گردی کا ملا ہی جب سے
گھر خوش آتا ہی نہ تعمیر پسند آتے ہے

زاہدِ پیر کو کیا قدر ترے ابرو کے
نوجوانون کو یہ شمشیر پسند آتے ہے

امی کماندار جو ہین تیری کمان پر قربان
اونکو آوازِ پرِ تیر پسند آتے ہے

جوشِ وحشت مین ہی جنبی جانانہ کا خیال
روشِ کوچۂ زنجیر پسند آتے ہے

بدئ نفس سے خفاش طبیعت ہین جو لوگ
کب اونہین مہر کے تنویر پسند آتے ہے

کشتے ہین الفتِ خاکِ قدمِ یار کے ہم
کیمیا ہمکو نہ اکسیر پسند آتے ہے

کتنا واضح ہے ترا مصحفِ رخسار کا خط
بسط ہو جسمین وہ تفسیر پسند آتے ہے

صوت قمری سے ہی نغمۂ بلبل سے غرض
اپنی کانون کو وہ تقریر پسند آتے ہے

نہ دوات اسکو ہی درکار نہ خامی کی ہی کام
خطِ رخسار کی تحریر پسند آتے ہے

واسطی ہم تو ہین کیا حضرت جبریل کو بھی
خدمتِ شبر و شبیر پسند آتے ہے

جب تک سفر وطن نہی صاحب ہنر کرے
پیدا نہ آبرو کبھی مثل گہر کرے

کسکا ہے دل کہ معرکہ عشق سر کرے
جیسا جو منچلا ہو تو پیدا جگر کرے

رسوا کرے خراب کرے دربدر کرے
منظور سب ہے عشق اگر دلمین گھر کرے

عزلت گزین جہان سے جو قطعِ نظر کرے
مثل حباب چاہیئے ہند اپنا در کرے

نظارہ اوس دہن کا جو منظور ہو مجہے
عنقا کا کام طائر نور نظر کرے

الفت نہین ہے اوسکو مگر مصلحت یہ ہے
کہدو کہ میرے لاش پہ آکر گذر کرے

دلمین یہ بعد مرگ ہی باقی ہے دغدغہ
زندہ خدا نہ حشر مین بار دگر کرے

مین یاد چشم مست مین پانی اگر پیون
بیشک شراب ناب کا پیدا اثر کرے

صندل تو درد سر کا مقرر علاج ہے
لیکن کسے دماغ کہ یہ درد سر کرے

مانگے شب وصال مین یہ صبح تک دعا
یارب طلوع مہر بشکل قمر کرے

ہوتے ہین اوسکو دیکھہ کی قاصد کی ہوش گم
جو آپ بیخبر ہو وہ کسکو خبر کرے

وہ چال چل کہ آنکھین بچھین تیری زیر پا
وہ بات کر کہ دل مین کسیکے اثر کرے

پھولون کو اور کرتی ہے خندان نسیم صبح
مغموم کیا اوسے میری آہ سحر کرے

جسوقت چاہی رخسے ہٹا دی وہ زلف کو
منظور جب ہو شام سے پیدا سحر کرے

رکھے وہ بڑھ کے معرکہ عشق مین قدم
پیدا جو زخم اوٹھانیکے قابل جگر کرے

ہوا پنی مغفرت کی جبھی واسطی تلاش
وہ اتباع سنت خیر البشر کرے

اوس رخ پہ کوئی سوختہ جان کیا نظر کرے
تارِ نظر نہ جب تلک اشکو سے تر کرے

نخل جنون کو میرے خدا بارور کرے
داغوں سے مرگ جیالو سکے پیدا ثمر کرے

دیکھے اگر سیاہ ہے رخ سے لیکے آئینہ
خورشید کا قبول نہ احسان قمر کرے

اس چشم اشکبار سا پہر کون ہو سنیہ
تقسیم صبح و شام جو گنج گہر کرے

منہ پھیرنا ہے یار کا ہے زندگی کی شکل
اتنا ہجوم غم ہے کہ ہمکو خیال ہے
تنگی جہان کی دیکھ کے گھبرا رہا ہے دل
اوس سنگدل کی ساتھ جائی وہ شفقبا
سینہ بشکل شانہ ہو جسکا کہ چاک چاک
کثرت ہو دشمنون کی تو انسا انکو چاہیے
ہر راہ ہون مین بندہا ہی مجھی ادر ہی خیال
بیکس وہ ہون جو آئی شب ہجر میری موت
یاقوت و لعل جسکی نظر مین ہون سنگ و خشت

خجل ہو آفتاب اگر رخ ادہر کرے
میدان کہین نہ صاف وہ تیغ نظر کرے
اس تنگنا مین کوئی کہان کا سفر کرے
پتھر کا آئینہ کیطرح جو جگر کرے
کوچہ مین زلف کی وہ پریشان گذر کرے
کانٹون مین گد کے پھول کیصورت بسر کرے
وہ اختلاط غیر سے دل کھولکر کرے
ماتم مین میرے چاک گریبان سحر کرے
کیونکر جہان مین وہ ہوس سیم و زر کرے

قاصد تو ڈر سے جا نہین سکتے ہین واسطی
دیکھین کہ اوسکو کون ہماری خبر کرے

چاہیے جبتک ہے دلمین غم رہے
فرقت جانان مین کیا کیا غم رہے
چونک ای غافل گیا عہد شباب
رو برو محراب تیغ یار کے
سجدہ گزار اسپہ نہ ملیے مجھسے سب کہے
وقت گریہ سامنے کون آگیا
ہمسفر ہو تمکو مبارک قطع راہ
چھو لیا گیسو کو اس تقصیر پر
بر طرف امید وصل مین بیچین او
تو اگر ہو مہربان کچھ غم نہین

جب تلک دم مین ہمارے دم رہے
رنج و غم درد و الم ہر دم رہے
زندگی کے دن بہت اب کم رہے
چاہیے ہر وقت گردن خم رہے
صحبت اغیار لیکن کم رہے
گرتے گرتے اپنے آنسو تھم رہے
پاؤن مین طاقت نہین اب ہم رہے
ہمسے ساری رات وہ برہم رہے
چاہیے پہلے سے نقشہ جسم ہے
دشمن جان میرا اک عالم رہے

موت کا ہر روز چکھنا ذائقہ سو بار
جبتلک دنیا مین جیتے ہم رہے

داغ ہو جائے جو تن سر تا قدم
واسطی کیا خواہش مرہم رہے

نشانِ آہ لیکر فوجِ غم کے ساتھ ہم نکلے
اوٹھی یہ دہوم گلیون مین محرم کی علم نکلے

ہمارا نقد ایمان لیکے یہ کافر کرتے ہین
بتونکا سادہ دل سمجھے تھے کتنے ہٹ دہرم نکلے

بتونکے شوق نے پیچھا نچھوڑا راہ ایمان مین
چلے کعبے بہک کر جانب بیت الصنم نکلے

الٰہی موت آجاے نہ افشا راز الفت ہو
نہ بانسے اُف نہ نکلے پہلے ہی قالب سے دم نکلے

دوئی کا اوٹھ گیا پردہ جوانی دلکی آنکھونسے
جسے ہم دیکھنے نکلے اوسے دیکھا تو ہم نکلے

ملو نہین نیک و بد سے جھک کے تا دلکی لگی بجھ جائے
کساؤن دونون ہاگون تیغ کو شاید کہ خم نکلے

یہ حسرت ہی پس مردن تری کوچے مین چلنے کی
شجر کوئی ہماری خاک پر بوئین قدم نکلے

ہوئی مدنظر جب اوس خطِ پر نور کی مدحت
نئے مضمون طبیعت سے ہماری یکقلم نکلے

نظارے کی ہوس دل مین وقت نزع رہجائے
الٰہی یار بالین پر مری آئے تو دم نکلے

رہے کونین مین کوئی نہ پھر اے واسطی باقی
سر میدان اگر اوس ترک کی تیغ دو دم نکلے

ہر چند کہ دل مائل فریاد و فغان ہے
دل کھوکے لگے رونے ہین کہان تنگ جہان ہے

جھیلون غمِ فرقت یہ مجھے تاب کہان ہے
مین ایک پر کاہ ہون وہ کوہ گران ہے

صبحِ شبِ فرقت نہین ہوتی نہین ہوتی
آواز گجر کی نہ موذن کی اذان ہے

مجھ پیر سے کدو کہ کرے جنگ نہ گردون
تیر آہ رسا ہی قدِ خم گشتہ کمان ہے

کیا بات ہی کوہ غم فرقت کا اوٹھانا
کم زور نہین مین کہ ابھی تاب و توان ہے

دنیا مین مجھے تشنگیٔ حرص تو کیونکر
پانی کا نہین نام کہ اندھا یہ کنوان ہے

سمجھے ہین جسے اہل زمین خیمۂ گردون
کچھ وہی ہوا پر مرے نالون کا دھوان ہے

قاتل کو دکھاتا ہوں دم ذبح کرامت
گردن پہ مری آب دم تیغ روان ہے

کیسے یہ حسین جب نہ رہی جان ہی تن مین
مشہور ہے یہ بات کہ جی ہی تو جہان ہے

ناہی بلبش نظر جب سے اوس ابرو کا مہ نو
ہر روز مجھے عشرت عید رمضان ہے

کہتے ہین وہ ہوتا ہوں جو مین وصل کا طالب
سودائی ہی دیوانہ ہی تجھکو خفقان ہے

دیکھین گے کبھی چال وہ باتین ہی کرینگے
نرگس نہ وہ آنکھین ہین نہ غنچہ وہ دہان ہے

جو کہتے ہو مجھکو وہی کہہ مٹھیونگا مین بھی
کھولونگا زبان کو مری شانہ مین زبان ہے

اے واسطی اوس گل کی نگرانی ہی نکہت
کچھ آج نسیم سحری عطرفشان ہے

اظہر ہی من الشمس کہ تو چشم جہان ہی
ہی آنکھ کا ڈورا کہ ترا موی میان ہی

روشن صفت عارض جانان مین نہان ہے
ہی طور کا شعلہ کہ مری منہ مین زبان ہی

ظاہر ہی اسی سے مری قاتل کی رکاوٹ
رگ رگ کی جو خنجر مری گردن پہ روان ہی

پیری مین وہ عارض نظر آتا نہین ہمکو
ہی صبح مگر مہر جہانتاب نہان ہی

کیا پوچھتے ہو مجھسے کہ کیون زرد ہی رنگت
جو بات عیان ہی نہین محتاج بیان ہی

ممکن نہین بھولے سخن سخت کسی کا
مرہم سے جو بھرتا نہین وہ زخم دہان ہی

دل اوسکی وحشت مین کیا کرتا ہی نالے
شاید جرس قافلہ ریگ روان ہی

بانکا ہی جو اس عہد مین مجنون اوسے کہیے
بانا ہی نہین پاؤن مین زنجیر گران ہی

کرتا ہوں جو اوس چہرۂ گلرنگ کی تعریف
برگ گل شاداب مری منہ مین زبان ہی

بیجا نہین کہیے تری دربان کو جو رضوان
تو حور ہے کاشانہ ترا باغ جنان ہی

جب سے نظر آیا ہے ترا خنجر ابرو
بسمل کی طرح دل مری سینے مین طپان ہی

دل مجھکو پھنساتا ہے محبت کی بلا مین
سمجھا ہوں جسے دوست وہی دشمن جان ہی

گلشن مین جو آتا نہین اوس غیرت گل کی
کیون جانب در دیدۂ نرگس نگران ہی

اس باغ مین اچھا نہین کچھ سر کا اوٹھانا
سبزہ بھی باعث ہے جو پامال خزان ہی

ای واسطی سمجھانی کو سمجھاتا ہے ناصح
اتنا نہین موافق کہ سمجھے صبر کہان ہے

ہوے ہین پیر اجل بالاے سر ہے — ظہور صبح ہے وقت سفر ہے
عجب شیرین ادائی کا اثر ہے — چھری ہاتھون مین اوسکے نیشکر ہے
وہ اس باغ جہان مین نامور ہے — گرہ مین جسکے مثل غنچہ زر ہے
رخ روشن پہ اوسکے خط ہے پیدا — گمان ہوتا ہے ہالے مین قمر ہے
مٹے کیا صندلی رنگون کی الفت — کہ سر کے ساتھہ اپنا دردسر ہے
بشکل آینہ ہون صاف باطن — جو صورت ہے وہ منظور نظر ہے
نہین کچھ خانہ بربادی کا شکوہ — بحمد اللہ کہ اوسکے دل مین گھر ہے
نہ جیتا ہون نہ مرتا ہون شب ہجر — نہ اشکون مین نہ نالون مین اثر ہے
پھر آئے چار حد مین شش جہت مین — ہوا اتنا نہ ثابت تو کدھر ہے
تن نازک ہے گل کی طرح نازک — رگ گل یار کی پتلی کمر ہے
کمر کا بندھ گیا مضمون ہم سے — عدم کی ہمکو ہستی مین خبر ہے
فریب غنچہ کافر مین نہ آئے — کہ سیدھا سا مسلمان نامہ بر ہے

خذف نافہم اسے سمجھے تو سمجھے
سخن ہاے واسطی اپنا گہر ہے

گانے مین لے رہے ہین وہ تانین نئی نئی — سیکھے ہین طرز بولنے کی زبانین نئی نئی
فصل بہار آئی ہے شاید کہ شہر مین — رکھتے ہین میفروش دکانین نئی نئی
تکیون مین گوشے ہین جو ترے ابروؤنکے فن — چڑھتی ہین تربتون پہ کمانین نئی نئی
کرتے ہو ہر گھڑی مین کبھی فرفری باتین — آتی ہین آپ کو بھی زبانین نئی نئی
کیا کیا تڑپ رہا ہون مین صبح شب وصال — سنکر موذنون کی اذانین نئی نئی

صدقہ اوتارنے کی اجازت اگر وہ دین | پیدا کرون مین جسم مین جانین نئی نئی

سنتا ہون کوی یار مین میلا ہی واسطی
آراستہ ہوئی ہین دکانین نئی نئی

مر سے آگے حسین کوئی کیا ہے | حور کیا چیز ہے پری کیا ہے
ہستکڑی جان سے لیکے چھوڑیگی | ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے
زاہدو دیکھ لو وہ نرگس مست | پھر یہ پوچھو کہ بیخودی کیا ہے
جان جائے تو جائے الفت یار | نہ نبھے جو وہ دوستی کیا ہے
غنچہ سب اوس دہن کو کہتے ہین | شاعرو بات یہ نئی کیا ہے
عشق مین جان کوہکن کی گئی ہا | دل لگانا بھی دل لگی کیا ہے
آگے آگے مرنے دکھاے گا عشق | مضطرب اے دل نہوا ابھی کیا ہے
انقلاب جہان سے کیا معلوم | کہ کبھی کیا ہے اور کبھی کیا ہے
ہین خریدار اوسکے شمس و قمر | زہرہ کیا مال مشتری کیا ہے
مرگیا ہوگا کوئی عاشق زار | سچ بتاؤ کہ پھر خوشی کیا ہے
لیکے دل بوسہ بھی نہین دیتے | کچھ سمجھتے ہو واجبی کیا ہے
آگیا دل کسی حسین پہ اگر | تب یہ سمجھوگے عاشقی کیا ہے
کہہ چکا تم پہ جان دیتا ہون | پھر وہی کہتے ہو اجی کیا ہے
دوستی غیر سے جو کرتے ہو | آپ کو مجھسے دشمنی کیا ہے
حق تو یہ بات ہے کہ پیش اسیر | قدر سلمان ساوجی کیا ہے

دوڑے جاتے ہو جو اس کہان
خیر ہے آج واسطے کیا ہے

ملیکر منہ کو جو سانیے وہ شکر خند کرے | خانہ آئینہ کو شہر سمرقند کرے

شرم عریان بدنے مرگ سی بدتر ہی مجھے
شعر سے اپنے محبت ہی بجا شاعر کو
کام نامرد کا ہے خلق کو دینا آزار
دوست واعظ نہین ہوتا کبھی بے ترک شراب
چاہیے صاف طبیعت کو کہ ہر دل ہو عزیز
شعر دزدیدہ سے ہوجاتا ہے شاعر بدنام
اک جہان جان کا دشمن ہی جنون نین اپنا
ازتکاب عملِ زشت کو کہتے ہین جنون

آسمان کاش زمین کا مجھے پیوند کرے
قطع کسطرح کوئی الفت فرزند کرے
ہے وہی مرد کسے دلکو جو خرسند کرے
آپ مٹ جاے تو حاسد کو رضامند کرے
بزم ہستی مین بسر آئنہ مانند کرے
کیون کوئی غیر کے فرزند کو فرزند کرے
فصد فصاد جو کھولے نہ لہو بند کرے
کام کیون قابل الزام خردمند کرے

واسطی حاکم ظالم کے عمل مین نہین
کون فرعون کو تحسیر خداوند کرے

تیز رفتاری مین یہ وہم و گمان سی تیز ہے
رشک کنعان ہے عزیز و سرزمین لکھنؤ
رات بھر رہتا ہے شیون اب تو ہمسایونکے گھر
سرخ دینا چاہیے مجھکو کفن بھی بعد مرگ
سنتے ہین پیتا ہے وہ ہمراہ غیرونکی شراب
رنج فرقت سی زیادہ وصل کی شب مین ہا
مدحت رنگ طلائی مین رقم کرتا ہون شعر
کوچۂ گیسو سے اوسکے بو کی آتی ہے مگر
کیون بھنون سے رہرونکی پاون کٹتی ہی قلم
دہیان ہی صبح ومسا خونریزی عشاق کا
بادصرصر سے بڑھا رہتا ہی ہر دم وقدم

توسنِ عمر روان کب طالب مہمیز ہے
ہر گلے ہر کوچہ اس کشور کا یوسف خیز ہے
شور نالون کا ہمارے بسکہ دردانگیز ہے
کشتۂ دست حنائی کو یہ دست آویز ہے
ساقیا ساغر ہماری عمر کا لبریز ہے
گفتگو اوس شوخ کی ابتک ملال انگیز ہے
کیا تعجب ہی زمین شعر اگر زرریز ہے
دامن باد بہاری آج عنبر بیز ہے
چارۂ الفت دم شمشیر سے بھی تیز ہے
وہ شہ خوبی بھی اپنی وقت کا چنگیز ہے
اپنی اسپ شوق کو کب حاجت مہمیز ہے

جو سنے اپنا گریبان چاک کر ڈالی ابھی — بسکہ افسانہ میری الفت کا وحشت خیز ہی

ہجر ساقی مین پر اب انکھین ہین میرے مثل جام — کیا صدا کے قلقل مینا ملال انگیز ہے

جب نہو ہمراہ وہ گلرو تو کیا باغِ ارم — وادی ایمن سے بڑہکر دشت وحشت خیز ہے

کچھ نہین ہی واسطی جام و سبو کی احتیاج
بادۂ عشق بتان سی جام دل لبریز ہے

الٰہی باغ مین کس کشتہ قامت کی تربت ہی — اوگا ہی خاک سی جو گل وہ خورشید قیامت ہے

بلاتی گر نہین وہ پاس اپنی کیا شکایت ہے — ابھی تو ہمسے اونسی ورکی ضد حسب سلامت ہے

طلوع صبح ہی پہلو مین وہ خورشید طلعت ہے — دکھائی شام ہجران منہ نہین کیا اوسکی شامت ہے

لڑکپن کھیل مین گذرا جوانی بادہ خوار نہ مکلن — بس اب پیری مین ہونا ہاتھہ دنیا سے عبادت ہے

برنگ کاہ ہین بر کوہ غم سر پر اوٹھائی ہین — نقاہت مین بھی اپنی جسم لاغر مین طاقت ہے

تصور مین جو اوسکی سرنگون ہین سجدہ کرتی ہین — گریبان کا ہماری دور محراب عبادت ہے

دلیل مفلسی ہی سیم و زر کی جستجو کرنا — یہ دنیا ہی یہان ترک تعلق مین فراغت ہے

جو اونکے سینی پر عکس دُرِ دندان کا مالا ہے — لچکتے ہی کمر اونکے نزاکت سی نزاکت ہے

تنفر سے عبث پھیری ہی منہ تو ہی سگِ جانان — ہما کھائی جو میری استخوان اوسکی سعادت ہے

صدا اسکی دمِ رفتار مردی زندہ ہوتی ہین — مگر خلخال پا ہی یار بھی صور قیامت ہے

بوقت ذبح مجھسے تیغ قاتل نی بھی منہ موڑا — کہان الیسا نہ ہا نہین کوئی برگشتہ قسمت ہے

ہوا ہی ابر ہی صحنِ چمن ہی اور ساقی ہے — گرو اہی میکشو عشرت کہ یہ صحبت غنیمت ہے

کبھی آنے نہین پاتا ہی شکوہ یار کا لب تک — میری سر پر ترا احسان بنہایت انکی نقاہت ہے

جو آنسو ہی وہ طوفان خیز ہی اے واسطی ترا
نہ ڈوبی کشتی گردون کہین ہمکو یہ دہشت ہی

تری تلوار نی موڑا اگر منہ کیا قباحت ہے — ملین گی سیکڑون قاتل جو اپنا سر سلامت ہے

فغان میں شور محشر ہی فور عشق قامت ہے / جو داغ دل ہی سینے میں وہ خورشید قیامت ہے

مبارک زاہدو سجدہ تمہین محراب مسجد مین / خم ابروی جانان ہمکو محراب عبادت ہے

بقدر حال ہی شاہ و گدا کو رنج دنیا مین / اوسی فکر جہان ہی اور اسی فکر معیشت ہے

دہانِ تنگ سی اوسکی نہین غنچہ کو کچھ نسبت / رگِ گل مین بہلا موی کمر کی کب نزاکت ہے

جو شبنم سبحہ گردان ہے تو سجدہ کرتی ہے نرگس / گلستان مین جسی دیکھا وہ مصروف عبادت ہے

فروغ حسن مین کیونکر مقابل ہو سکی کوئی / تیری کوچی کا جو ذرہ ہی وہ خورشید طلعت ہے

ہر اک داغِ جنون ہے اشرفی ہر اشک گوہر ہی / ہماری پاس بہی اے منعمو دولت سی دولت ہے

صدای صور ہی شیشے کی قلقل بہر ساقی مین / بیاضِ پنبہ مینا نہین صبح قیامت ہے

شرار آہ کے تنفسے بجاے مو نکلتے ہین / بسان مرد آتشباز مون ایسی حرارت ہے

ہماری زخم خندان دیکھکر روے جو اشکِ خون / تو ہم کہتی مقرر چشم سوزن مین بصارت ہے

تمنا نعمت الوان کی منعم کو مبارک ہو
ہمین تو واسطی نان جوین بہی نانِ نعمت ہے

استعارہ سے نہ کوئی شعر خالی چاہیے / شاعرون کی واسطے نازک خیالی چاہیے

عالمِ وحشت مین کسکو فرش قالی چاہیے / سایۂ اشجار کے ہمکو نہالی چاہیے

وصل کا وعدہ کسی طفل فرنگی سے ہوا / آج محفل مین شراب پرتگالی چاہیے

ای صبا دعوی کیا کرتا ہی روی یار سے / گوش گل کو بوستان مین گوشمالی چاہیے

خانۂ مفلس ہے جسمین ایک بہی دانہ نہو / خال کی الفت سی کوئی دل نہ خالی چاہیے

کیون شب فرقت نہو ظلمات سی تاریک تر / اہل ماتم کی لیے پوشاک کالی چاہیے

کشور دل مین نہ کیونکر عشق ہو فرمان روا / بندوبست سلطنت کو کوئی والی چاہیے

بیت ابرو کی تصور مین نہین لگتا ہی جی / دل لگی کو سیر دیوانِ ہلالے چاہیے

نامناسب گفتگوی تلخ ہی عاشق کی ساتھ / تجھکو ای شیرین دہن شیرین مقالے چاہیے

ہم فقیرون کو تکلف سی غرض کیا باقیا — جام زرین کی عوض جام سفالی چاہیے
کیجئے موزون جو وصف قد جانان مین غزل — باندہنا ہر شعر مین مضمون عالی چاہیے
کیون نہین کرتا ہی سینی کو مشبک تیر آہ — خانہ تن مین ہوا آنے کو جالے چاہیے
ہے خلاف عقل خود آرائش گلزار دہر — ہر چمن کو بہر زینت کوئے مالے چاہیے

دل مین اوسکی چشم میگون کا رہی ہر دم خیال
واسطی مے سے کبھی شیشہ نہ خالی چاہیے

چمن مین لیکی جو اوس گل کی بو صبا آئے — دہن سی غنچون کے آواز مرحبا آئے
نہین ثبوت یہ کس مست کی قضا آئے — سیاہ پوش جو روتی ہوئی گھٹا آئے
جو میکدہ مین کوئی محتسب نے توڑا جام — شکست شیشۂ دل کی مجھی صدا آئے
شب فراق مین مرمر کی روز جیتا ہون — چھٹا عذاب سی اچھا ہوا قضا آئے
ادہر گناہ مین جلدی ادہر عذاب مین دیر — مجھے تو شرم نہ آئی اوسے حیا آئے
کرون پسند نہ کیونکر لباس عریانی — یہی تو ہیک میری جسم پر قبا آئے
تھکے پکار کے ہم کشور خموشان مین — کسی مکان سی کسی کی نہ کچھ صدا آئے
بندہا خیال ہمین زلف وروی جانان کا — چمن مین گھر کے جو کالی کوئی گھٹا آئے
وہ ناتوان تہا کہ پایا کبھی نہ بستر پر — ہزار بار مجھے ڈہونڈہنے قضا آئے
سنی جو صحن چمن مین صدای خندۂ گل — ہمارے کان مین آواز آشنا آئے
خیال زلف مین ہمنے جو سیر دریا کے — تو موج موج سے زنجیر کے صدا آئے
مین وہ مریض ہون بگڑا مزاج اورا — جو میرے سامنی بنکر کبھی دوا آئے
اگر اثر نہوا اوسکے دل مین کیا حاصل — جو پایہ عرش کا ای آہ تو بلا آئے
اونہین تو کام ہی ہر وقت کنگھی چوٹی سے — بلا سی اونکی جو سر پر میری بلا آتے
پڑی تہی کوچہ جانان مین واسطی میری خاک — ستم کیا کہ اوڑا نے اسے ہوا آئے

باعث گریہ جو عشق لب جانان ہوجاے / دامن کوہ بدخشان مرا دامان ہوجاے

پہو پہی افشان اگر اوس ماہ کی پیشانی پر / ذرے ذرے سے خجل مہر درخشان ہوجاے

کیا عجب ہی جو نہین خال لب جانان پر / کسطرح جیسے حبشی شاہ بدخشان ہوجاے

روشنی دیکہون دیوالیکی اگر مین بے یار / نخل ماتم مجہے ہر سرو چراغان ہوجاے

یون ہی صحبت ہو حسینون کی ہمیشہ اے چرخ / کاش مدفن مرا بازیگہ طفلان ہوجاے

اک پری رو کی محبت مین ہون وہ گرم مزاج / سر پہ پتہر جو لگاؤن شرر افشان ہوجاے

عکس پڑجائے جو دانتون کا تری دریا مین / آب خجلت سے صدف مین در غلطان ہوجاے

عاشق زلف کا لکہتے ہین فرشتے احوال / ڈر ہی مجہکو کہین دفتر نہ پریشان ہوجاے

زلف جانان کا تصور نہین زنجیر سے کم / کوئی تو وحشیون کا سلسلہ جنبان ہوجاے

تم نہ آؤ تو تصور سے ہے کو اپنے بہیجو / کبہے آباد مرا خانۂ ویران ہوجاے

جائیگا پیک تصور تری محفل مین ضرور / رک سکتا نہین جبریل جو دربان ہوجاے

اپنی کشتون کو جو وہ سیم بدن دفن کرے / گنج پرویز ابہی گنج شہیدان ہوجاے

روشنی ہو شب غربت مین جو درکار مجہے / مشعل افروز ہر اک غول بیابان ہوجاے

الفت چاہ ذقن مین جو مری آئی ہے آنکہ / الخضر اور عیان چشمۂ حیوان ہوجاے

شیخ کعبہ کو گیا بوسے جنے اسود کو عبث / سنگ در پوجے ترا صاحب ایمان ہوجاے

تر جو ہو اشک ندامت سے ہمارا دامن / ابر کا بچۂ مژگان مین گریبان ہوجاے

واسطی دے جو فلک فکر کی فرصت مجہکو / حجم مین میر سے بڑہ کر مرا دیوان ہوجاے

وہ دم نزع جو آجائین تماشا ہوجاے / ملک الموت مری حق مین مسیحا ہوجاے

وصف اوس چہرۂ روشن کا جو انشا ہوجاے / صفحۂ قرطاس کا رشک ید بیضا ہوجاے

خط مین وصف دہن یار جو انشا ہوجاے / کیا عجب ہے کہ کبوتر مرا عنقا ہوجاے

صبح تک ہمکو شب وصل مین کھٹکا یہ رہا
راز افشا نہو لوگون مین نہ چرچا ہوجاے

کاٹ ہی کاٹ لی سر دیر نکہ اسے جلاد
بوجہ بہاری ہی ذرا تن مرا ہلکا ہوجاے

آب شمشیر نگہہ سے جو کرے وہ سیراب
پیاس بجہہ جاے کلیجا مرا ٹھنڈا ہوجاے

خوف اتنا ہے تیری عشق مین اے پردہ نشین
تو مبادا مری بدنامی سے رسوا ہوجاے

خوف ہی فرط نزاکت سی حنا باندھنی تک
بار خنجر سے ترا ہاتہ نہ بہو ٹہا ہوجاے

دیکھکر مین یہ رقیبون کو دعا کرتا ہون
نظر بد سے جو دیکھے تجھے اندہا ہوجاے

نالے کرتا ہوا مین کنج لحد سی جو اوٹہون
ہی یقین عرصۂ محشر تہ و بالا ہوجاے

ہوکے خورشید سے بیفائدہ چھپنے کا خیال
سات پردون مین جو تو ہو تو ہویدا ہوجاے

ہو نہین عشق لحمر یار مین اک ہو ضعیف
قطرۂ اشک نہ کیونکر تجھے دریا ہوجاے

محو دیدار ہون سب اگر تمہاری ہو ہجوم
تم تماشی کو جو نکلو تو تماشا ہوجاے

تری محبوب کا ہی واسطی زار غلام
مغفرت اسکی یہیں مرگ خدایا ہوجاے

محض اوس کا دہن توہم سے ہے
عقل تعریف کیا کرے گم ہے

عشق ہر آدمی کو ہے لازم
عو دہین بو نہو تو ہیسزم ہے

دیکہہ رونا ہمارے آنکھون کا
بحر ذخار کا تلاطم ہے

کیون نہ لذت اوٹھائین زخم جگر
نمک افشان ترا تبسم ہے

ہم فقیرون کو خاک کوے صنم
فرش مخمل ہے فرش قاقم ہے

عشق مین واسطی کی حالت زار
آج کل قابل ترحم ہے

بنانا چاہتا ہی تو جو سب سی اپنا گھر پہلے
مناسب ہی کہ کرلی طاق کسری پر نظر پہلے

شرار دل نے دکہایا میرے نالون نی اثر پہلے
یہ وہ ہی نخل لائے پھول سی نہین ثمر پہلے

جہان مین ہی خرابی سب سے بڑھکر اہل غربت کے
ہمیشہ معرکی مین کاٹتی ہین تیغسی سر پہلے

سفر کا نام کیون لیتی ہو میری سامنی صاحب
کہین ایسا نہو دنیا سے میرا ہو سفر پہلے

گلے سے یار کے جب نامہ بر مایوس پہر آتا ہے
دل بیتاب میرا مجھکو دیتا ہی خبر پہلے

بہت نازک ہو ڈرتا ہون لچک جاے نہ لنگ سی
اوٹھا و تیغ پیچھے ہاتھ مین باندھو کمر پہلے

وہ فرماتی ہین خود دیدار کی طالب ہوتی ہین
کرین پیدا میرے مشتاق یارای نظر پہلے

ارادہ مسجد و میخانہ دونون مین ہی جانے کا
تردد ہی دوراہی ہین مگر جاؤن کدہر پہلے

پہونچکر کوچہ جانان مین نامہ اوسے دینا
دیے ہین جو ہتی جب پوچھہ لینا نامہ بر پہلے

ابہی ہین نیند مین پر منتظر ہین شب وصلت
سحر کی توپ چلتی ہی کہ بجتا ہے گجر پہلے

بلاتی ہین اگر معمار کو منعم وہ کہتا ہے
بناؤن مقبرہ مین یا کرون تعمیر گہر پہلے

کہو شداد سے باغ ارم ناحق بناتا ہے
در شہر عدم پر اس سی تیرا ہی گذر پہلے

چڑہی رہتی ہے تیوری بل نہین جاتا ہی ابرو کا
یہ عادت تہی نہ تیرے ای بت بیدادگر پہلے

ہوی وہ دودہ کی مکہی کی صورت نکالے باہر
جو سفلے تہی بہت اوس سے شیر و شکر پہلے

اوٹہاے داغ جو الفت مین لذت اوسکو حاصل ہے
ثمر ہوتی ہین پیچھے پہول لاتا ہے شجر پہلے

پہونچکر واسطی اوس تک پہونچنا کچہ نہین آسان
نہایت دور ہے رستہ بڑا ہی درد سر پہلے

دیکہتے ہین ہم تماشا سے بہار زندگے
ہین گل رعنا ہمین لیل و نہار زندگے

سیر عالم مین ہے لطف روزگار زندگے
ہی مقرر نبض کی جنبش مدار زندگے

خاک کی پتلے کو آخر کو ہی ملنا خاک مین
چار دن کی ہی یہ دنیا مین بہار زندگے

جسقدر ہو ورزش آرام ہے ہر فرد در کو
عمر اگر کم ہو اوٹہا سکتے ہین بار زندگے

جانتا ہے ہر بشر آخر کو مرنا ہے ضرور
پردہ غفلت ہے آنکھون پر حصار زندگے

خضر اگر ملتے تو اتنی پوچھتی ہم اوسی بات
کیا ہی تنہا مین لطف نو بہار زندگے

ای اجل آ جلد کر اس ننگ سی ہمکو رہا
بار ہے تن پر لباسِ مستعارِ زندگے

صاف آنکھین اپنی دیکھین نور خورشید فنا
درمیان سے کاش اوٹھ جاوی غبار زندگے

دم ہی دم ہی تھی آیا یا نہ آیا کوے دم
ایک رشتہ پر فقط ٹھہرا مدارِ زندگے

یکہ تاز عرصۂ فقر و فنا ہو واسطی
ہاتھہ مین آوے عنانِ اختیار زندگے

دختر رز کے شب و روز دلا تاک رہے
پاک طینت ہون طبیعت بہی میری پاک رہے

ہاتھہ سے چھوٹ گیا ایک پری کا دامن
کیون نہ وحشت سی گریبان مرا چاک رہے

کیسے کیسے تیری رفتار سی ای حشر خرام
فتنہ برپا نہ تہِ گنبدِ افلاک رہے

ہر گھڑے خوف خدا سی ہو جو پانی پانے
کیون نہ دریا کے طرح دامن دل پاک رہے

آنکھہ کہلتے ہی کہا دل نی جو دنیا دیکھے
گھر پرانا ہی کوئی اسمین بہلا خاک رہے

حشر مین کہتی ہین جاروب میری نالی کی
صاف میدان ہو نہ باقی خس و خاشاک رہے

حرص دنیا میری دلمین نہ کری اپنی جگہہ
دور مسجد سے کہو یہ سگ ناپاک رہے

کبھی حمام مین آیا نہ پے غسل وہ مہر
منتظر ہاتھہ مین کیسے لیے دلاک رہے

دلمین ہر وقت ہی خال رخ جانانکا خیال
روز و شب کیون نہ مجھے نشۂ تریاک رہے

کیسے غنچے کا کدورت سی نہین دل خالے
باغبان تیری گلستانمین کوئی خاک رہے

شیخ مستونمین جو آیا ہی تو یکسو ہو جاے
جام و مینا رہین یا شانہ و مسواک رہے

در پہ احباب جو تابوت لیی بیٹھے ہین
اوٹھکے ہم چلتے ہین طیار کہو ڈاک رہے

پیچ اک یہ بھی تری گیسوی پر پیچ کا ہے
مسکن مار نہ کیون شانۂ ضحاک رہے

سیر مقتل کی مبارک تجھی ای شاہ سوار
سر ہمارا بھی مگر زینت فتراک رہے

واسطی ناصح و واعظ اگر اوسکو دیکھین
ہوش غائب ہون ابھی فہم نہ ادراک رہے

مرکے راحت کا آسرا تو ہے | کوئی اپنا نہین خدا تو ہے
شربت وصل سے ہوئے صحت | مرض عشق کے دوا تو ہے
عفو کیجے میرے خطا صاحب | آدمی ہون خطا تو ہے
سلسلہ دوستی کا قائم ہے | گر نہین ہے وفا جفا تو ہے
اسے صورت کی تھی اذیت ہجر | موت کچھ صورت آشنا تو ہے
پاس اونکے اگر نہین خنجر | قتل کو خنجر ادا تو ہے
مہربان ہجر یار مین اپنا | اور کوئی نہین قضا تو ہے
استخوان ہونگے اپنی کیون برباد | سگ جانان نہین ہما تو ہے
کب ہے اندوہ خانہ بربادی | گھر نہین خانۂ خدا تو ہے
تخت شاہ ہے اگر نہین تو نہو | بیٹھ رہنے کو بوریا تو ہے

واسطی کیا فشار گور کا غم
بیچ رہو چل کے کربلا تو ہے

بنی ہی چین شکن زلف عنبرین کے لیے | نہ اے قمر ترے آئینۂ جبین کے لیے
مریض ہجر سے وعدہ خلافیان کبتک | کوئی علاج بھی آخر ہی اس حزین کے لیے
کسی کا کام نہین ہی جہان مین بی مطلب | نماز پڑہتے ہین زاہد بھی حور عین کے لیے
گلے مین طوق پڑا بڑہ گئی یہ وحشت دل | اوٹھا ہی پیچ بڑی زلف عنبرین کے لیے
ہمارے دلسے بجا ہی گا عمر بھر غم عشق | یہی مکان مناسب ہی اس مکین کے لیے
جگہ نہ قبر کے دی اوسنی اپنی کوچے مین | اوڑائی خاک بہت چار گز زمین کے لیے
فہیم فیض اوٹھائین گی میری دیوان سے | کیا ہی جمع یہ خرمن تو خوشہ چین کے لیے
نماز کیون نہو اہل سجود کے مقبول | جو سنگ در ہو ترا سجدہ گہ جبین کے لیے
نیا جنون ہی جو دامن کو ہمنے سلوایا | تو تار اپنے گریبان و آستین کے لیے

ملا فرے پہ غرہ خوبے مقدر سے
کبھی تو چہرے کی بوسے کبھی جبین کے لیے

مقام طعن نہین ہی کسی کی زشتی شکل
سبب ہی نام کا روی سیہ نگین کے لیے

جو لوگ حاضر و غائب مین رہتے ہین یکسان
جزای خیر عمل ہے رقم اونہین کے لیے

لڑا و ذہن کہو واسطی وہ شعر بلند
کہ آسمان کا رتبہ ہو اس زمین کے لیے

ہے کون حسین جسکی خبر ہم نہین رکھتے
کس بزم مین کس گھر مین گذر ہم نہین رکھتے

تشریف وہ لائین گے تو کیا نذر کرینگے
دل ہم نہین رکھتے ہین جگر ہم نہین رکھتے

بے پردہ رخ یار ہے ای حسرت دیدار
افسوس کہ یارای نظر ہم نہین رکھتے

تشریف نہ لائین وہ کبھی پوچھ تو جائین
اتنا بھی تو نالون مین اثر ہم نہین رکھتے

گھر اپنا لٹایا ہے رہ عشق مین اسپر
دل مین کسی محبوب کی گھر ہم نہین رکھتے

جب تجھکو ہو منظور تن و جان کو جدا کر
ای تیغ قضا تیری سپر ہم نہین رکھتے

سو بار ہوی ہجر مین سو بار جیے ہم
ہرگز ملک الموت کا ڈر ہم نہین رکھتے

کب تیغ پڑے کب ہوئی دونون مین جدائی
کچھ اپنی سر و تن کے خبر ہم نہین رکھتے

پروانہ ہے محفل مین گلستان مین ہی بلبل
اک آپ کی صحبت مین گذر ہم نہین رکھتے

جو داغ ہے سینے کا ضیا مین وہ قمر ہی
پروا تیرے ای رشک قمر ہم نہین رکھتے

کچھ ڈر قیامت سی نہین کم شب فرقت
ای واسطی امید سحر ہم نہین رکھتے

وہان عتاب یہان خاطر انتشار مین ہی
جنون کا جوش بھی مجھے موسم بہار مین ہے

تمام بحث وہ تیری چشم پرخمار مین ہے
مقام فتنہ تیرے زلف تابدار مین ہے

وقار کیا میری دلکا نگاہ یار مین ہے
یہ کس شمار مین ہے اور کس قطار مین ہے

اوگی ہی بعد فنا خاک گور سے نرگس
ہنوز طالب دیدار انتظار مین ہے

نپوچهه حال غم هجر یار مین همدم
مکان مین هم هین که مرده کوئی مزار مین هے

کهو که اپنے مریضون کی کچهه تمهین هی خبر
کوئی هی عالم غشیمین کوئی بخار مین هے

دو نیم دل هین هزارون خیال ابرو مین
یه کاٹ کب کسی شمشیر آبدار مین هے

تمهارے هونٹهو نکے مسی مین پانکی سرخے
زیاده تر شفق شام سے بهار مین هے

خیال زلف پریشان کبهی نهین جاتا
کمال خاطر شوریده انتشار مین هے

نه منع کر مجهے رونی سے دیکهه اے ناصح
عنان گریه کب انسان کی اختیار مین هے

چمن چمن هین گل داغ میری سینے مین
جو اسمین هے وه کهان سیر لاله زار مین هے

هوا هون خاک جو الفت مین نازنینون کے
شمیم گل کے نزاکت میری غبار مین هے

فراق یار مین الواسطی جو زنده هین
سبب یه هی که نهین موت اختیار مین هے

خط نکلنے پر بهی هی حسن رخ یار وهی
موسم دے مین هی شادابی گلزار وهی

گرچه سو بار هوئے دید رخ یار نصیب
اپنی آنکهون کو هے پر حسرت دیدار وهی

لاکهه تعلیم کسے لاکهه کوئی سمجهائے
چال اوسکی هی وهی خود وهی کردار وهی

اپنی مشتاق سے تو آج جو کرتا هی سلوک
پیش آئیگا کیدن سبهی اے یار وهی

اوس سوا غیر سے رکهنا هے توقع بیجا
سب کا هنگام مصیبت هے مددگار وهی

ترک کرونگا نهین تیری جفاؤن سے وفا
جو کها منه سے کرون گا مین گنهگار وهی

گلشن حسن حسینان کو خزانسے کیا کام
نرگس چشم وهی هے گل رخسار وهی

مین تو انجام کو ڈرتا هون خدا خیر کرے
دل وهی درد وهی عهد وهی یار وهی

کسطرح اوس سے کرون قطع محبت ناصح
ابتلک حسن وهی عشق وهی یار وهی

کل تلک مسجد جامع مین جو تها پیش امام
آج هے معتقد حضرت خمار وهی

خاک جل جل کی هوئی واثق مجنون نسرا
ابتلک عشق کی هے گرمی بازار وهی

واسطی قائل کثرت ہین جو یہ کہتے ہین
گل وہی خار وہے نور وہی نار وہی

زاہدون کو اندنون جو دعوی توحید ہے
حال تو ظاہر ہے لیکن ظاہری تقلید ہے

سوچتا ہون گہر مین بیٹہون یا بیابانین پہرون
وہ تقاضا عقل کا وحشت کی یہ تاکید ہے

سنجتے دوران ہی لازم ہو اہل اتحاد
جس جگہہ دو حرف مدغم ہین وہان تشدید ہے

شیعہ وسنی وہندو ومسلمان مین خلاف
ایک کو مد نظر یہان ایک کے تردید ہے

گرم جوشی سے زمانی کی ہوے بیمار ہم
سرد مہری اسکے اپنی واسطے تبرید ہے

منزل مقصود تک آخر پہونچ جائینگے ہم
رہنما اپنا اگر اللہ کے تائید ہے

شکل آئینہ سراپا چشم ہی اپنا بدن
ماہ رخسارون کا ایسا اشتیاق دید ہے

ہمکو اس عشق مجازی سی حقیقی ہے مراد
اصل مطلب وہ قصیدی کا ہی یہ تمہید ہے

ماہ نو شمشیر قاتل کا جو آیا ہے نظر
قتل کی شب شام سی قربانیون عید ہے

واسطی اب تو گذرتی ہی تری اوقات خوب
رات دن تکبیر ہے تسبیح ہی تمہید ہے

سیر عالم جوش مستی مین کرون امید ہے
ساغر می مجہکو ساقی ساغر جمشید ہے

عرصۂ آفاق مین چشم بصیرت چاہیے
ذرہ می ذرے سے نمایان جلوۂ خورشید ہے

ہی مگر شمشیر تیرے چشمۂ آب بقا
جو ترا کشتہ ہے قاتل زندۂ جاوید ہے

اسی فلک بزم غنا سے قید خانہ کم نہین
نالۂ زنجیر مجہکو نغمۂ ناہید ہے

بہولتا پہلتا نہین یہ آئی ہی کیسی بہار
سرو ہے اپنا درخت آرزو یا بید ہے

کہہ اگر کہتا تو ہوتا سبب افشار غیب
کوئی کیا جانی جو میری خامشی مین بھید ہے

واسطی غربال تیر وسنی ہوا اپنا بدن
ہر جگہہ سوراخ ہے سر ایک جا اک چھید ہے

محیط دہر میں کب بے رو ملک فنا ٹھہرے
حباب آسا کوئی ساعت جو ٹھہرے بھی تو کیا ٹھہرے

مشام جان معطر ہے دل مضطر ذرا ٹھہرے
نسیم یار لائی ہی تو کو بیدم صبا ٹھہرے

کوئی کیا امتحان یار میں میری سوا ٹھہرے
جو ہو ثابت قدم اوسکا قدم ہر دو وفا ٹھہرے

جو بوسہ مانگتے ہیں ہم تو وہ کہتے ہیں پھر یا نگو
خدا کی شان ہی عاشق نہ ٹھہری ہم گدا ٹھہرے

تہ سر نخل کانٹے فرش ہیں صحرا وحشت میں
کوئی بیٹھی تو کیا بیٹھے کوئی ٹھہرے تو کیا ٹھہرے

بہار ہی استخوانوں تک جو پہونچا ہی تو جلد کیا
سگ محبوب بھی آئی ذرا کہد وہما ٹھہرے

سیہ خانہ میں اپنی ہیں جو دم دیکر اونہیں لایا
کہا کچھ دم اولجھتا ہی یہاں میری بلا ٹھہرے

بجا ہی بیقراری سینہ پر سوز میں دل کو
ہر چمبر بہلا سیماب آتش دیدہ کیا ٹھہرے

کہا یہ سا تھیو لیسی ہم جو پوچھی اوسکی گو چھین
ٹھہرتی ہیں نہیں ہمتو ٹھہری کوئی پا ٹھہرے

دل عدم شکستہ ہیں تو دور چرخ گردانی
پسین کا ہیکو یہ دانی اگر یہ آسیا ٹھہرے

عجب دور فلک ہی واہ کیا اولٹا زمانہ ٹھہرے
ہوئی بیگانی اپنی آشنا ناآشنا ٹھہرے

صفا ہی اسقدر پائی نگہ اسپہ پھسلتا ہی
کسیکے آنکھ تیری چہرۂ روشن پہ کیا ٹھہرے

دل مردہ جلایا اوسکے آنکھوں کی اشارو نے
فرنگی میری حق میں عیسی معجز نما ٹھہرے

مری کشتی کو خوف غرق ہی بحر محبت میں
خداوندا ہیں موجیں قہر کی کچھ تو ہوا ٹھہرے

عبادت بی حضور قلب کیا کام آئی آزاہد
بنا جسکی نہو مضبوط وہ تعمیر کیا ٹھہرے

کبھی مشک ختن کہتا نہیں اوس زلف مشکین کو
یہی اندیشہ ہی ایسا نہو کوئی خطا ٹھہرے

ملے آرام کیونکر ساکنان ملک ہستی کو
نہیں ممکن کہیں عمر رواں کا قافلا ٹھہرے

سر و گردن میں جھگڑا ہو رہا ہی دیر سی قاتل
پڑی خنجر جو تیرا درمیان تو فیصلا ٹھہرے

بھی ای واسطی جو ماتم شبیر میں آنسو
وہ موتی روز بازار قیامت بی بہا ٹھہری

اب وہ آنی ہیں جو دم بھر بھی توقف کرتی
ہاتھ ملتی مرے ماتم میں تاسف کرتے

قدر ان سیم تنوں کو جو ذرا بھی ہوتی — نقد دل کو مرے بیجا نہ تصرف کرتے

دوسرے روز ملاقات کے عرفہ ہوتا — جا کے اوس ترک سی پیدا جو تعارف کرتے

تری کوچہ میں اگر انکے رسائی ہوتی — پھر نہ پھرتے مہ و خورشید توقف کرتے

دھیان دلمیں جو جہان گذران کا ہوتا — فوت مطلب پہ کبھی ہم نہ تاسف کرتے

سہل تھا راز محبت کا نہ افشا ایدل — قطع کرتا وہ زبان کو جو ذرا اف کرتے

خانۂ دلمیں غم دوست جو کرتا تکلیف — ہم بھی سامان ضیافت میں تکلف کرتے

اے پریچہرہ اگر زندہ سلیمان ہوتے — تیری فرمان سے سر مو نہ تخلف کرتے

فقر میں ہمت مردانہ خدا نے بخشے — زال دنیا جو نظر آتے ہیں تف کرتے

عاشقوں پہ تمہیں بیداد گر دلازم تھا — لطف و اشفاق و عنایات و تلطف کرتے

لوگ عاشق جو حسینوں کا سمجھتے دم نزع — ختم یسین کی جگہہ سورۂ یوسف کرتے

واسطی آپکے دلمیں جو ہوتا کچھ درد — ہو کے بیتاب نہ اسطرح سی اف اف کرتے

جو خال گوشہ ابروی یار دیکھین گے — نیا ستارۂ دنبالہ دار دیکھین گے

تمام عمر رہ انتظار دیکھین گے — کبھی تو تجھکو ہم ای شہسوار دیکھین گے

تمہارے آئینہ رخ پہ خط جو نکلے گا — حلب کو دیکھ کے ہم سبزوار دیکھین گے

کہیں گے پھر نہ کبھی لالہ زار کی گلگشت — جو آپ میرا دل داغدار دیکھین گے

نگاہ کب رخ خورشید پر ٹھہرتی ہے — نظر نہ آئین گی وہ ہم ہزار دیکھین گے

تمام ہو گا کسیدن نہ وعدۂ فردا — کہان امید کہ رخسار یار دیکھین گے

جھڑک کی اشک کا پانی مٹائینگے اوسکو — ذرا جو دل میں کسیکے غبار دیکھین گے

شہید ناز کا ملجائے گا پتا انکو — گلے میں اپنی جو تازہ مزار دیکھین گے

سفر میں سایۂ دیوار یار آئے گا یاد — کبھی اگر شجر سایہ دار دیکھین گے

خوشی ہی نزع کی ہمکو تو واسطی اتنے
چلے گا چہرہ دم احتضار دیکھین گے

شراب پیتی ہے رنج خمار دیکھین گے — چمن کی پھول تو اندای خار دیکھین گے
جو تیری بزم کو ای گلعذار دیکھین گے — وہ زندگی مین جنان کی بہار دیکھین گے
جو دید یار مین حائل ہی زیست کا پردہ — ہم اپنا جامہ ہستی اوتار دیکھین گے
رفو گرون گا جگر چاک چاک ہوگا ضرور — جو پیرہن کو میرے تار تار دیکھین گے
امان تشنگی غم سے ہے مرگ بھی دشوار — لحد مین جا کی عذاب فشار دیکھین گے
یہ رشک ہوگا کہ کہائین گی داغ سر تا پا — گلے مین اوسکی جو پہولون کا ہار دیکھین گے
تمہاری آنکھ کا سودا پہر اٹھے گا در در — ہمیشہ گردش لیل و نہار دیکھین گے
پہرینگے دشت جنون مین جو صورت مجنون — جمال لیلی محمل سوار دیکھین گے
اون ابرون کا تصور بندھا ہی شام سے آج — یقین ہی خواب مین ہم ذوالفقار دیکھین گے
جو پہونچے یار کی گہر تک کرین گے دلمین جگہ — نہین ہین طفل کہ نقش و نگار دیکھین گے
نہین زمانہ باطل مین حق شناس کے قدر — جو حق کہین گے وہ آخر کو دار دیکھین گے
جواب گور غریبان سے کسکو ملتا ہے — یقین نہو گا تو اونکو پکار دیکھین گے

قریب طبع ہے دیوان واسطی اپنا
اوچھل پڑین گے جو اہل دیار دیکھین گے

خیال اوس شک لیلی کا یہان ہمراہی دل کے — نہین مجنون کہ ڈر جائین ہمیں پہیرو محمل کے
رہی حسرت دم بسمل نہ نکلے حوصلے دل کے — جو ہوتا دسترس تو چوم لیتی ہاتھ قاتل کے
نہ دیکھا تماشا رقص مین اوس ماہ کامل کے — یہ رنگ ہالہ مہتاب سے جاتی ہین محفل کے
صدا یہ دیتی ہین ابتک فرشتے چاہ بابل کے — لبشر عاشق نہون یارب کبھی زہرہ شمائل کے
یہ وحشت تھی تہ خنجر کہ میرا ہاتھ پڑتا تھا — کبھی اپنی گریبان پر کبھی دامان پہ قاتل کے

بشر کیا جانور کیا سب ہین طالب حسن یکتا کے
تری بلبل ہین ہم اے گل پتنگی شمع محفل کے

چڑھایا زیست کی جگہ ایسی مجھکو عشق ابرو نے
رہی احسان مری گردن پہ کیا کیا تیغ قاتل کے

پہونچ جائینگے ہم بھی کعبۂ مقصود تک اک دن
سر منزل پہونچ رہتی ہین ہٹ کے جو منزل کے

زبان سے اپنی وحشت مین نالیلی نکلتا ہے
نہین مانند مجنون پھرتی ہین مشتاق محمل کے

یہ وہ روزن ہین جنسے سیر ہم عالم کی دیکھینگے
کرینگے گرد غم کیا بند رخنے خانۂ دل کے

بجا روی صبیح یار پر ہی خال کا ہونا
حفاظت ہوتی ہی کافور کی ہمراہ فلفل کے

جو لکھا وصف اوسمین ہمنے تیری زلف پیچان کا
پریشان ہوگئی اوراق سب مجموعۂ دل کے

نہ سمجھے کب کٹی گردن سمجھ جان کب نکلی
بوقت ذبح ایسی محو تھی ہم تری قاتل کے

تری چہلو نسی حلقہ حلقہ گل کھائی ہین اعضا
ہماری عضو تن پابند ہین گویا سلاسل کے

ہی واجب سجدۂ محراب ابروے بتان ہمکو
عبادت سے ہوا کرتی ہین دشمن آپنی دل کے

عذاب گور سے دی مخلصی اے واسطی ہمکو
علی مشکلکشا ہی کام آئی وقت مشکل کے

نہین ممکن جو بیٹھین چار دن آپسمین ہل ملکے
بشر پتلے ہین آتش کی ہوا کی آب کی گل کی

چمن مین ہر سحر گل کسقدر ہنستی ہین کھل کھل کے
نہین پروا کہ دل صد چاک ہوتی ہین عنادل کی

چھپائینگے جو آئین جلوی اوس لیلی شمائل کے
ہماری آنکھ کی پردی نہین کم پردۂ محمل کی

مقدر مین لکھی ہی جانکنی اس نیم بسمل کے
رگ گردن کٹی کیا کانپتے ہین ہاتھ قاتل کی

وہان گانا بجانا ناچنا ہی ساز عشرت ہی
یہان گھنگرو گلی مین بولتا ہی نیم بسمل کی

سمجھکر چشم عاشق اوسنی اپنی آرسی توڑے
خدا حافظ بچین گی کسطرح سے آئینی دل کی

ادا و ناز و شوخی و شرارت عشوہ و غمزہ
ہمین تو مار ڈالا ہی انہین دو چار مل کی

بوقت ذبح ایسی لذت دیدار پائی ہے
خدا ہر روز سر دیتا تو کرتے نذر قاتل کی

کشاکش مثل ارہ ہی نفس کی آمد و شد مین
ہوئی ہین زخم تاری سینۂ مجروح چہل چہل کے

نہین ممکن وہ دیر ہو تو وہان تنگ کرے ہمکو
کہ مسلک کب سمجھ ہوتا ہی گھبرانے سے سائل کے

جو اوس گلرو کی دل مین خار گذرا غیر کا آنا
بحمد اللہ ہماری آج پھوٹے آبلے دل کے

بہت پیش نظر ہین وہ نہار اشک کے خون مین
ہوتی ہین ہم بھی مالک ایک بالک سیر حاصل کے

ہوا ہی علم جب فہم رمز عشق کو اکثر
کبھی عالم سے رتبے بڑھ گئے ہین مرد جاہل کے

حجاب وصل شرم کیا کم ہین محافظ حسن عارض کے
یہ حرز جان ہین پیشانی نہین قابل حمائل کے

قدم کیا کوئی رکھے آگے پر لیکن خیال اوسکا
رہا کرتا ہی ہر دم پاس سیر آتش دل کے

رہا کرتا ہی ہر دم جگر نظارۂ مسکن کا
مری ساقی کی دم تک ہین پیاری جلسے محفل کے

بہشت ذات وصفات حق ہین نہ بہشت کر دینہ
کہ ہم سید ہر مسلمان ہین نہین لب لطائل کے

ادب کمبخت نے رخصت نہ دی روز جزا ہمکو
وہ گر نہ ڈال دیتے ہاتھ تو دامن مین قاتل کے

چمک جاتی ہی اب تقدیر کسکی واسطی دیکھیں
مقابل اوسکی لاتی ہین ہزارون آئینے دل کے

نیا اوسکی بزم مین عالم ہین اب بیتابی دل کے
دکھاتی ہی تماشہ شمع کشتہ رقص بسمل کے

کھنچا جاتا ہی دل کیا کیا اثر ہی عشق کامل کے
مقرر تابع فرمان ہین سب معمول عامل کے

کبھی ہنس ہنس کر ہم دو گھڑی دل خوش تو کر دینہ
رہین آباد جلسے حشر تک یاران یکدل کے

چاہیے سکہ عشق گرانمایہ کا جس جا پہ
برابر ہین وہان در یتیم اور آبلے دل کے

جو اس وعقل وصبر وہوش جتنے دوست تھے میرے
انہین سبکو نکالا گھر سے دل نے عشق مین دل کے

نہوتی زندہ جاوید میری طرح سے کیونکر
خضر بھی کشتہ ہین تیغ نگاہ ناز قاتل کے

جلین کیونکر نہ غیرت سے جو اوسکی بزم سے ہمکو
نکالین صورت شمع سحر ارباب محفل کے

کدورت کیون نہو روح روانکو جسم خاکی سے
قدم کیچڑ سے بھر جاتی ہین اکثر رہرو گل کے

رہیگا خانہ پرور نبض کی صورت روان گھر مین
کہ پا ہی خواب آلودہ کہان قابل ہی منزل کے

بہا ہی خون کی دیگا گواہی کون محشر مین
دہان زخم دم مین آگئی ہین تیغ قاتل کے

نظر آیا ہمین روی حقیقت تب یہ سمجھی ہم
مجازی عشق مین جو یا تھی ہم نقش باطل کے

برنگ رشتہ تسبیح ہو ہموار تو کوٹے
کہ حل ہو جاتے ہین دم مین جو سو عقدے ہون مشکل کے

فرشتو نسی بہی پاک ڈالین گی قصہ اپنی وحشت کا
ذرا دم مین و م آجای تہکے ماندی ہین منزل کے

تہاری باغ کی دیکہین بہو بجی باغ جنت مین
پشیمانی ہوئی کیا کیا نہ ہمکو حور سی مل کے

نکلنا بحر الفت سے شناور کو نہین اچھا
کہ مٹ جاتی ہین موجین پاس جب جاتی ہین ساحل کے

ضیا سر ایک اوس ہی حسب استعداد دیتا ہی
منور جسکے رخ سی ہین ہزارون آئینی دل کے

بہلا انجم مضامین کیون نہ چمکین چاند کی صورت
کہ ہم بہی واسطی شاگرد ہین اوستاد کامل کے

محبت مین ہو گا اثر ہوتے ہوتے
ثمر لائے گا یہہ شجر ہوتے ہوتے

اجل آکے دے گی نہ دم بہر کی مہلت
مسیحا کو ہووے گی خبر ہوتے ہوتے

بچا کون یارون مین تیغ قضا سے
چہنا سینہ اپنا سپر ہوتے ہوتے

یہہ صبح شب وصل ڈالون گا جہگڑی
کہ جاینگے وہ دوپہر ہوتے ہوتے

خرابی سے الفت مین گہبرانہ اے دل
دل یار مین ہو گا گہر ہوتے ہوتے

اگر آبرو ہے تو دولت بہے ہوگے
کہ ہوتا ہے قطرہ گہر ہوتے ہوتے

چلا شام سے رات بہر جو مسافر
وہ منزل پہ پہونچا سحر ہوتے ہوتے

لگائین غضب یاد ابروے تیغین
ہوا قیمہ ٹکڑے جگر ہوتے ہوتے

تیرے غم مین ہی کیا یہ پیر فلک بہی
ہوا حلقہ دوہرے کمر ہوتے ہوتے

بہت دور ہے میری گہر سے در اوسکا
گذر جائیگا دن گذر ہوتے ہوتے

جو دل کی تڑپ ہجر کی شب یہی ہے
قیامت کری گی سحر ہوتے ہوتے

مزہ وصل کا تمکو ہوتا ہی حاصل
جیو گے اگر دن بسر ہوتے ہوتے

کیا واسطی یار نے شب کا وعدہ
نہ دو جان اب نوحہ گر ہوتے ہوتے

یہ نہ ٹھہریگا جو ہم تا لامکان لیجائینگے
اس دلِ وحشی کو پھر دیکھین کہان لیجائینگے

جب سمند شوق کو آتش عنان لیجائینگے
برق کا اہلِ نظر پھر گمان لیجائینگے

گو رہین ساتھہ اپنی داغِ دلستان لیجائینگے
بی تکلف حاصلِ کون و مکان لیجائینگے

اور کیا دنیا سی تیری خستہ جان لیجائینگے
سینہ بریان آہ سوزان دل طپان لیجائینگے

مرتے مرتے چاک دل اپنا یہان لیجائینگے
مثل خرما ہم شگافِ استخوان لیجائینگے

دیدۂ حیران کریگا آپ عرض آرزو
سر پہ ہم کیون بار احسانِ زبان لیجائینگے

رشتہ جان سی لحد کا ناپنا منظور ہے
ہاتھہ اس حیلے سی تا موئی میان لیجائینگے

جمع اعمال حسن کی فکر آزادون کو کیا
کیا یہان لائی تہی جو ہم پھر وہان لیجائینگے

پڑ گئی جسپر جو اوس خورشید طلعت کی نظر
چاند کا سب میری داغون پر گمان لیجائینگے

فصل گل مین چار دن ہہی وہ مجہکو باغبان
ہم خزانین خود اوٹھا کر آشیان لیجائینگے

گر فرشتی آئی ہین لینی تو اتنا پوچھہ لو
کے گھر لیجائینگی کے کیہان یہ لیجائینگے

جائینگی ہم چشم پوشیدہ مکانِ یار مین
حسرتِ دیدار در پردہ نہان لیجائینگے

ہمکو ایدل دیکھنا ہی ایکدن تیرا جگر
کوچۂ قاتل مین بہر امتحان لیجائینگے

ہم فرشتون کی سینگی بات کب ای ناصحو
گر لحد مین بہی ہی شغل فغان لیجائینگے

جسم سارا لاغری سی مٹتے مٹتے مٹ گیا
روح کو رکھین گے ہم کس جا کہان لیجائینگے

روز محشر ظلمت عصیان نظر آوینگے کیا
ساتھہ اپنی ہم جو آہون کا دہوان لیجائینگے

کیا رسائی ہوگی مشکل ہمکو بام یار تک
ساتھہ ہم آہ رسا کے نردبان لیجائینگے

رنج و غم کے آمد و شد گر یہی دلمین رہے
جان میری ایکدن یہ میہمان لیجائینگے

ظاہری سامان شوکت گر نہین ہی وقت کوچ
لشکر غم کو جلو مین ہمعنان لیجائینگے

دینگے کیا دادِ سخن ای واسطی نا فہم لوگ
شوق سی اشعار تیری قدردان لیجائینگے

عجب کیا ہی جو عاقل گردش ایام مین آئے
کہ دانہ دیکھکر آدم سی دانا دام مین آئے

عدم سی ہم عبث اس دہر نافرجام مین آئے
چھٹا گلزار راحت کشمکش کی دام مین آئے

ملال و رنج کا ہی سامنا ناچار الفت مین
خیال آتا ہی دیکھین بہتش کیا انجام مین آئے

برنگ ریگ مردم آسمان ہی شیشۂ ساعت
قدم کیونکر کسی کا خانۂ آرام مین آئے

یہ نازک ہی جو انگشت نظر کا ہی اشارہ
نظر خط کبود اوسکے لطیف اندام مین آئے

رہی محفوظ میری استخوان برباد ہونی سے
سگ جانان نی کہائی یا ہما کی کام مین آئے

یہ پہیلا نور وحدت عالم کثرت ہوا پیدا
مقام خاص سی جسدن شہ بار عام مین آئے

علاقہ کیا ہی مقصد سی کہ مین ہون عاشق صادق
ہوس کیا ذکر ہو میری دل ناکام مین آئے

نہین ممکن تصور اوسکا میری لب سی ہٹ جائے
جدا کس طرح سے ہو حرف جو ادغام مین آئے

صفت پردہ نشینون کی مناسب ہی دبی پردہ
سخن لب پر جو آئی صنعت ابہام مین آئے

پہنسا کر مرغ دلکو زلف مین ہنسکر یہ فرمایا
بہت اڑتی پہری اب تو ہماری دام مین آئے

نہ یہان خوف ملامت ہی یہان نہ بیم نصیحت سے
لحد مین آئی کیا ہم خانۂ آرام مین آئے

محبت مین بتون کی صرف نقد جان غنیمت ہے
وہ مال اچہا ہی جو خلق خدا کی کام مین آئے

بہلا بی درک کامل کب کسیکی آنکھ کہلتی ہے
بصارت کحل سے کیا دیدۂ بادام مین آئے

شراب عشق پیکر خام طبعونکی یہ حالت ہے
کہ جیسے بادۂ گلگون سبوئی خام مین آئے

نہین نام آورون کو غم زوال جاہ و دولت سے
نگین سکے ٹوٹنی سی نقص کیونکر نام مین آئے

محبت اندنون ہی واسطی مصحف غدار سے
بحمد اللہ نکل کر کفر سے اسلام مین آئے

باعث وحشت میری پاؤن کے آہٹ ہو گئے
جاگ اوٹہا وہ جھنجھوبیوجہ کھٹ پٹ ہو گئے

زلف شبگون سی جو پہونچی روئے انور پر نگاہ
مین یہ سمجہا رات گذری صبح جھٹ پٹ ہو گئے

یون نچایا تارک کی گردن پر میری خنجر کہینچے
صاف ظاہر اس سے قاتل کی کاوٹ ہو گئے

ملک حسن اوسکو ملا اور ہمکو کشور عشق کا
اب ہمارا کیا اجارہ جبکہ کہیوٹ ہو گئے

وہ جھڑکتا ہے رہا اور شانہ مین کر تار ہا
کشمکش مین مفت اوس بلی خوری جھنجھٹ ہو گئے

ہی کدورت دلمین اوسکے کیا کرین اب ہر ہا
جو می ہیذر دتھے ساغر مین تلچھٹ ہو گئے

مبتلا ہون وشت گردمین عجب کہراک ہے
راگ کیا کیا لائی وحشت گنیشی کہنٹ ہو گئے

رات کو سویا جو مین یاد رخ گلفام مین
چارپائی میری پہولون کا چھپر کھٹ ہو گئے

جب لب لعلین پہ اوسکی عکس کا گل کا پڑا
پان کی سرخی پہ مسّے کی اوداہٹ ہو گئے

مشق خط نی واسطی کیا حسن خط پیدا کیا
سطر جو ہمنے لکھے اوس زلف کی لٹ ہو گئے

متفرقات

دید رخ تو باعث حیرانی نظر
زلف شکستہ وجہ پریشانی نظر

بہر نماز عید روی چون بعیدگاہ
گرد دہزار دل شدہ قربانی نظر

ازبس کہ شد بکعبۂ روی تو سرنگون
پیداست داغ سجدہ بہ پیشانی نظر

درجلوہ گاہ حسن تو بردار می کشند
آئینہ را بجرم پریشانی نظر

نگذاشتہ ست در دو جہان ہیچ زندہ
تیر نگاہ و تیغ صفاہانی نظر

ای واسطی فتادہ مرا بیاض چشم
تا حک شدہ ست مصرع لاثانی نظر

چہ زیبا نرگس مستانہ دارے
شراب طرفہ در پیمانہ دارے

شدی تا آشنای دیدۂ من
مرا از خویشتن بیگانہ دارے

نہادی پای در بزم رقیبان
سرت گردم سرِ باما ندارے

بہ گیسو بستۂ دلہای عشاق
بیک زنجیر صد دیوانہ دارے

بنیشان نقد دل را در رہ او
دلا گر ہمت مردانہ دارے

جدا اے بت نگردے از دل من
حرم کعبه را بتخانه دارے

به تیغ غمزه کشتی عالمے را
همانا شیوهٔ ترکانه دارے

ز دست این آتش شوقت که در دل
که سوز اے شمع چون پروانه دارے

ز صاد چشم از طغرا اے ابرو
فرین حسن را پروانه دارے

ندارد هیچ پیمان استوارے
بجز پیمان که با پیمانه دارے

ببالیش سر بنه ای زلف چون من
سرے گر با سر جانانه دارے

چه دیدی واسطی از چشم مستش
که هر دم نالهٔ مستانه دارے

کی روم پیش شفیقِ لطف فرماے دگر
خبر درت چشم کشایش نیست از جاے دگر

میکشد سر هر دم از خاطر تمناے دگر
دل بجاے دیگرست و چشم من جاے دگر

انتظارم تا قیامت میکشد آخر که او
میگذارد وعدهٔ فرد الفردائے دگر

میدهد آن ماه سیما گر چنین داغِ فراق
میکنم من هم تلاشِ ماه سیمائے دگر

برد خضر شوق دل تا منزلِ مقصد مرا
سایه آسا قطع این کردم از پائے دگر

خار در پا مثلِ شمع و همچو برق آتش قدم
چون من سرگشته نبود دشت پیمائے دگر

چشمهٔ چشمِ تر ما را بچشمِ کم مبین
جوش شد از هر قطرهٔ این بحر دریائے دگر

رفتی از میخانه و از بے قراریها فتاد
جام بر جامِ دگر مینا بمینائے دگر

نیستم مجنون که در یک دشت مانم خاک بر
میروم هر دم ز صحرا الی الصحرائے دگر

حیرتِ چشم بجا باشد که شکلِ آئینه
در تماشاے رخش که هر دم تماشائے دگر

منکه اعجاز مسیحا دیدم از لعل لبش
کی شوم قائل به اعجازِ مسیحائے دگر

گو هلال اے بدر گر دیدی مشو غره که هست
مثل تو هر آستانش صد جبین سائے دگر

گاه عناب لبش بوسید و گه سیب ذقن
هر دم از خاصے دلِ من بخت سودائے دگر

حق سپاس برزق بی منت نسازم واسطی
از کباب ومی که دارم من وسلوای دگر

مخمس بر غزل حضرت شیخ سعد خیرآبادی قدس سرہ العزیز

ازل سی گرچہ حسن وعشق مین تہا ارتباط باہم
ولیکن حسن کو قصد تماشا تہا نہ کچہ جبدم
نہ عالم کا مرقع تہا نہ تہا تصویر کا عالم
نشان بر تختہ ہستی نبود از عالم وآدم
کہ دل در مکتب عشق از تمنای تو می زدم

وہ گلدر واب سمایا ہی رگ جانمین برنگ بو
خودی کا تہا جو پردہ بیچ مین وہ ہو گیا یکسو
نکالا بیخودی نے اوس سی ملنی کا نیا پہلو
برو ای عقل نامحرم کہ امشب با خیال او
چنان خوش خلوتی دارم کہ من ہم نیستم محرم

وہ میکش ہون نہین کہتا ہون کچہ پروای جام جم
جو شیشہ ہی دل پرخون تو ساغر دیدۂ پرنم
نیا عالم سی میری بزم عشرت کا ہی کچہ عالم
کہ دار دا ہچنین عیشی کہ در عشق تو من دارم
شرابم خون کبابم دل ندیمم درد نقلم غم

ہوئی تہی سعد پر واسطی حالت عجب طاری
کہ تہی دل لذتیش ا در سینی مین صد ہا زخم تہی کاری
سنا ہی مینی فرماتے تہے با صد گریہ وزاری
اگر پرسند سعد از عشق او حاصل چہ داری
ملامت ہای گوناگون جراحتہای بے مرہم

مخمس بر غزل تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان بہادر متخلص باسیر

عاشق زار نے فرقت مین یہ ایذا دیکھے
دل نے ہر دمی کی روش شکل تمنا دیکھے
پیچ کہو آلی ہو کیا لوگون کی دکہا دیکھے
نبض ہمبار چوا سے رشک مسیحا دیکھے
آج کیا آپ جاتی ہو لے دنیا دیکھے

وہم سان قاف سی تا قاف سبک سیر رہے
کبھی مشرق مین دور آئے کبھی مغرب مین رہے
حال نیرنگ عالم کوئی پوچھے ہمسے
ہر جگہہ وضع نئی چال سنے لوگ سنے

ہمتو جس شہر مین پہونچی نئی دنیا دیکھے

کوئی آئین نہین ہے کوئی دستور نہین
کون کہتا ہے وہان جانے کا مقدور نہین
اسلیے شہر مین رہنا ہمین منظور نہین
سب چلی جاتی ہین کچھ ملک عدم دور نہین
دیکھنا ہم بھی پہونچ جاتی ہین دیکھا دیکھی

فرش سبزہ کا کہین سایۂ سنبل ہے کہین
سر و رعنا ہے کہین قمریون کا غل ہی کہین
نہر کا دور تو موجون کا تسلسل ہی کہین
خندۂ گل ہی کہین نالۂ بلبل ہے کہین
سیر اس گلشن ایجاد مین کیا کیا دیکھے

برہمن مست مسلمان ہے ہر اک تشنہ دہان
جای عبرت ہی حقیقت مین خرابات جہان
واہ ای دور فلک عقل یہان ہی حیران
ہم تو پیاسے رہین جی غیر کو دی پیر مغان
اولٹی اس شہر مین بہتی ہوی گنگا دیکھے

عشوہ و ناز کی کھایا کیے ہم اکثر چوٹ
جبسے پیدا ہوی دنیا مین ہی یہ سر چوٹ
سنگ کی چوٹ سے بھی بڑھ کی اوٹھا ہر چوٹ
عشقبازی کی یہ خو ہی کہ لگی دل پر چوٹ
چلتے پھرتے جو کوئی صورت زیبا دیکھے

وار تیرون کی ہون پہلو پہ جگر پر اوبٹ
محو سو جان سے رہین حسن بشر پر اوبٹ
زخم تلوار کے سینے کے سپر پر اوبٹ
دین برباد کرین ایک نظر پر اوبٹ
ایسی نادان نہین ہمنے بھی ہی دنیا دیکھے

وہ نہ خورشید جہان تاب ہے نہ بدر منیر
واسطی خوب یہ اوستاد کو سوجھی تدبیر
چشم ظاہر سی ہی سو پردے مین مخفی تنویر
دیدۂ دل سے نظر کی رخ روشن پہ اسیر
چشم موسی سے صفائی ید بیضا دیکھے

ولہ

خلق و اشفاق و کرم لطف و عنایات نہین
لب پہ گالی کے سوا اور کوئی بات نہین

ایسی ذلت تو گوارا ہمین دن رات نہین
نہ سہی تمکو جو منظور ملاقات نہین

کعبہ گھر آپ کا ای قبلۂ حاجات نہین

چاہتا ہون کہ ترے دل مین ہو پیدا مرا گھر
ظاہری ربط سے کیا فائدہ ای رشک قمر
ایک صورت ہو صفائی کی ادہر اور ادہر
شکل آئینہ بے زنگ مین آتی ہی نظر

صاف جبتک نہو دل لطف ملاقات نہین

کج ادائی جو یہی ہی تو نہ غم کھاؤن گا
نہ رہونگا مین تو جب نہ اگر پاؤن گا
تاب اس رنجش بیہودہ کی کب لاؤن گا
پھیر کر منہ کو نہ بیٹھو ابھی اوٹھ جاؤن گا

دور کعبہ بہت ای اہل خرابات نہین

ہے عبث مانع گلگشت نکر ہمکو ملول
ہے بہار آج خزان کل ہی یہ قصہ نہین طول
بوی نخوت سے فقط رنگ ندامت ہی حصول
باغبان خوبی گلزار پہ اتنا بہی نہ پھول

کشف گل مین نہین غنچون مین کرامات نہین

فرقت یار مین ہی داغ سے بدتر گل تر
دے نہ ترغیب مجھے سیر کی ای باد سحر
نخل ماتم مرے نزدیک ہی ہر ایک شجر
پاؤن کسطرح سے رکھون روش گلشن پر

ہاتھ اوس گل کا مرے ہاتھ مین ہیہات نہین

کہو غافل سے فلک سر پہ مصیبت لایا
سخت ہی راہ عدم چاہیے کچھ سرمایا
عمر غفلت مین تری کٹ گئی دہوکا کھایا
دن جوانی کے گئے موسم پیری آیا

کہول آنکھین کہ عیان صبح ہوئی رات نہین

سخت غربت مین ہمین لائی ہین اول اول
ہم تو شاعر ہین ہمارا ہی یہی حسن عمل
تنگدستی سے حواس اپنے ہین اب مختل
بہر یاران وطن بھیجیے لکھ لکھ کے غزل

اس سے بہتر کوئی تحفہ کوئی سوغات نہین

جب سے رکھا ہی رہ مہر و محبت مین قدم
دین و ایمان کا نہین ہوش بجز یاد صنم

راست کہتے ہین سر عشق کی کھاتی ہین قسم | زاہد و معتکف کعبۂ ابرو ہین ہم

زیر محراب حرم شوق مناجات تھین

دونون آنکھین ہین غضب روز مری اشک فشان
چاہیے شکر کرین سب ہمہ تن ہو کے زبان
یہ تو بھادون ہے وہ ساون ہے نہ شک ہے نہ گمان
ساقیا بادہ کشون پر ہے ہمارا احسان

بارش اشک سے کس فصل مین برسات نہین

ایکدل ہے اسے دو کعبہ ابرو مین جگہہ
ایکدل ہے اسے دو جوشن بازو مین جگہہ
ایکدل ہے اسے دو تکیہ پہلو مین جگہہ
ایکدل ہے اسے دو کوچہ گیسو مین جگہہ

دو نہین تین نہین پانچ نہین سات تھین

صاف ہوتے نہین ہم تمسے ہزارون ہین گلے
دیکھیے دیتے ہین گنجینے فقیرونکو ملوک
دل دیا تمکو حقیقت مین ہوئی ہمسے چوک
اور رکھے تمسے نہین چاہتے عشاق سلوک

کیجیے بوسہ عنایت یہ بڑی بات تھین

انکر اثبات دہن سے تمھین بیکار اسیر
واسطی کی بہی رہے یاد یہ گفتار اسیر
بات یہ سارے زمانے پہ ہے اظہار اسیر
صاف ظاہر ہے سخن سے دہن یار اسیر

یہ وہ دعوے ہے جسے حاجت اثبات نہین

تخمیس بر غزل حاجی الحرمین الشریفین منشی امداد حسین فرخ آبادی متخلص بہ صفیر

صفت لکھنا ہے مشکل اس بت بے مہر گردن کی
نہین ممکن ہے نکلے صورت تحریر گردن کی
قلم سے ہو سکتی نہین تفسیر گردن کی
کھیچ کیا مانی و بہزاد سے تصویر گردن کی

کہ شمع طور کی سے ہر دم تنویر گردن کی

نہین کیا حال کہیے ہم سے اپنے مقتل کا
یہ کیا ہے ایسا پاس ہمکو اس ستمگر کا
نہین ہے ہوش ہمکو عشق مین سر گرتے سر کا
کہا جب اپنے ہمکو امتحان کرنا ہے خنجر کا

تو ہمنے نذر قاتل سے کی یہ تقصیر گردن کی

بنایا کیا سراپا نور حق نے اپنی قدرت سے | ثریا منہ چھپائے ابر کے پردے مین خجالت سے
نہ سامنے آئے مشعل مہتاب بھی آگے ندامت سے | صراحی سر جھکائے شمع ہو خاموش حیرت سے
لکھون تعریف جسدم اے بت سیمبر گردن کی

نظارہ کیا کرے کوئی ترے حسن صباحت کا | کہ پردہ سامنے آنکھونکے پڑجاتا ہے حیرت کا
خدا کی شان ہے اے حور نقشہ تیری صورت کا | رخ پر نور مین جلوہ عیان ہے اوسکی قدرت کا
برنگ شاخ نخل طور ہے تصویر گردن کی

کہان تک صبر آئے دیکھتا ہون راہ اے قاتل | کہین جلدی ہو رشتہ عمر کا کوتاہ اے قاتل
تری آنکھین تجھے ہین خون سینہ عالم واہ اے قاتل | مجھے تیغ نگہ سے ذبح کر للہ اے قاتل
بہت مدت سے ہے مشتاق یہ شمشیر گردن کی

مصیبت مین پڑا ہون کوہ غم سر سے مرے ٹالو | چھڑائے قید ہستی سے کوئی جلاد بلوالو
محبت جسکے ساتھ ہے مین مجھے محبوبہ کو ڈالو | کرون گردنکشی اب مین تو پھانسی لف کی ڈالو
نہین اس سے زیادہ اے صنم تعزیر گردن کی

قیامت لائیگا حسن اوس بت بیباک کا اکدن | عیان ہو جائیگا حال اس دل صد چاک کا اکدن
دکھائیگی محبت مجھکو بستر خاک کا اکدن | کریگا قتل زیور اوس بت سفاک کا اکدن
چھری پھیریگی گردن پر مرے زنجیر گردن کی

کمند شوق مین نظارہ بازونکی کھنچے جب دل | زبانی پھر کی آنکھین کیون نہون دیدار کی سائل
تعالی اللہ ایسی شکل ہے نظارہ کے قابل | تری زلفونکی صورت ہے شب قدر اے مہ کامل
برنگ شمع روشن کیون نہو تصویر گردن کی

دم زینت مجھے کرتا ہے مضطر وہ بت پرفن | نہوگا اب کسی صورت سے ضبط گریہ و شیون
ہر اک زیور ہوا ہے واسطی کی جانکا دشمن | جلانے کے لیے صبر دل عشاق کا خرمن
ضفیر اک برق رخشان بنگئی زنجیر گردن کی

رباعیات

مضمون یہ مشکل سے ہوا ہے معلوم
اس ہستی فانی کا یہی ہے مفہوم
مابین ہے دو عدم کے ہستی کا وجود
خطین میں جس طرح ہو نقطہ موہوم

رباعی

یارب مری تسلیم کی عادت ہو جائے
دل میں مرے جاگزین قناعت ہو جائے
غم ہو نہ ترے غم کے سوا اور کوئی
جو رنج کہ در پیش ہو راحت ہو جائے

رباعی

عاشق میں ہوا ہوں ایک بت کا ناگاہ
کچھ کام نہیں ہے مجھکو جز نالہ و آہ
اب کفر سے مطلب ہے نہ اسلام سے کام
لاحول ولا قوۃ الا باللہ

رباعی

کام آیا نہ مال و گنج و دُرِّ شہوار
رومال و دو شالہ و قبا و دستار
دنیا سے گئے ہم تو گئے خالی ہاتھ
جو کچھ کہ کیا تھا جمع چھوڑا ناچار

رباعی

رہتا ہے یہ دھیان میرے دل میں اکثر
ہے شرک بڑا گناہ سب سے بدتر
قرآن میں اللہ یہ فرماتا ہے
لاتدع مع اللہ الٰہاً آخر

رباعی

اول جب ہے سب سے اور ورای اول
سمجھے نہیں اوسکو انبیا و مرسل
آخر کہا ہیچگون ہے بیچون ہے وہ
جب حل نہوا عقدہ مالاینحل

رباعی

گر کچھ ہو سر جاہ تجمل ہوتی
طاقت نہ ہمارے دل کو بالکل ہوتی
گرتے سو بار ضعف طالع سے ہم
تکیہ جو نہ دیوار توکل ہوتی

رباعی

ماتم کا ہے شور ناتوانی کا ہے زور
چھائی ہے گھٹا رنج و الم کی گھنگھور
جو صبح ہماری ہے وہ ہی شام فراق
جو شب ہے ہماری وہ شبِ اول گور

رباعی

جو وارد کو ہی بہت سے بے پیر ہوا
افراط نقاہت سے زمین گیر ہوا
یہ غم مین پھنسا کہ اوٹھ کے چلنا کیسا
ہر نقش قدم حلقہ زنجیر ہوا

رباعی

ہین اہل جہان غم مین گرفتار تمام
صحت مین سبھی ہین صاحب آزار تمام
جو سبزہ ہے دام ہی جو غنچہ ہے قفس
ہے خانہ صیاد یہ گلزار تمام

رباعی

جس شے کی ہو احتیاج رب دیتا ہے
جو مانگتے ہین لوگ وہ سب دیتا ہے
ہنگام طلب ندے گا ہمکو کیونکر
جو سارے جہان کو بی طلب دیتا ہے

رباعی

ہے پاس تجھے میری گوارا ساقی
اتنا بھی بچا ہے گذارا ساقی
تو جو نہین دیتا ہے اگر خیر ندے
اللہ کریم ہے ہمارا ساقی

رباعی

دیتا ہے جسے وہ کبریا دیتا ہے
بے حکم کسیکو کوئی کیا دیتا ہے
ہے دست کریم تابعِ دستِ خدا
دیتے ہین یہ منعم جو خدا دیتا ہے

رباعی

مرغانِ قفس کو دے نہ دھوکا صیاد
ان سے تجھے دشمنی ہے بیجا صیاد
آئی ہے بہار تو بتاتا ہے خزان
بے پر کے اوڑانا نہین اچھا صیاد

رباعی

جبتک کہ ہے زیست حب حیدر ہو نصیب	اور مرگ کے بعد جام کوثر ہو نصیب
ہر وقت یہ واسطی دعا ہے اپنے	محشر مین شفاعت پیمبر ہو نصیب

رباعی

ایسا ہے جو مانگنے گدائے مسکین	ہان خواہ زبان سے وہ کبھی خواہ نہین
کیون مثل تفنگ گرم ہوتا ہے بخیل	ڈرتا ہے نہ لگے آگ خزانی مین کہین

رباعی

جو کوئی فقیرون کو کرے گا خورسند	پائیگا بہشت مین وہی قصر بلند
دیتا ہے اگر تو کوہ زر دے منعم	عالی ہمت بنای پستی نہ کنند

رباعی

پھر گرم ہوئی شعر وسخن کے محفل	جانا ہو ضرور زیر تردد مین ہے دل
مشتاقون کے ساتھ معترض بھی ہین وہان	گویم مشکل وگرنہ گویم مشکل

رباعی

ای چرخ جو مجھے تو نے ستایا تو کیا	ہون خود مین مٹا ہوا مٹایا تو کیا
اک ہیزم خشک کو جلایا تو کیا	اک مشت غبار کو اوڑایا تو کیا

رباعی

دنیا کا تکلف ہمین بھاتا نہین کچھ	نظرون مین یہ سامان سماتا نہین کچھ
اس بزم مین آئینہ بنایا ہے ہمین	سب دیکھتے ہین پر نظر آتا نہین کچھ

رباعی

لغزش کی جگہہ دیکھ کے ٹل جاتا ہون	جب دام مین پھنستا ہون نکل جاتا ہون
نظرون سے جہان کی یا علی کہہ کر	ہر مرتبہ گر گر کے سنبھل جاتا ہون

رباعی

رباعی

جب تک رہا دولت نی پھنسایا مجھکو	مقصود کا جلوہ نہ دکھایا مجھکو
درویش ہوا تو معرفت حاصل کے	ویرانے مین گنج ہاتھ آیا مجھکو

رباعی

یارب یارب امیدوار آیا ہون	العفو العفو گناہگار آیا ہون
مجرم مجرم پکارتا ہے ہر مو	رحمت رحمت کہ شرمسار آیا ہون

رباعی

ای یاس ہوئی امیدواری تجھسے	ای رنج ہے ستم غمگساری تجھسے
اصرار گناہ مین ٹھکانا ہے کہان	ای شرم ہوئی تو رستگاری تجھسے

رباعی

آخر کو تھکے گناہ کرتے کرتے	عاجز ہوئے جام بادہ بھرتے بھرتے
کیون آئے سجھے ایسی زندگانی کی یہ	افسوس رہا یہ ہمکو مرتے مرتے

رباعی

دنیا کا سب انقلاب دیکھا ہمنے	نیرنگ دہ خراب دیکھا ہمنے
پر جاکے لحد مین چشم عبرت جو کھلے	معلوم ہوا کہ خواب دیکھا ہمنے

رباعی

کیا مردم دنیا مین خدا کی ہے پناہ	رہتے ہین گرفتار معاصی گمراہ
ابلیس کا کام آدمی ہو کے کرین	لاحول ولا قوہ الا باللہ

رباعی

ہے واعظ شہر بھی نہایت بدخو	رندون کو برا کہتا ہے وہ عربدہ جو
کمدو کوئی اوس سے کہ نہین منہ مین لگام	ای اشتر بے مہار بھلو بھلو

رباعی

ہین اہل جہان کی بھی نرالے دستور ۔۔۔ مرنا بھی نہین انکا تکلف سی ہے دور
دنیا سے گذر کے بھی تعلق ہے وہے ۔۔۔ تابوت کفن سدر جریرہ کافور

رباعی

پیغام طرب بہار لائے ساقے ۔۔۔ بدلے رندی سے پارسائی ساقے
بھر ساغر مے چمن مین چٹکے غنچے ۔۔۔ آواز شکست توبہ آئے ساقے

رباعی

ارباب جہان کا کچہ نرالا ہے طور ۔۔۔ ہر وقت تلوّن ہے اگر کیجیے غور
رو و پشت نہین آئنہ آسا یکسان ۔۔۔ مُنہہ پر کچہ اور بیٹھہ پیچھے کچہہ اور

تاریخ قدوم میمنت لزوم شاہزادۂ عالم پناہ ڈیوک آف ایڈنبرا صاحب بہادر دام اقبالہ کہ معرفت صاحب چیف کمشنر بہادر گذرانی گئی

آمد شہزادہ سے گلشن ہے سارا لکھنؤ ۔۔۔ سبز ہین باران رحمت سے نہال آرزو
مثل گل خندان ہے شادی سے ہر اک پیر و جوان ۔۔۔ عید ہے ملتی ہین سب بچھتی ہین باجی کو بکو
ہین جوانان چمن بھی بادۂ عشرت سی مست ۔۔۔ جھومتے ہین سرو گلشن مین کنار آبجو
جو سڑک ہی روشنی مین کہکشان سی کم نہین ۔۔۔ منزل مہتاب تابان ہین دکانین چارسو
کیا چمک ہی کیا صفائی ہے در و دیوار مین ۔۔۔ ہر قدم پھر آئنے ہین رہروونکے روبرو
ہے رعایا شاد آیا مالک اقلیم ہند ۔۔۔ کرتے ہین رہرو یہ خوش ہو ہو کی باہم گفتگو
واہ کیا اقبال ہے کیا جاہ ہی کیا عز و شان ۔۔۔ کیا حقیقت قیصر و خاقان کی اسکے روبرو
ہو در دولت کا دربان ہے یہ دارا کو ہوس ۔۔۔ آئنہ داری کی رکھتا ہے سکندر آرزو
تخت سے اوسکی جواہر کا ہوا پایہ بلند ۔۔۔ تاج سے اوسکے دُر یکتا نے پائی آبرو
عدل مین نوشیروان کیا اوسکی ہمسر ہو سکی ۔۔۔ غیر ممکن ہے کہ ہو مجتہد [illegible] یا آب جو

علم اس درجہ کیا ہے حق تعالی نی عطا
عالم و فاضل کی کیا طاقت کرے جو گفتگو

زندہ ہوتے اندنون بقراط وافلاطون اگر
بے تکلف دل سے شاگردی کی کرتے آرزو

بحث حکمت مین کرے اوس سے ارسطو کیا مجال
بند دو باتو نہین ہو جائے زبان بے گفتگو

موشگافی پر اگر آتے کبھی فکر دقیق
کانسہ خورشید تابان مین نکل سکتے ہین مو

کیا اولوالعزمے ہے راہ بحر و بر دو گام ہے
ملک دیکھے ہین پھری ہین شش جہت مین چارسو

ہر جگہ ہر ملک مین جا جا کے کھیلا ہی شکار
دشت و دریا کا تماشا ہی نگہ کے روبرو

کی سکندر نے سیاحت پر نہ ایسی دہر مین
فخر سے یا جان عالم ہے یہی بے گفتگو

حکم ہے عاجز نوازی کا کہ باغ دہر مین
تار جیب گل ہو تار اشک بلبل سے رفو

اسقدر عالم مین دست فیض ہاے گوہر فشان
پانی پانی ابر نیسان بھی ہے جسکے روبرو

اسقدر میخانہ ہے اوسکی سخاوت کا وسیع
جام ہے خورشید جسمین آسمان جاے سبو

ذکر قمری نے اگر اوسکی سخاوت کا کیا
واہ رے تاثیر زرین ہو گیا طوق گلو

خلق عالی آشکارا ہے تمام آفاق پر
مشک نافی کے چھپائی سے کہین چھپتی ہے بو

جیسون کو دے اگر طاقت وہ بزم دہر مین
پائی خم چلنے لگے اوٹھنے لگے دست سبو

صورت بخشش کرے وہ باغ عالم سے جو دور
پیچ و تاب موج مٹ جائے میان آبجو

لائی جب لب پر نمازی ذکر اوسکے فیض کا
موتیون کی آب سے بھر بھر گئے ظرف وضو

دیکھکر آئینہ الطاف مخلص روسفید
خون دشمن سے ہی تیغ قہر اوسکی سرخرو

کیا شجاعت ہے تمام آفاق پہ چھایا ہی رعب
کانپتے ہین خواب مین بھی بید کیصورت عدو

تیغ وہ بران کہ روز جنگ ہے بُرندہ تر
چاٹ کر افراسیاب گیسوے رستم کا لہو

توسن چالاک مین وہ تیز رفتاری کہ برق
ٹھوکرین کھاتی ہوئی پھرتی ہے جسکے روبرو

فیل کا رتبہ کہین ہے آسمان سے بھی بلند
مہر سے زرین عماری کیا ہی اسمین گفتگو

گفتگو سے کر سکے کیا کوئی تعریفون کا حصر
کسطرح گنجائش دریا حباب مین ہو

واسطی وقتِ دعا ہے کہ یہ خالق سے دعا — سامنے ممدوح ہے استادہ ہو نور روبرو
رنگ و بوی گلشنِ حشمت ترقی پر رہے — جب تلک ہے گلشنِ عالم میں جوشِ رنگ و بو
کالعدم ہو جائیں جو بدخواہ ہوں سرکار کے — خیر خواہوں کو ملے ہر دم زیادہ آبرو
مصرعِ تاریخ آمد فارسی میں یون ہوا — کردہ فیضِ مقدمِ شہزادۂ لندن لکھنو ۱۸

تاریخ طبعِ دیوان تدبیر الدولہ منشی مظفر علی خان بہادر متخلص بہ اسیر

ہوا طبع نادر کلامِ اسیر — یہ دیوان ہے بی شبہہ باغِ سخن
لکھے اوسکے تاریخ یون واسطی — چھپا خوب دیوان اوستاد فن ۱۲ ہجری

ایضاً

دیوان اسیر کا ہے مطبوعِ اہلِ عالم — الفاظ حیبت بالکل مضمون تمام مرغوب
تاریخ طبع اوسکی یون واسطی نی لکھے — استادِ واسطی کا دیوان چھپ چکا خوب ۱۲ ہجری

ایضاً

چھپ گیا خوب یہ دیوان فصاحت بنیاز — لعل قیمت مین صفا مین درِ مکنون ہے یہ
واسطی سال مسیحی مین ہوئی یون تاریخ — بلبلِ فکر کا گلدستۂ مضمون ہے یہ

تاریخ عربی

اعطاہ الجنۃ لعبد الموت — احسان اللہ اسلحے علیہ
قال الھاتف لہ تاریخ — رضوان اللہ اسلحے علیہ

غزل

حبذا مایہ دار دولتِ عشق — دلش آگاہ از حقیقتِ عشق
نیز چون معنیٔ کرم ظاہر — از کتابِ رخش کرامتِ عشق
بہ مریدانش از کرم اندا خست — چون ہما سایہ سعادتِ عشق
شاہ خادم صفی بہ عشق خدا — زین جہان رفت در طریقتِ عشق

در غم و رنج واسطی دل من	گفت اسے وا شہید در عونت عشق

تاریخ فارسی

شاه خادم صفی ولی خدا	بفلک شد به سطے هفت طبق
واسطی داشت اعتقاد تمام	شد گرفتار رنج و درد و قلق
من چه گویم غم فراقش را	خون همے گرید آسمان بشفق
گفت تاریخ رحلتش هاتف	شاه خادم صفی ولی بحق ۱۲ هجری

دیگر

رونق افزاے خانوادهٔ چشت	پیر و نائب حفیظ الله
شاه خادم صفی عارف وقت	بود از اسرار سرمدے آگاه
رفت هستے به نسبت زین عالم	سوے دار البقا بیک ناگاه
خبر رحلتش بگوشم خورد	شد لبم آشنا بناله و آه
رسیدم بجد متش افسوس	که رسید این مصیبتے جانکاه
سال تاریخ گفت هاتف غیب	تا دم مرگ گفتم یا الله ۱۲ هجری

دیگر

شاه خادم صفی عارف وقت	ذکر حق داشت در خفی و جلی
داشت با پنجتن ولاے تمام	رفت در خدمت علی ولی
جان بحق داد چون بعشق خدا	عمر جاوید یافت لم یزلی
سال تاریخ گفت هاتف غیب	شاه خادم صفی ولی علی ۱۲ هجری

دیگر

شاه خادم صفی ولی کامل	با نکیرین گفت عشق الله
سال تاریخ واسطی مے جست	کرد او را سروش غیب آگاه

سیزده مرتبه اگر اے دل — کلمهٔ حق بگو تو الا الله
سی شود سال فوت او ظاهر — گر بجیب سے تو سیزده همراه

قطعات تاریخ اردو

گل تازهٔ بوستانِ جنت ا — شہِ دو جہان خادم مصطفےٰ
رہِ معرفت کے وہ رہبر ہوئے — جو تھے مرحلے اون سے سب سر ہوئے
زمانہ مین اونکے غنیمت تھے ذات — کسے بین نہ تھے جو تھی اونمین صفات
رہ راست سبکو وہ بتلا گئے — نکاتِ حقیقت وہ سمجھا گئے
عدم کو سفر کر گئے اب کے سال — ہوا سارے عالم کو اس کا ملال
دلِ سال کم ہو کے اے واسطی — ہے تاریخ خادم صفے جنتی
۱۲۷۸ ہجری

دیگر

خلق مین بادشاہ تختِ فقر — یعنے خادم صفے والا جاہ
کام کوئی کیا نہ جز رہِ حق — مالک ملکِ فقر دین کے پناہ
تھی جو کے اکی سال راہ وفات — واسطی سب ہین صرف نالہ و آہ
سرہر شعر لیکے ہے تاریخ — لا ہمیو نون اولیا ما الله
۱۲۷۸ ہجری

دیگر

شاہِ خادم صفے عارف نے — جان دے اپنے عشق احمد مین
سال فصلے مین یون ہوئی تاریخ — وہ گیا خدمتِ محمد مین
۱۲۷۸ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفے نے رحلت کی — ہوا ابتر جہان مین دفترِ فقر
سال فصلے مین یون ہوئی تاریخ — بادشاہِ جہان کشورِ فقر
۱۲۷۸ ہجری

دیگر

شاہ خادم صفی نے رحلت کی   واسطی کو کمال رنج ہوا
عیسوی سال مین مرے دل نے   کہا یہ کیا غضب ہوا ہے بیا

دیگر

شاہ خادم صفی عارف کو   سوی جنت جو قصد سیر ہوا
شدت و درد و رنج فرقت سے   سب مریدون کا حال غیر ہوا
عیسوی سال مین یہ ہاتف نے   کہہ دیا خاتمہ بخیر ہوا

دیگر

بیک گردش چرخ نیلوفری   ہوئی دفتر دہر کی ابتری
مٹے نامیون کے نشان سیکڑون   ہوے بی مکین یہان مکان سیکڑون
چلی گلشن دہر مین وہ ہوا   کہ نام نکویان نہ باقی رہا
صفی پور کا حال برہم ہوا   دل اہل عالم کو ماتم ہوا
وہ گھر جو خوشی سے تھی گل باغ باغ   وہ سب آج دنیا مین ہین بی چراغ
کوئی ساتھ مرقد مین جاتا نہین   کبھی فاتحہ کو بھی آتا نہین
فنا ہے فنا ہے یہ سب کائنات   ثبات حبابی ہے اسکے ثبات
رجب کے مہینے کی تھی تیرھوین (۱۳)   اور اتوار کا روز تھا بالیقین
کہ دنیاے فانی سے وقت سحر   کیا شاہ خادم صفی نے سفر
ہوا گوش زد جب مفصل یہ حال   کہون کیا ہوا کسطرح کا ملال
گئے دن ہے غم رنج سب کو رہا   باصرار اک دوست نی یون کہا
کہ ای واسطی تو ہے اختر شناس   تجھے صبر لازم ہے کیون ہی اوداس
کہ حضرت کا تھا آخری یہ سفر   ذرا دیکھ تو زائچہ کھینچ کر

عنم و رنج مین سخت مشکل پڑے
لکھا نہ ایچہ بھید بعبد اضطرار
بہوت اب سے لکھے اور کیا التسویہ
ستارے ہین فضلِ خدا سے قوے

مگر عاقبت سے لیکے ساعت گھڑے
کہ معلوم ہو جس سے انجام کار
تو اس شک کا دل سے ہوا تصفیہ
نحوست سے بیٹھے ہین ساری بُرے

زائچہ



ستارے ہین اوتاد مین سب تمام
کب اسطرح سے ہون ستارے بہم
اسے شکلِ اقبال کہتے ہین سب
جو طالع کی جانب کو ہووے نظر
وہین صاحب خانہ موجود ہے
تو ان گھر سفر کا ہے دیکھا بغور
ہوا جاکے طالع مین اوسکا صدور
ہوئی غور سے بات یہ بھی عیان

سعادت یہ ہین وال یہ لا کلام
کہ ملتا ہے ایسا بہت وقت کم
کواکب کو ہوتی ہے قوت عجب
تو بس سنبلہ ہے عطارد کا گھر
شرف کے سبب سے وہ مسعود ہے
وہ گھر سعد اصغر کا ہے برج ثور
سفر اہل طالع کو ہووے ضرور
عطارد سے زہرہ کا پایا قران

سعد میں سعادت ہو ہر طولی | نہیں اسمین حاجت ہے کچہ غور کی
مگر دل میں اوسکے تعشق رہے | یہے اوسکو ہر دم تعلق رہے
جو دیکھا سماکی وتد کے طرف | مقرر اس کا ہے بعزو شرف
اوسے جا ملا مشتری کا مقام | ہوئی اوس سے حاصل سعادت تمام
جو جنت میں ہے مشتری اندنون | سوے دار باقی روان کیون نہون
سے گذرے برج عقارب پہ جب دم نظر | تو دیکھا کہ بیٹھا ہے اوس مین قمر
کہ بیت الرجا کا ہے مالک وہ ہے | خبر دیتا ہے خانۂ دوست کے
رہے دوست کا اونکو ہر دم خیال | نہ اسکے سوا اور کچھ ہو ملال
زحل مشتری اور زہرہ سبھے | وہ ہر ایک سے متصل ہے ابھے
جو کرتا ہے وہ نور ہر یک کا جمع | نہین اوسکو مریخ کرتا ہے منع
عطارد سے کرتا ہے پھر اتصال | تو ہوتا ہے انوار کا انتقال
قبول اسکو کہتے ہین اہلِ نجوم | سمجھتا ہے نیک اوسکو ہر ذی علوم
نتیجہ ہے اسکا یہے قیل و قال | ہمیشہ رہے دوست سے اتصال
وتد ارض کا جسکو کہتے ہین سب | اوسے غور سے مینے دیکھا ہی اب
کہ وہ قوس ہے خانۂ مشتری | کہ عاشر مین ہے مشتری کو یہے
نظر اوسپہ رکھتا ہے ہر دم قمر | بلا شک ہوا آسکا اب یہ اثر
یہ آتی دسے اونکے ہر اک امید | ملے اون کو جنت مین قصر سفید
کہ الماس گون سب ہون دیوار و در | جڑے اوسمین موتی رہین سربسر
جو رابع مین ہے اب زحل کا مقام | زبرجد سے ہو وہ منقش تمام
ملے اونکو اک بوستان قدیم | کہ کہتے ہین سب جسکو باغ النعیم
تکلف سے جب طے کرین منزلین | تو ہون جا کے رونق فزا باغ مین

روان اوسمین نہوین ہون سب شیر کے
یہ تاثیر ہے کوکب مشتری کے

ہیو طلاندنون ہے جو بہرام کو
اوسے آٹہوین گہر کا مالک کہو

ہوا وہوس کو کرے وہ فنا
مجرد رہے روح سب سے جدا

ہے نسبت روح یون پر اثر
مرید اونکے ہووے رہین بہرہ ور

نجومیان زائچہ مین پڑا القل جوگ
تو تاثیر اوسکے یہ کہتے ہین لوگ

کہ ہیو بخین بہر حال مقصود کو
گروہ کسی کے ذریعے سے ہو

جو عاشر مین ہے مشتری بیگمان
پیمبر کا اوس سے وسیلہ عیان

ہمیشہ رہین خادم مصطفےٰ
رہین اون سے مسرور شیر خدا

جو ہے زہرہ اب سنبلہ مین مقیم
عطارد کا جا کر ہوا ہے ندیم

اونہین حلہ جنتے جو ملے
مشابہ ہو وہ رنگ تنجرف کے

کسے وقت پوشاک دیبانی رہے
سفید اور کبہی آسمانی رہے

ہمیشہ رہے فضل رب غفور
رہین اونکی خدمت مین غلمان و حور

جو ہون اونکے خدمتین غلمان و حور
تو ہو سرخ پوشاک بر مین ضرور

لکہون زائچہ کا جو مین سارا حال
تو ہو ملول سے سامعین کو ملال

لکہون سب کواکب کی نسبت اگر
تو ہو جائے دفتر سے بہی بیشتر

اسیواسطے مینے تقلیل کے
فضیلت مفصل یہ مجمل کو دے

لکہا ماجرا راہ عقبے کا سب
کرون حال دنیا کا مرقوم اب

بنے گا بہت خوب اک مقبرا
رہینگے وہان جمع خلق خدا

رہے گا کہلا فیض و رحمت کا باب
ہمیشہ رہین معتقد کامیاب

کہے مینے آخر یہ تاریخ سال
سفر محمد ہے ہو خدا سے وصال

ہمیشہ زمانے کو ہے انقلاب — فنا کا کشادہ ہے ہر شی پہ باب
نہیں ہے کسی چیز کو بھی ثبات — فنا ہے فنا ہے یہ سب کائنات
زمین آسمان سب ہین اکدن فنا — فقط ذاتِ واحد کو ہوگی بقا
فنا کا نہ کیونکر ہو ہمکو یقین — کہ شب کو ستارے ہین دن کو نہین
فنا کیسے کیسے جوان ہو گئے — کہان تھے کہان سے کہان ہو گئے
نہ وہ تن نہ وہ روح و جان رہ گئے — فقط مدح وردِ زبان رہ گئے
شب و روز چلتے ہے راہ عدم — یہ دنیا نہین کچھ سرا سے ہے کم
ہے کوچ کا ہمین ہر دم خیال — قیام اسمین ہے ایک امرِ محال
ہوئے پیر عمر اب بسر ہو گئے — اوٹھو سونے والو سحر ہو گئی
فنا ہے جہان کا ہے ہر دم خیال — کہ خادم صفی کا ہوا انتقال
بچھوڑینگے جس دم ولیونکو موت — ہین تھلے لازم ہوا خوف فوت
عجب ذات تھے اونکے صاحب کمال — کرے مدح اونکے کوئی کیا مجال
وہ رخسار روشن جو پرنور تھا — تجلی شمع سرِ طور تھا
جو موزون تھا وہ دست گوہر فشان — تو اشعار جنسے تھین پانچ اونگلیان
وہ آنکھین جو تھین چشمۂ راہِ دین — دو لب لایق صلہ ہزار آفرین
نہاین چشمہ ہوئے ہین کچھ اونکے شک — کہ تھین غوطہ خور اونمین دو مردمک
جہان نقشِ پاسے مبارک پڑا — سر اولیا اوس زمین سے بنا
عجب صاحب لطف و الطاف تھے — خلاصہ خدائی کا وہ ذات تھے
سر قبر لائے جو لاشہ مرید — زمین کو بھی اوسدم ہوئی ایک عید
زمین مارے شادی کے تھی باغ باغ — کہ ہاتھ آگیا گوہرِ شب چراغ
جہان غم سے سب تیرہ و تار تھا — کہ خورشید زیرِ زمین چھپ گیا

سبت کی جو تاریخ میں جسد و کد	ر	زمین بولے لا الہ یہ چراغ الحمد ۱۲

دیگر

شد بآن سلطان چنین فرمان عشق	او خود ست بگذر کہ باشد جان عشق
عاشق صادق شہ خادم صفی	کردہ جان خویشتن قربان عشق
کشتہ عشقش سے نمے میرد بہ	جان تازہ می رسد از جان عشق
از وجودش آرزوی نفع و ذات	عشق را در دل بماند ارمان عشق
کے رسد با عشق او عشق کسے	از ازل آوردہ بود ایمان عشق
شد زیکرنگی دو سے از حد گرہ	عشق جانش گشت او شد جان عشق
مثل دیگر مردگان از کار رفت	از وفات او برون شد جان عشق
کرد روشن شمع دین راز ین سبب	داشت در دل آتش پنہان عشق
سال تاریخش بہ فضلے واصلی	گفت ہاتف کشتہ پیکان عشق ۱۲

تاریخ ہندی دوہا

حضرت شاہ خادم صفی چہا تاد جلہ سنسار	ہندوی سمت فضل ہتا وت نر تی سوج بچار
اسوج سدی پورنماسی آج دن اتوار	بھور بہئی بچھڑ گیا اب ہی پیا ہمار سمت ۱۹۰۲

خاتمہ الطبع مطبوعہ سابقہ

مطبوعہ طبع نتیجہ خامہ شکرخائی منشی انوار حسین تسلیم سہسوانی

بعد حمد خالق انس و جان و نعت سید کون و مکان و منقبت آل اطہار و محمدت اصحاب کبار آ
سالکان مسالک ہیچمدانی تسلیم سہسوانی بر سر گفتار آتا ہے اور عاشقان معنی رنگین و دلدادگان
خیالات باریک کو مژدہ سناتا ہے کہ دفتر فصاحت محضر بلاغت مخزن سلاست معدن متانت
کرشمہ سحر ساجلوہ طبع ذکا جریدہ خوش مقالی طومار نازک خیالی بہار باغ سخنوری نتیجہ ذکا

مسمّی بہ پوری یعنی دیوان شاعر رنگین کلام حضرت واسطی منشی فضل رسول خان نام صاحب اشعار جزیلہ و نبیلہ تعلقدار ملک اودہ متوطن قصبہ سندیلہ اوستاد جملہ شعراء عطارد ضمیر شاگرد رشید دبیر جمیع منشی مظفر علی اسیر کا کہ جسکا ہر مصرع رنگین محسود زلف لاویز حسینان ہے ہر بیت سادہ رشک ابروی نازنینان شوخی مضمون گرم جوشی ہے محبوبون کی ربط مہر عین ہم آغوشی ہے خوبون کی کنائے عین اشارے اچھی آنکھون والون سے گریہ شاعرانہ مین بارہ ڈھنگ غزالون کے ترکیب درست بندش چست مطبع مین عالی ہمم فرخندہ شیم درۃ التاج افتخار اقتدار مالک مطبع اودہ اخبار بانی مبانی جود و عطا مرجع بندگان خدا السامی الاخلاق عمیم الاشفاق منشی نول کشور ستودہ آفاق کے دوسری بار واقع ماہ اپریل سنہ ۱۸۷۴ع مطابق ماہ صفر المظفر سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطبوع ہوا اور یہ ہی کی تصویر ہو کر مطبع سے باہر نکلا

منہ

چھپا جب یہ دیوان باغ و بہار ۱۲۸۸ھ
سن طبع کی خبرت واسطی ۱۲۸۸ھ

کلی دل کی ہر ایک کے تب کھلی
دم فکر تاریخ مجھکو ملی

نتیجہ طبع وقاد سخنور بے مثال شاعر نازک خیال حمیت اللہ موہانی سید غضنفر علیخان متخلص بہ حکیم ابن مدبر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان متخلص باسیر

کیا خوب چھپا ہے واسطی کا دیوان
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
پوچھا جسوقت مجھسے ہاتف نے کہی
مفعولن فاعلن مفاعیل فعل

ہر دل کو حکیم یہ سخن ہے مقبول
مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
تاریخ چھپا دیوان فضل رسول ۱۲۹۱ھ
مفعول مفاعیلن مفعول فعول

نتیجہ فکر سخندان ہمہ دان نواب احمد حسن خان صاحب متخلص بہ جوش خلف نواب محمد مقیم خان مرحوم

طبع شد چون کلیات واسطی
شاعر شیرین زبان خوشگو فصیح

سال طبعش چو جستم هاتف ناگهان — گفت گلزار مضامین ملیح

ریختۂ خامۂ شاعر یکتا شیخ رضا حسین صاحب متخلص بہ رضا

رضا بلبل فکر تاریخ گفت — بہ گلزار مطبع گل نو شگفت

١٢٨٧ هـ

وله

شده طبع دیوان فضل رسول — مضامین عجائب عجب ذکر نیک

رضا بهر تاریخ کردم چو فکر — ندا آمد از دل خوشا فکر نیک

١٢٨٧ هجری

وله

کلام واسطی چون طبع گشته — مضامین غیرت ماه تمام ست

رضا الکلکم چنین تاریخ طبعش — رقم زد اعتبار اینکلام ست

١٢٨٧ هجری

وله

کلام واسطی چون طبع گشته — بهار عشق سوز دل نوشتم

رضا بر جسته این تاریخ فصلی — شرار عشق سوز دل نوشتم

١٢٨ فصلی

وله

مطبع مین اندنون وه دیوان چهپتا هے — الفاظ جسکے عمده هین شعر جسکے رنگین

تم بهی رضا یہ لکهو تاریخ طبع اوسکی — دیوان واسطی کا هے مجمع مضامین

١٢٨٧ هجری

وله

مژده اے شاعران هندستان — طبع دیوان واسطی کا هوا

فکر تاریخ کی هوئی جو رضا — غنچۂ آرزو هے دل نے کہا

١٢ هجری

وله

هوا طبع دیوان فضل رسول کا — ضیا مین هے رشک تجلی طور

لکها مصرع طبع هنگام فکر — قلم نے لکهے هین مضامین نور

١٢٨٧ هجری

قطعۂ تاریخ نادر مترشحہ خامہ شیخ نادر حسین صاحب متخلص بہ نادر

طبع دیوان واسطی کا ہوا + کارنامے ہین یہ تمام اوراق +
دفتر عشق ہے ہر ایک ورق + جانتے ہین جو ہین بڑے مشاق
کلک نادر نے یہ لکھی تاریخ + ہوگئی طبع دفتر عشاق + ۱۲۸۷ھ

وله

چھپا واسطی کا جو نادر کلام + بجا ہے جہانتک کرون مین ثنا
ہوئی دل کو جب فکر تاریخ کی + گل باغ مقصد قلم نے لکھا ۱۲۸۷ھ

جودت طبیعت شاعر بازیب وزین محمد مظہر حسین صاحب متخلص بہ شفق ہمشیرہ زادہ آفتاب الدولہ بہادر

وہ افصح الفصحا واسطی زبان دان ہے + کہ آج ہند مین مشہور رشک سحبان ہے
دیا ہے رتبۂ عالی وہ اوسکو خالق نے + کہ آج اپنی رعیت پہ ظل سبحان ہے
وہ فن شعر مین یکتا ہے اس زمانے مین + جو ہمسری کا کرے قصد کیا ہی نادان ہے
وہ اوسکا بلبل خامہ ہے زمزمہ پیرا + کہ جسکے فیض سے سارا جہان گلستان ہے
کلام مین یہ مزہ عشق کا ٹپکتا ہے + کہ روح سعدی بھی سوجان سے ثناخوان ہے
وہ رنگ اوسکی طبیعت نے خود کیا پیدا + کہ جس سے ناسخ و آتش کی روح حیران ہے
بلاغت ایسی ہے سامع کا دم پھڑک جائے + زبان پاک فصاحت مین تیغ بران ہے
ہوا ہے جمع وہ دیوان لاجواب اوسکا + کہ جسکا مطلع ہر اک آفتاب تابان ہے
چھپا ہے مطبع منشی نولکشور مین وہ + کہ جسکا سارے زمانے پہ آج احسان ہے
شفق نے بھیجدی تاریخ آپ سے لکھا + بہار گلشن ہندوستان یہ دیوان ہے ۱۲۸۸ھ

ایضاً تاریخ ترتیب دیوان در صنعت منقوط +

یہ فن شعر مین ہے واسطی کو آج کمال + ہر ایک کو سامنے منہ کھولنا ہی اوکی مجال

دیا اونھون نے جو دیوان اوبین ترتیب — تو آیا لکھنی کا تاریخ کی مجھی بھی خیال
پکارا ہاتف غیبی کہ لکھ شفق منقوط — یہ چھپی وہ نظیم جو ہی شمع بزم اہل کمال ۱۲۸۹ھ

ایضاً تاریخ فصلی در صنعت غیر منقوط

ہوا مطبوع وہ دیوان کہ اسکو سو فسی جو لی — تو اوسکا طوطی خامہ بھی بلبل کیطرح بولے
نہین دیوان لکھا واسطی نے طبع رنگین سے — دُرِ گنج معانی شاعرون کی واسطے کھولے
شفق تاریخ فصلی بی نقط لکھنی کو جب بیٹھا — بڑی فکر رسا مین طائر مضمون نی پر کھولے ۱۲۸۹ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد شاعر خوش بیان منشی برکت علی خان صاحب متخلص بہ ساغر نبیرۂ منشی عبد الکریم صاحب سابق میر منشی گورنری

چھپا اختر واسطی خوب دیوان — بہت بہتر و عمدہ مطبوع سلطان
مصنف جو ہین اوسکے فضل رسول — وہ بزم سخن مین ہین شمع درخشان
خبر سال ہجری یہ شاعر نے دی — دل گوش سے سن لیو تاریخ دیوان ۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ متفکرۂ ناظم صاحب طبیعت محمد علیخان صاحب متخلص بہ نکہت

رہے عروج پہ یا جاہ و فرہ باغ ہند — بھرا پُرا رہے یارب سدا یہ باغ ہند
ہوا ہی طبع یہ دیوان واسطی اختر — وحید عصر ہین فضل رسول باغ ہند
مقابل اونکے نہ خاقانی و نہ فیضی ہے — اونھین سے عرش معلی پہ ہی دماغ ہند
یہ زور طبع ہی اونکو کہ ہے کلام فصیح — ہین شمع بزم سخن اور ہین چراغ ہند
نہ ہم سخن کوئی اونکا ہے اور نہ ہمسر ہے — برنگ لالہ جگر پر ہے سبکی داغ ہند
پڑا تھا خواب سے غفلت مین آگیا یہ خیال — تو دیگیا مجھے تعبیر سر پہ زاغ ہند
تو اوسکی فکر مین نکہت تمام ہوا ہی عبث — جو پوچھے سال طبع تجھسی کہہ چراغ ہند ۱۲۸۹ھ

قطعہ تاریخ از جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک سید منشی مظفر علیخان بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر اوستاد مصنف دیوان

رقم شد چہ دیوان تا در اسیر — مضامین آن جان اہل سخن
بتاریخ او بلبل طبع من — صدا زد گلستان اہل سخن ۱۲۸۰ھ

قطعہ تاریخ از مصنف سلمہ القدیر

کیا واسطی نے یہ دیوان رقم — عیان اس سے ہین جوہر واسطی
ہوئی فکر جب دل کو تاریخ کی — فلک نے کہا اختر واسطی ۱۲۸۰ھ

از تاریخ افکار شیخ شوکت علی صاحب متخلص بہ شوکت شاگرد رشید بلوی شاگرد مصنف دیوان

واسطی اوستاد من چون نظم کرد — منتخب دیوان شوق عاشقی
بہر سال طبع شد شوکت رقم — مصرعۂ تاریخ ذوق عاشقی

نتیجہ فکر یعنی تاریخ از نتائج بلیغ نظام حشمت الدولہ سید غضنفر علیخان صاحب صولت جنگ متخلص بہ حکیم خلف اکبر منشی مظفر علیخان صاحب اسیر

حکیم از فضل رب چون طبع گردید — برنگ باغ دیوان خوش آئین
بنودم فکر در تاریخ سالش — نوشتم انجمن آرا صفا بین ۱۲۸۰ھ

از نتیجہ فکر افضل الدولہ مظفر الملک سید افضل علیخان بہادر شوکت جنگ متخلص بہ افضل خلف اصغر منشی مظفر علی خان اسیر

کیا خوب ہی یہ دیوان کیا خوب ہی یہ دیوان — بیشک جواب ناسخ بیشک جواب ناسخ
افضل کہی یہ تاریخ مرقوم کی فکر — رشک جناب ناسخ رشک جناب ناسخ ۱۲۸۷ھ

تاریخ ترتیب دیوان طبعزاد شیخ احمد علی صاحب متخلص بہ شوق خلف شیخ کاظم علی صاحب جو ہم شاگرد تدبیر الدولہ منشی مظفر علیخان اسیر

کیا فضل خدا سے ہوا دیوان مرتب — رنگینی اشعار سے ہر صفحہ چمن ہے

ہاتف نے کہا مصرعہ تاریخ یہ ای شوق | دیوان ہے یا ایک گہر گنجینہ سخن ہے

ایضاً

دیوان چھپا واسطی اہل سخن کا + | انداز نرالا ہے نیا رنگ سخن ہے +
تاریخ کہی طبع کی اے شوق یہ مینے | مضمون ہین گل پھول ہیں دیوان چمن ہے

از نتیجہ افکار شاعر یکتا شیخ ظہور حسن صاحب متخلص بہ ظہور
شاگرد تدبیر الدولہ منشی سید مظفر علی خان صاحب اسیر

از فضل خدا چو طبع گردید + | منشور فصاحت و بلاغت +
مرقوم ظہور کرد تاریخ + | گلدستۂ عنفوان الفت + ۱۲۸۷ھ

قطعہ تاریخ از لالہ خیراتی لال صاحب محمع خرچ نویس انجمن ہند متخلص بہ طاہر

بے قبول دل شاعران لوذعی و فن + | چہ داد داد سخن واسطے بہ نظم کلام
ندوی آب گہر لفظ معنیش طاہر | دہد فروغ بی سال آن حساب تمام ۱۲۸۷ھ

طبع زاد سید باقر علی صاحب رضوی شاگرد مصنف دیوان سلمہ متخلص بہ حیرت

خان ممدوح کے اوصاف رقم کیا کیجئے | آج اس عہد مین خلاق معانی ہے یہ
ایسا دیوان کیا نظم خلائق مرغوب | جسنے دیکھا یہ کہا سحر بیانی ہے یہ
کشتہ شائقون کے عالم مین قلم توڑ دیا | کیون نہو فکر ت ایام جوانی ہے یہ
فی الحقیقت کہ عجب نغمہ سرائی کی ہے | یادگار اس چمنستان مین نشانی ہے یہ
فکر غواص سے پوچھا تو کہا ای حیرت | بحر انوار طبیعت کی روانی ہے یہ ۱۲۸۷ھ

خاتمة الطبع

الحمد للہ کہ دیوان بلاغت عنوان معروف بہ دیوان واسطی ماہ مئی سنہ ۱۸۷۴ع
مطابق شہر ربیع الاول سنہ ۱۲۹۱ ہجری مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین چھپکر مرتب ہوا

تمت

تقریظ مطبوعۂ اول

نتیجۂ طبع وقاد سخنور بیمثال شاعر نازک خیال مرحمت الدولہ بہادر مولوی
سید غضنفر علیخان متخلص بحکیم ابن تدبیر الدولہ مدبر الملک جناب
منشی سید مظفر علیخان بہادر متخلص باسیر

ترانہ سنجی عندلیب خامہ اوس نخلبند گلستان ایجاد کی حمد مین زیبا ہے کہ گلہای
رنگارنگ صور مختلفہ چار باغ عناصر مین پیدا کیے اور نغمہ سرائی بلبل نامہ اوس
چمن آرای بوستانِ عالم کی مدح مین سزا ہے کہ اثمار بوقلمون اشکالِ متفرقہ
اشجار بساتین اجسام سے ہویدا فرمائی طرح مضامین تازہ دلِ شاعر نازک خیال
مین ڈالنا کام اوسکا ہے اور نقش خطوط نو بنو خانہای صفحۂ عالم تکوین مین بھرنا
حسن انتظام اوسکا ہے جلوہ اوسکا مصباح مشکات آفرینش ہے نور جمال
اوسکا چراغ دودۂ بینش ہے آفتاب جو صفحۂ بساط فلک پر قلم خط شعاعی سے

خطِ روشن لکھتا ہے وقایع نگار اوسکا ہے ماہتاب جو تختۂ سیاہ شب پر پرکار
ہالہ سے جو دایرۂ بدر کھینچتا ہے نقش طراز انوار اوسکا ہے ابیات ابروان
مہرویان مین فرق بین السطور چھوڑا ہے یکتا کو دوتا کیا ہے کیا توصیف
کیجیے جو کچھ کہیے تھوڑا ہے جل جلالہٗ و عم نوالہٗ **نظم** خلاق زمین و
آسمان ہے ÷ صناع نقوش دو جہان ہے ÷ گردون پہ ستارہ ہاے
رخشان ÷ دنیا مین بنائی جن و انسان ÷ آنکھون پہ نہین وہ گو کہ ظاہر ×
پر دیدۂ دل پہ ہے اوس سے ماہر ÷ کے سیر جہان کو دیکھا بھالا ÷
قدرت کا ہی کھیل سب نرالا ÷ یکتا ہے وہ بادشاہِ عالم ÷ خلاق جہان پناہِ عالم

نعت سرورِ کائنات محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دلِ بیدل اوس رخسار پر نور رشک شمع طور پر پروانہ ہے کہ جسکے نور جمال
سے چراغ کونین روشن ہے اعنی محمد مصطفٰے خدا کے رسول جان بجان
اوس سروِ چمنستانِ رسالت پر فاختہ سے کہ جسکے بارش سحاب مرحمت
سے باغ دارین سرسبز اور شاداب ہے یعنی خاتم الانبیا اللہ کے مقبول
دریاے بے کنار مدح مین ماہی طبع موصوف مثلِ ماہیِ بے آب طپیان ہے
چھ نہین ہو سکتا صحراے وسیع الفضاے وصف مین غزالِ خیال معرف
مانند آہوے لنگ افتان و خیزان روان ہے خاک نہین بن آتا اگر نسخۂ
وجودِ کامل اوسکا اثر شفا نہ دکھلاتا مزاج مختل عالم کبھی درستی قبول
نہ کرتا اور اگر وہ اپنی حکمت کاملہ سے ترکیب آل و قرآن سے معجون مرکب
نہ بناتا مرض کفر کسیطرح ابدان اہل زمانہ سے زایل نہوتا نشاداب
گلستانِ ایمان اوسکی آبیاری ابرِ عنایت سے ہے تازگی بوستانِ دین
اسلام اوسکی قطرہ افشانی شبنم شفقت سے ہے رسول خدا شافع روز جزا

باعث عدل و داد شیرازۂ دفتر اتحاد چار اضداد نظم

محمدؐ باعث ایجاد امکان ؛ محمدؐ رحمت حق لطف یزدان
اگر ہوتی نہ ذات اوسکی جہان مین ؛ خلل آتا زمین و آسمان مین
بنای سقف چرخ نیلگون ہا ہے ؛ جو منکر اوسکا ہے اوسکو جنون ہے

بعد اوسکے وصی اوسکا علے ابن ابی طالبؓ اسد اللہ الغالب یعسوب دین امیر المومنین کف ہمت عجب نیسان مکرمت ہے کہ جسکے فیض سے مشت خالی حباب گوہر مقصود در گرہ بستہ ہے دست عطا عجب ابر سخاوت ہے کہ جسکے آبیاری ہمت سے دامن شاخ عریان موج شگوفہ ہاے رنگین سے پیوستہ ہے آتش افسردہ یاقوت اوسی کی گرمی بازار عطا سے روشن و منور ہے سبزۂ خشک زمرد اوسی کی ہوا سے باغ سخا سے تازہ و تر ہے خدا کے ولی ہین محمدؐ کے وصی ہین شب معراج بجای دست خدا دعوت رسول مین شریک ہوے نزدیک سے نزدیک ہوے ہم پیالہ و ہم نوالہ وحدہٗ لاشریک ہوے جب سے اوس کے بحر عطا نے کف عطا کھولی ہے دریا نے صدف سے پشت دست زمین پر رکھی ہے نظم علی حاجت روای دو جہان ہے ؛ علی مشکلکشای انس و جان ہے شعر آن شیر دلاور کہ براے طمع نفس ؛ در خوان جہان پنجہ نیالود علے بود اما بعد سر گشتہ کوے ناکامی زاویہ نشین عالم گمنامی امیدوار رحمت رب کریم مرحمت الدولہ سید غضنفر علی متخلص بحکیم عرض کرتا ہے اور نقاب خفا چہرۂ یوسف مدعا سے اوٹھاتا ہے کہ والد ماجد میرے ناموری عالم کعبہ سخنوری کے رکن اعظم تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب بہادر بہادر جنگ المتخلص بہ اسیر سلمہ اللہ القدیر

ہین ایسا نقارۂ سخنوری شش جہت آفاق مین بجایا کہ سارا سواد اعظم شاعری
قبضۂ قدرت مین آیا طبیعت ایک دریا ہے کہ درِ مضامین سے پر ہے
جو لفظ صدفِ دہان معجز بیان سے نکلا ایک بیش بہا در ہے ہزارون
گلچین گلستانِ سخن ہوے فیض ارشاد عالی سے سیکڑون اوستاد
فن ہوے چنانچہ مصنفِ دیوان ہذا کہ زمرۂ شاگردان جناب والا سے
ہین سخن پختہ ان کا اوستادی پر دلیل ہے حقا کہ سخنورِ بے عدیل ہے
چند فقرات اگر تعریف مین لکھون بجا ہے کہ فی الحقیقت قابلِ ثنا ہے
افضل متاخرین اشرف متقدمین بسم اللہ دیوانِ فصاحت طغری فرمانِ
بلاغت فخر سخنوران جہان رشک شاعران زمان مہر سماے نکتہ سنجی نکتہ
دانی آفتاب آسمان علم بیان و معانی کلیم و ہر سلیم عصر خضر طریق طرز سخنوری
شیخ چرخ علو ہمتی و عالی گوہری گل گلزار ریاست بلبل گلستان امارت
نکتہ دان صحیفۂ دانش دقیقہ رس کتاب بینش ناخداے کشتی کل علوم یکتاے
بحر جفر و رمل و نجوم برادر بزرگوار بندۂ خاکسار سراپا قصور مولوی سید
فضل رسول خان صاحب بہادر متخلص بہ **واسطی** رئیس سندیلہ تعلقہ دار
جلال پور خیر خواہ سرکار انگلشیہ مدظلہ العالی ہر علم و ہنر مین متبحر ہے کہانتک
تعریف کرون بیان سے باہر ہے ہر چند شغل شعر و شاعری بہت رہا مگر
کلام بلاغت نظام ایام غدر مین پریشان ہوگیا اب فی الحال جو کوکب شوق قدیم
نے آسمانِ طبع وقاد پر جلوہ کیا مدت دو سال مین باوصف اشتغال دیگر امور
یہ دیوانِ نادر الوجود دیدۂ خفا سے منصۂ ظہور مین آیا فی الحقیقت سرمایۂ
فصاحت ہے سر دفتر بلاغت ہے ہر بیت اوسکی مانند بیت اللہ
سیاہ پوش ہے مگر مطلوب نامہ سفیدان بلاغت کوش ہے اور ہر غزل

اوسکی مانند غزال حرم شوخ طینت ہے رام صفا طلبان پاک طبیعت ہر
کوتاہ بینون کو زیارت غزل نے بلند نگاہ کیا اور رہوسناکون کو استماع قطعہ
نے رشتۂ قطع تعلق سے آگاہ کیا کچھ انتہا ہے جو کچھ کہیے بجا ہے اب
کچہ حال حسب و نسب مصنف بیان ہوتا ہے سب پر عیان ہوتا ہے
کہ نسب سادات واسطی کا سید ابوالفرح واسطی سے بلکہ زید شہید ابن
حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے ملتا ہے سادات بارہہ کے
شجاعت و مردانگی و علو ہمت کا حال تمام کتب تواریخ مین مندرج ہے
حاجت اعلان نہین ضرورت بیان نہین اور جد اعلی مصنف کے مخدوم سید
علاؤالدین واسطی حاجنیری ہین عہد سلطان علاؤالدین خلجی مین حسب ایمای حضرت
سید نصیر الدین محمود اودہی مع اعوان و انصار ملک اودہ مین آئے اور
سندیلہ کو قوم آرکہون سے لڑکر فتح مین لائے اور بعد شہادت سید نصیر الدین
اونکے پسر کلان کے کاکوری مین اور سید خواجہ احمد پسر اوسط کے شہر لکہنو
مین سندیلہ حیز تسلط مین آیا گوہر مقصود دامن مراد مین پایا تا عہد
سلطنت مالک سندیلہ مع دیہات مفتوحات رہے صاحب مقبوضات
رہے بندگی سید حسن صاحب کے وقت مین سلطنت مغلیہ ہوئی اور
ریاست تنزع ہوگئی برائے معاش ریاست دیہات معافی عطا ہوئی
مرض تکالیف کو شفا ہوئی عہد نواب فلک رکاب کیوان بارگاہ انجم سپاہ
اختر برج چرخ نیابت قمر فلک سعادت جناب نواب سعادت علیخان بہادر
مغفور مالک ممالک ملک اودہ مین ہمراہ اور معافی داران کے تمام
دیہات ضبط ہوگئے مقدمات و کارخانجات قدیم ضبط ہوگئے
اس زمانے مین سند تعلقہ داری مصنف کو دیہات زمینداری باقیماندہ

کی ملی ہے باعث ناموری ہوئی ہے اور مصنف مدظلہ العالی قصبہ امیٹھی
مین کہ اون کا ننھال بخاندان ملاجیون مرحوم ہے قاضی مسیح الزمان
صاحب کے مکان مین ۱۹ جمادی الاولی سنہ ۱۲۲۸ ہجری مین جلوہ افروز
عالم امکان ہوئے مہمان اہل جہان ہوئے تام تاریخی ذو الفقار علے
ہے ذات بابرکات ذوالفقار علے ہے ابتدائے عمر مین
کتب درسیہ فارسیہ امیٹھی مین پڑہی مدارج استعداد و بڑہے ہے کتب
عربی اپنے عم نامدار سید اعز الدین احمد خان اور مولوی احمد بخش
صاحب اور مولوی سراج الدہر صاحب اور مولوی تراب علی صاحب
اور مولوی سلامت اللہ صاحب سے پڑہی مدارس علم مین رسا تہے
بڑہے ہے علم نجوم و رمل و تکسیر سید علی شیرازی سے دیکہے اور نکات
علم طب اپنے والد بزرگوار حکیم سید عبد الشکور صاحب اور عم نامدار
سید محمد آغا خان صاحب بہادر سے پڑہے ہے جب عمر شریف
بیس برس کی آئی نوکری بعہدہ رسیڈنٹی گوالیار اور بعہدہ
منشی گری ایجنٹی جودہ پور پائی بعد ازان بترقی عہدہ میر منشی گری
راجستان پر مقرر ہوئے منشیان عالی شان کے سردفتر ہوئے
بعد بیس برس کے استعفا دے کر وطن مین رہے بلبل نغمہ سنج
ہوکر چمن مین رہے اتفاق زمانہ ناہنجار سے ایام غدر رستہ اران
مین تمام مال و منال لٹ گیا شیشہ اسباب جمعیت ٹوٹ گیا
مگر سرکار انگلشیہ نے ازراہ عنایت بصلہ خیرخواہی و جانفشانی
کے اونتیس ۲۹ موضع انعام مین عطا فرمانے غنچہ دل اعدا
مرجہائے الحمد للہ الحمد للہ سبحان اللہ سبحان اللہ استعمال فنون

سپاہ گری بہ کمال از دیاد شوق عہد جوانی مین کرتے رہے
نک وحسد سے دشمن مرتے رہے طبیعت عالی اوسکی طرف
یادہ ہے شوق زیادہ ہے علوم کابھی چرچا رہا کیا تصنیف کا
ہنگ ہوا کیا ایک کتاب مسمے بہ تسہیل العلوم بہ کمال مشقت
تصنیف فرمائی تھی اوس مین طبیعت کی قوت آزمائی تھی جامع
علوم تھے وہ اور کتابون مین کا شمس بین النجوم تھے مگر ہزار
ِس کہ ایام غدر مین رائگان نذر جاہلان ہوئی بیان
تحصیل کمالات کی انتہا ہے یہان خموشے اولی ہے فقط اشعار

جس امر کی انتہا نہیں ہے ۔۔۔ کہنا اوسکا بجا نہیں ہے
دیوان ہے عجیب لطف آمیز ۔۔۔ سب چیزین یہان اسمین کیا نہیں ہے
جی عقل سلیم داد دینگے ۔۔۔ نا فہم سے کچھ گلا نہیں ہے

تمت

غلطنامہ دیوان واسطی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱۰	مجھے	تجھے	۱۸۹	۱۲	ہی	[illegible]
ایضاً	۱۸	مہا	یکتا	۲۰۰	۶	اوس	[illegible]
۴۹	۱۰	کھولیگا	کھوئیگا	۲۰۷	۱۹	داغون سی	د[illegible]
۵۲	۲۱	سیراب	سیرآب			مرگ چالو نکے	بگ[illegible]
۷۳	۳	عیان ہی	عیان ہین	۲۲۹	۵	(ا بتونکا	[illegible]
۷۸	۱۲	مجانی	مجاتی	۲۱۸		پردہ ہی	[illegible]
۹۰	۱	ٹوٹتی	لوٹتی	۲۲۳	۱۸	شتاب	سباب
۱۰۸	۱۶	ہندمین	ہندسی	۲۲۴	۱۲	حباب	خوب
۱۰۹	۳	آبلہ پائی	آبلہ پائی	ایضاً	۱۶	ترہ	ترا
۱۵۳	۱۲	کھتی ہین	کھتی نہی	۲۲۶	۲	بید	پیدا
۱۶۰	۴	جادہ سی	جادہ مین	۲۲۸	۵	کرنیکی	کرنیکی
۱۸۶	۱۹	عشق	زلف				

